ماہنامہ
اخبار احمدیہ
جرمنی
دسمبر 2021ء
جلد نمبر 22
شمارہ نمبر 12

ایک بابرکت الٰہی تحریک

وَقفِ جدید

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 27 دسمبر 1957ء کو وقف جدید کے قیام کا اعلان فرمایا اور اس بابرکت الٰہی تحریک کی اہمیت اپنے ایک خصوصی پیغام میں اس طرح سے بیان فرمائی:

''یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے اور ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ میرے دل میں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے۔ اس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں، کپڑے بیچنے پڑیں۔ مَیں اس فرض کو تب بھی پورا کروں گا۔ اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو الگ کر دے گا جو میرا ساتھ نہیں دے رہے، اور میری مدد کے لئے فرشتے آسمان سے اتارے گا''۔

(وقف جدید سے متعلق پہلا خصوصی پیغام 1958ء)

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احباب جماعت نے بڑھ چڑھ کر قربانیاں پیش کیں اور اب تک پیش کرتے چلے جا رہے ہیں، الحمدللہ۔ ان قربانیوں کے شیریں ثمرات ایشیا و افریقہ کے دور دراز پسماندہ علاقوں میں تعلیم و تربیت اور دعوت الی اللہ کی صورت میں مل رہے ہیں۔ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ جماعت کے بڑی تیزی سے ترقی کی طرف قدم بڑھ رہے ہیں اور اس لحاظ سے ضروریات بھی بہت تیزی سے بڑھ رہی ہیں .... ہمیں اس طرف توجہ دینے کی بھی ضرورت ہے تا کہ ہم بھی ان مالی قربانیوں میں حصہ لے کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن سکیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے افراد جماعت پر بھی انفرادی طور پر بہت فضل ہو رہے ہیں اس لیے ہمیشہ کی طرح اپنی قربانیوں کی طرف بھی خاص توجہ رکھیں تا کہ جو کمزور جماعتیں ہیں ہم ان کی مدد کر سکیں۔ ہندوستان کی نئی جماعتیں بھی ہیں اور افریقہ کی جماعتیں بھی ہیں جو بہت معمولی مالی وسعت رکھتی ہیں گو کہ قربانی کی کوشش کرتی ہیں لیکن جتنی بھی ان کی وسعت ہے اس کے لحاظ سے، اپنے حالات کے لحاظ سے۔ تو ان کی مدد کرنے کے لئے تربیت و تبلیغ کے لئے ان کی قربانیوں میں جو کمی رہ گئی ہے اس کو پورا کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے اس لیے بیرونی جماعتیں یا ان مغربی ملکوں کی جماعتیں جن کی کرنسی مضبوط ہے انہیں خدمت دین اور دین کی مدد کے جذبے کے تحت ہمیشہ قدم آگے بڑھاتے چلے جانا چاہیے''۔ (خطبہ 12 جنوری 2007ء)

ماہ دسمبر وقفِ جدید کے مالی سال کا آخری مہینہ ہے۔ ان ایّام میں احباب جماعت سے درخواست ہے کہ اپنے وعدوں کی ادائیگیوں کا جائزہ لے کر انہیں پورا کرنے کی بھرپور کوشش کریں، جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

اداریہ

آخرت پر ایمان

کائنات میں جس طرف بھی نظر اٹھا کر دیکھیں، مظاہر قدرت میں پیدائش، عروج اور فنا کا سلسلہ دکھائی دیتا ہے۔ جو چیز پیدا ہوتی ہے، اپنے کمال کو پہنچ کر زوال کا شکار ہو جاتی ہے اور ’’گرسو برس رہا ہے، آخر کو پھر جدا ہے‘‘ کا مضمون اس پر صادق آتا ہے۔ اس لئے موت اور فنا زندگی کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔ جہاں تک انسان کا تعلق ہے کہ تو اس کے لئے اس دنیوی زندگی کو خدا تعالیٰ نے دار العمل اور ایک امتحان گاہ قرار دیا ہے اور اس پر فنا آنے کے بعد ایک نئی زندگی کی خبر دی ہے جو لامتناہی ہو گی۔ اُس زندگی میں ہر انسان کو اس کے اعمال کے مطابق جزاء و سزا دیئے جانے کا اعلان فرمایا ہے۔ اسے اَلْحَیَوَانُ یعنی اصل زندگی کہا ہے اور اسے آخرت کا نام دیا ہے اور اس پر ایمان لانا لازمی قرار دیا ہے۔

آخرت پر ایمان ہر مذہب کے ہی بنیادی ارکان کا کسی نہ کسی طور پر حصّہ ہے لیکن دینِ اسلام میں اس رکن ایمان پر غیر معمولی زور دیا گیا ہے چنانچہ قرآن کریم میں ڈیڑھ صد سے زائد مقامات پر اس کا ذکر فرمایا گیا ہے اور بہت سے مقامات تو ایسے ہیں کہ صرف اللہ اور آخرت کا ذکر کر کے درمیانی ارکان ایمان کو انہی میں شامل کر دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں اس رکن ایمان کو مختلف اعمال کے ساتھ بھی جوڑ کر بیان کیا گیا ہے تا کہ اس کی اہمیت واضح ہو سکے۔ کہیں صدقات کے ضمن میں فرمایا کہ جو احسان جتلانے اور رَیا کاری کے لئے خرچ کرتے ہیں وہ تو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لانے والے ہی نہیں ہیں تو کہیں خدا رسیدہ اہل کتاب کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی کہ وہ اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہیں۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے ہر بات میں ایمان بالآخرت کو نمایاں کر کے دراصل ہمارے لیے اس کی اہمیت اُجاگر فرمائی ہے۔ آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بھی اس مضمون پر بہت زور دیا اور قدم قدم پر ہمیں آخرت کو یاد رکھنے کی نصیحت فرمائی۔ آپؐ نے زیارتِ قبور کی تلقین فرمائی تو اس کی ایک غرض یہ بھی بتائی کہ اِنَّهَا تُذَكِّرُ الْآخِرَةَ کہ اس سے آخرت یاد رہتی ہے۔

اس مضمون کی اس قدر اہمیت کی وجہ یہ ہے کہ اگر انسان کو یہ یقین ہو کہ اس نے ایک دن مرنا ہے اور اپنے ربّ کے حضور پیش ہونا ہے تو وہ زندگی کے ہر موڑ پر اور ہر لمحہ سوچ سمجھ کر قدم اُٹھائے گا۔ اگر کسی شخص کو علم ہو جائے کہ جو پیالہ اس کے ہاتھ میں ہے، وہ زہر سے بھرا ہوا ہے تو کبھی اور کسی صورت میں اسے نہیں پیئے گا۔ گویا آخرت پر ایمان اور یقین انسان کی اصلاح نیز درست سمت میں اپنی زندگی گزارنے کا بہت اہم ذریعہ ہے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے کیا خوب فرمایا ہے:

’’آخرت کا ڈر بھی تو انسان کو خائف اور ترساں بنا کر سچّے چشمہ کی طرف کشاں کشاں لے آتا ہے اور سچّی معرفت بغیر حقیقی خشیت اور خدا ترسی کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ پس یاد رکھو کہ آخرت کے متعلق وَساوس کا پیدا ہونا ایمان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے اور خاتمہ بالخیر میں فتور پڑ جاتا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 34)

لا إله إلا الله محمد رسول الله

ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی

ربیع الثانی/جمادی الاوّل 1443 ہجری قمری — دسمبر 2021ء — جلد نمبر 22 — شمارہ نمبر 12 — فتح 1400 ہجری شمسی

فہرست مضامین

قال اللہ جلّ جلالہٗ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	04
تبرّکات: اَبدی حیات کے لیے جِدّ و جہد	05
نظم: دُنیا ہے جائے فانی دِل سے اِسے اُتارو	06
خطبہ جمعہ: آخرت کی فکر	07
یوم آخرت پر اپنے ایمان کو پختہ کرو اور اسے مستحکم بناؤ	09
تعارف کتب ”کشتی نوح“	14
اسلام میں حیاتِ آخرت کا تصوّر	15
مجلس انصار اللہ جرمنی کا 40 واں سالانہ اجتماع 2021ء	20
اِک دن یہ صبح زندگی کی تم پہ شام ہے	21
مجدّدین اُمّتِ مسلمہ	23
تاریخ جرمنی	26
تحریکِ جدید کے ابتدائی مبلّغین	27
تحریکِ جدید کے مالی جہاد میں جماعت احمدیہ جرمنی کا اعزاز	30
سیکرٹریان تحریکِ جدید جرمنی	31
مکرم سعید احمد گیسلر صاحب کے ساتھ نمائندہ اخبارِ احمدیہ جرمنی کی گفتگو	33
اخبار احمدیہ جرمنی کی اشاعت نَو کے تین سال	36
شعبہ تعلیم القرآن و وقف عارضی کے مختلف پروگرام	39
ایک آن لائن تربیتی پروگرام عباد الرحمٰن	41
ادبی صفحہ: ابوالکلام آزاد کے ایک خط سے کچھ اقتباسات	43
دلچسپ سائنسی خبریں	44
ملکی و عالمی خبریں	45
مکرم شفیق احمد صاحب مرحوم	46
بلانے والا ہے سب سے پیارا (اعلانات وفات)	48

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارہ جات مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر بھی دیکھے اور پڑھے جاسکتے ہیں

https: //www.alislam.org/akhbar-e-ahmadiyya/

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

محمد انیس دیالگڑھی، مدبّر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سید سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سید افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

مرزا لطف القدوس، آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِورق

احسان اللہ ظفر

مینیجر

سید افتخار احمد

کیلیگرافی

فرہاد احمد ملک غفار

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

07

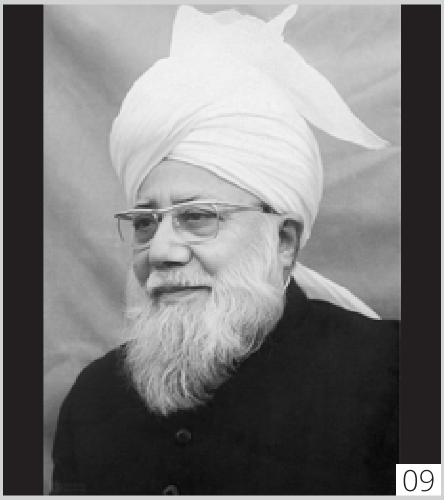
09

04

14

38

36

15

21

44

26

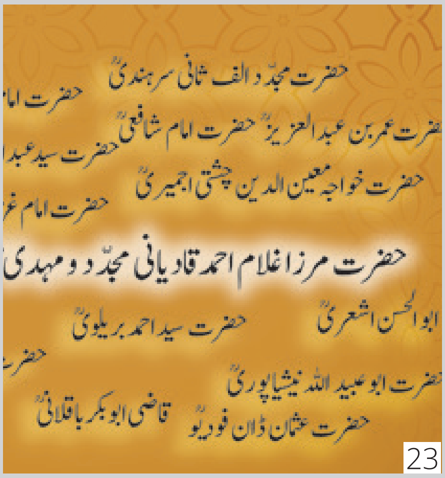

23

قال اللہ جلّ جلالہٗ

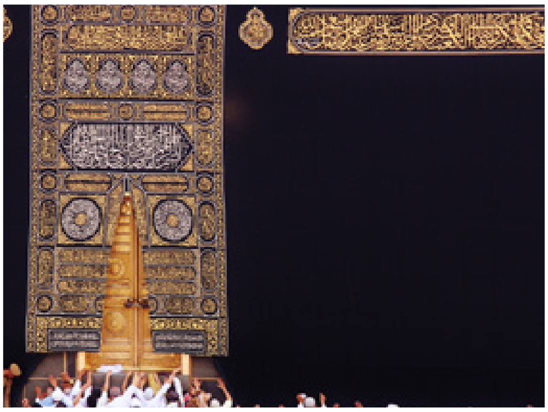

يٰقَوۡمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا مَتَاعٌ ۫ وَّ اِنَّ الۡاٰخِرَةَ هِىَ دَارُ الۡقَرَارِ

(المومن:40)

اے میری قوم! یہ دنیوی زندگی تو محض عارضی سامان ہے
اور یقیناً آخرت ہی ہے جو ٹھہرنے کے لائق جگہ ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِيْ الآخِرَةِ إِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ فِي اليَمِّ، فَلْيَنْظُرْ بِمَ يَرْجِعُ"

(صحیح مسلم،کتاب الجنة و صفة نعیمها و اهلها)

ترجمہ: حضرت مستورد بن شدادؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رحمتِ عالم ﷺ سے سنا کہ دنیا کی مثال آخرت کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنی ایک انگلی دریا میں ڈال کر نکال لے اور پھر دیکھے کہ پانی کی کتنی مقدار اس میں لگ کر آئی ہے۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جب انسان آخرت اور اس کی باتوں کو قصہ اور داستان سمجھے تو سمجھ لو کہ وہ رَدّ ہوگیا اور دونوں جہانوں سے گیا گذرا ہوا۔ اس لئے کہ آخرت کا ڈر بھی تو انسان کو خائف اور ترساں بنا کر اس کو معرفت کے سچے چشمہ کی طرف کشاں کشاں لے آتا ہے اور سچی معرفت بغیر حقیقی خشیت اور خدا ترسی کے حاصل نہیں ہوسکتی ہے۔ پس یاد رکھو! کہ آخرت کے متعلق وساوس کا پیدا ہونا ایمان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے اور خاتمہ بالخیر میں فتور آجاتا ہے۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 34 ایڈیشن 2003ء)

اَبدی حیات کے لیے جِدّو جہد

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

یہ چند روزہ تو ہر حال میں گذر جاوے گی خواہ تنگی میں گذرے خواہ فراخی میں۔ مگر آخرت کا معاملہ بڑا سخت معاملہ ہے وہ ہمیشہ کا مقام ہے اور اس کا انقطاع نہیں ہے۔ پس اگر اس مقام میں وہ اسی حالت میں گیا کہ خدا تعالیٰ سے اس نے صفائی کر لی تھی اور اللہ تعالیٰ کا خوف اس کے دل پر مستولی تھا اور وہ معصیت سے توبہ کر کے ہر ایک گناہ سے جس کو اللہ تعالیٰ نے گناہ کر کے پکارا ہے بچتا رہا تو خدا تعالیٰ کا فضل اس کی دستگیری کرے گا اور وہ اس مقام پر ہوگا کہ خدا اس سے راضی ہوگا اور وہ اپنے رب سے راضی ہوگا۔ اور اگر ایسا نہیں کیا بلکہ لاپرواہی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کی ہے تو پھر اس کا انجام خطرناک ہے۔(ملفوظات جلد 3 صفحہ 432 ایڈیشن 2010ء، 29 ستمبر 1903ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

چاہیے کہ ہر ایک نفس دیکھ لے کہ اس نے کل کے واسطے کیا تیاری کی ہے۔ انسان کے ساتھ ایک نفس لگا ہوا ہے۔ جو ہر وقت مبدّل ہے۔ کیونکہ جسم انسانی ہر وقت تحلیل ہو رہا ہے۔ جب اس نفس کے واسطے جو ہر وقت تحلیل ہو رہا ہے اور اس کے ذرّات جُدا ہوتے جاتے ہیں، اس قدر تیاریاں کی جاتی ہیں اور اس کی حفاظت کے واسطے سامان مہیا کئے جاتے ہیں۔ تو پھر کس قدر تیاری اس نفس کے واسطے ہونی چاہیے جس کے ذمہ موت کے بعد کی جواب دہی لازم ہے۔ اس آنی فناوالے جسم کے واسطے جتنا فکر کیا جاتا ہے۔ کاش کہ اتنا فکر اس نفس کے واسطے کیا جاوے جو کہ جواب دہی کرنے والا ہے۔

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 67)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

اے قرآن کریم کے مخاطب! تم لوگ دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی پر ترجیح دیتے ہو یعنی دنیا کو دین پر مقدم کرتے ہو حالانکہ دین دُنیا پر مقدم ہے اور قائم رہنے والا ہے۔ یہی بات پہلی کتابوں میں بھی لکھی ہوئی ہے۔ ابراہیمؑ کی کتاب میں بھی لکھی ہے اور موسیٰؑ کی کتاب میں بھی یہی بات لکھی ہے۔

ان آیات سے جو میں نے پڑھی ہیں ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو وحی نازل ہوئی تھی ان دونوں میں یہ کہا گیا تھا کہ اے لوگو! آخرت یعنی دین کو دنیا پر مقدم کرو۔ دنیا کو دین یعنی آخرت پر مقدم نہ کرو ورنہ تمہارا الٰہی نظام سے ٹکراؤ ہو جائے گا اور تم حق کو نہیں پاسکو گے۔

(سیر روحانی صفحہ 707۔تقریر فرمودہ 27 دسمبر 1956ء برموقع جلسہ سالانہ ربوہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر وہ چیز جس کی قربانی تم سے چاہی جاتی ہے، فنا پذیر ہے اور ہر وہ چیز جو اس قربانی کے بعد تمہیں ملنے والی ہے وہ باقی رہنے والی ہے۔ تو فانی چیز کے مقابلہ میں ایک ابدی حیات والی چیز نہیں دی جاتی ہے۔ اگر تم ابدی زندگی کو چھوڑ کر چند گھنٹوں، چند دنوں یا چند سالوں کی زندگی اور اس کی خوشیوں کو ترجیح دو گے تو تم دنیا میں بیوقوف سمجھے جاؤ گے۔ پس جو باقی رہنے والی اشیاء ہیں جن کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے تم ان کی تلاش کرو اور ان کے حصول کی کوشش کرو۔

(خطبات ناصر جلد اوّل صفحہ 573)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں

یہی وہ نقد بہشت ہے جو روحانی انسان کو ملتا ہے اور وہ بہشت جو آئندہ ملے گا وہ درحقیقت اسی کی اظلال و آثار ہے۔ اس دنیا میں جس نے بہشت دیکھ لی اس کا ظل ہے ایک جو اُخروی زندگی میں ملے گا۔ آثار ہیں اس کے یعنی اس کے گویا سائے ہیں جیسے نقش قدم انسان چھوڑتا ہے تو قدم تو نہیں ہوتا مگر گزرے ہوئے قدم کے لئے اس کا نقش قدم راہنمائی کر رہا ہوتا ہے۔ تو اگلی دنیا میں جو بہشت ہوگا وہ یہ بہشت تو نہیں ہوگا جو یہاں حاصل ہے کیونکہ اس سے بہت زیادہ بلند ہے مگر جسے اس دنیا میں یہ اللہ کی محبّت کی لذت کا بہشت نصیب ہو جائے اور یہ نقد انقد سودا ہے جو اسے مل جائے وہ ہے جو کامل یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ اب جب بھی میں مرا مجھے اسی بہشت کے سائے کے طور پر بہت اعلیٰ چیزیں نصیب ہوں گی جن کا میں تصوّر بھی نہیں کرسکتا۔

(الفضل انٹرنیشنل 3 جولائی 1998ء صفحہ 7)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

آخرت کی اس حد تک فکر ہونی چاہیے کہ دنیاوی چیزیں اس کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہ رکھتی ہوں۔ اس مادی دنیا میں رہتے ہوئے یہ بہت بڑا کام ہے، ایک بہت بڑا چیلنج ہے جس کو پورا کرنے کے لیے بڑے جہاد کی ضرورت ہے۔ آخرت کی فکر تب ہی ہوسکتی ہے جب خدا تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین ہو اور اس بات پر یقین ہو کہ یہ زندگی تو چند سال ہے، زیادہ سے زیادہ کوئی اسّی سال زندہ رہ لیتا ہے، نوّے سال زندہ رہ لیتا ہے یا حد سو سال زندہ رہ لیتا ہے لیکن اتنا عرصہ بھی ہر ایک کو نہیں ملتا۔ بہت سے ہیں جو اس سے بہت پہلے اس دنیا سے گزر جاتے ہیں۔ اس کے بعد پھر آخرت کی زندگی ہے جو ہمیشہ کی ہے۔ پس عقل مند انسان وہی ہے جو عارضی چیز کو مستقل چیز پر قربان کر دے۔ (خطبہ جمعہ 4/ اکتوبر 2019ء)

دُنیا ہے جائے فانی دِل سے اِسے اُتارو

دُنیا بھی اِک سَرا ہے بچھڑے گا جو مِلا ہے
گر سَو برس رہا ہے آخر کو پھر جُدا ہے
شِکوہ کی کچھ نہیں جا یہ گھر ہی بے بقا ہے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اے دوستو پیارو! عقبیٰ کو مت بِسارو
کچھ زادِ راہ لے لو، کچھ کام میں گذارو
دُنیا ہے جائے فانی دِل سے اِسے اُتارو
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

جی مت لگاؤ اس سے دِل کو چھڑاؤ اِس سے
رغبت ہٹاؤ اِس سے بس دُور جاؤ اِس سے
یارو! یہ اژدہا ہے جاں کو بچاؤ اس سے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

قرآں کو یاد رکھنا پاک اِعتقاد رکھنا
فکرِ معاد رکھنا پاس اپنے زاد رکھنا
اکسیر ہے پیارے صِدق و سداد رکھنا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

(انتخاب از 'محمود کی آمین' درثمین)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

آخرت کی فکر

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2006ء کے افتتاحی خطاب میں جلسہ سالانہ کی اغراض بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

پہلی بات یہ بتائی کہ ’’دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں‘‘۔ (شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394) پس یہ وہ نسخہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ پر ایمان بھی بڑھے گا اور جن حقوق وفرائض کی طرف ہمیں اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے ان کی ادائیگی کی طرف توجہ بھی ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’شیطان کے وساوس بہت ہیں اور سب سے زیادہ خطرناک وسوسہ اور شبہ جو انسانی دل میں پیدا ہوکر اُسے خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَة کر دیتا ہے آخرت کے متعلق ہے کیونکہ تمام نیکیوں اور راستبازیوں کا بڑا بھاری ذریعہ منجملہ دیگر اسباب اور وسائل کے آخرت پر ایمان بھی ہے اور جب انسان آخرت اور اس کی باتوں کو قصہ اور داستان سمجھے تو سمجھ لو کہ وہ رَدّ ہوگیا اور دونوں جہانوں سے گیا گزرا ہوا۔ اس لیے کہ آخرت کا ڈر بھی تو انسان کو خائف اور ترساں بناکر معرفت کے سچے چشمہ کی طرف کشاں کشاں لے آتا ہے اور سچی معرفت بغیر حقیقی خشیت اور خدا ترسی کے حاصل نہیں ہوسکتی۔ پس یاد رکھو کہ آخرت کے متعلق وساوس کا پیدا ہونا ایمان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے اور خاتمہ بالخیر میں فتور پڑ جاتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 54-53۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس جب تک ہمارے دل آخرت پر یقین کرتے ہوئے اس کی طرف نہیں جھکیں گے، ایک خدا کی طرف نہیں جھکیں گے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے وَسوسے پیدا ہوتے رہیں گے اور جب ان وسوسوں کی وجہ سے ایمان اور یقین کی کمی ہوگی تو پھر اُن اعمال کی بجاآوری میں بھی رَخنہ پیدا ہوگا جو تقویٰ پر چلانے والے اعمال ہیں جن میں حقوق اللہ بھی ہیں اور بندوں کے حقوق بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تمام جو دوسرے احکامات ہیں ان پر عمل درآمد بھی ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر آخرت پر ایمان کی کمی ہے تو پھر سچی معرفت جو اللہ تعالیٰ کے احکامات کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے وہ پیدا نہیں ہوگی۔

پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اس زمانے میں وہ امام ملا جس نے اس اہم امر کو ہم پر روشن اور واضح فرمایا جیسا کہ آخرت کے لفظ سے ظاہر ہے اور قرآنِ کریم کی بعض آیات سے بھی پتا لگتا ہے کہ آخرت مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے یا قیامت کا وقت ہے جب سب حساب کتاب ہوگا اور نیک اعمال کا اچھا بدلہ ملے گا، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی اور بداعمال کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے سزا ہوگی اور کسی قسم کی

کوئی بے انصافی نہیں ہوگی اور ہر عمل کھلا کھلا آخرت میں سامنے نظر آئے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا یعنی اور جو کچھ انہوں نے کیا ہوگا اسے اپنے سامنے حاضر پائیں گے۔ پس جب انسان میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ میرا کوئی عمل بغیر حساب کے نہیں رہنا اور ہر عمل سامنے آ جانا ہے تو یہی چیز آخرت کے احساس کو اس کے فہم کو دل میں بڑھائے گی اور پھر انسان دونوں قسم کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تقویٰ کی راہوں پر چلنے کی کوشش کرتا ہے۔ تقویٰ کی راہوں پر چلنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور یہ تقویٰ کی راہیں ہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حقوق اور بندوں کے حقوق کے راستے متعین کرتی ہیں۔ اور جب ان راستوں پر چلتے ہوئے آخرت کی فکر ہوگی تو پھر اللہ تعالیٰ ہمیں خوشخبری دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ (الحدید:21)۔ یعنی ان آخرت کی فکر کرنے والوں اور اس وجہ سے اس کے بتائے ہوئے راستوں پر چلنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت اور رضائے الٰہی مقرر ہے۔

پس ہم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ آخرت کی فکر رکھتے ہوئے ایسے کام سرانجام دیں اور جلسے کے اس مقصد کو پورا کریں جس کے لیے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلایا ہے اور اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اللہ کی مغفرت اور رضا کی چادر میں لپٹے رہیں۔ اس آخرت کی طرف جھکنے کے لیے پھر آپ نے مزید کھول کر ہمیں فرمایا کہ یہ آخرت مکمل طور پر تمہارے پیشِ نظر تب سمجھی جائے گی جب تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہوگا۔ خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہوگا۔ (ماخوذ از شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394) زُہد اور پرہیزگاری پیدا ہوگی۔ تو تقویٰ یہی ہے کہ اپنے اندر خدا کا خوف رکھتے ہوئے ہر اس چیز سے اپنے آپ کو بچاؤ جس سے بچنے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور

> **جب انسان میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ میرا کوئی عمل بغیر حساب کے نہیں رہنا اور ہر عمل سامنے آ جانا ہے تو یہی چیز آخرت کے احساس کو اس کے فہم کو دل میں بڑھائے گی**

ان چیزوں سے بچتے ہوئے اس راستے پر چلو جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا راستہ ہے اور یہی چیز اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضا دلانے والی بنے گی۔

پس اگر ہمارے اندر خدا تعالیٰ کا خوف ہے تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہمیں اپنے اندر زُہد پیدا کرنا ہوگا۔ اور زُہد کیا ہے۔ زُہد یہ ہے کہ آخرت کی محبت کی وجہ سے دنیا سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ دینا۔ یہ ہے عبادت کا وہ معیار جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا ہوتا ہے۔ اگر ہماری عبادتیں صرف اپنی ضرورت کے وقت، اپنی تکلیفوں کے وقت اپنی خواہشات کے حصول کے لیے ہیں تو یہ عبادتیں ایک زاہد کی عبادتیں نہیں کہلا سکتیں۔ یہ اس لیے نہیں ہیں کہ ہمارے دل آخرت کی طرف بکلّی جھکے ہوئے ہیں۔ یہ عبادتیں اس لیے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہمیں مجبور کر رہی ہے کہ ہم اس کی عبادت کریں۔ ہماری عبادتیں اس لیے نہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنے کے لیے عبادت کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذّاریات:57) یعنی میں نے جنّ اور انسان کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"پس اس آیت کی رُو سے اصل مدّعا انسان کی زندگی کا خدا تعالیٰ کی پرستش اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ کے لیے ہو جانا ہے"۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 414) پس ان دنوں میں جو جلسے کے یہ تین دن ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق اس زُہد کا نمونہ بننے کی ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیے تا کہ ہماری نمازیں، ہماری عبادتیں خدا تعالیٰ کی خاطر ہوں نہ کہ صرف ضرورت پڑنے پر اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے ہم اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والے ہوں۔ اور جب یہ حالتیں ہماری نمازوں، ہماری عبادتوں کی ہو جائیں گی تو تبھی ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق اور آپ کی خواہش کے مطابق پرہیزگاری کا بھی نمونہ بنیں گے اور تقویٰ کی راہوں پر بھی چلنے والے ہوں گے۔

پھر آپ ہمیں یہ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب آخرت کی تمہیں فکر ہوگی تو پھر یقیناً اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر قربانیوں کی بھی تمہیں فکر ہوگی اور آپ کا ہمیں اس جلسہ پر بلا کر اس طرف بھی توجہ دلانا مقصود تھا کہ ان مہمات میں جو دین کی ترقی کے لیے ضروری ہیں ان میں شامل ہوں اور سرگرمی دکھائیں۔

(مرقاۃ الفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح جلد اول صفحہ 183 کتاب الایمان مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2001ء)

اس خطاب کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت کی حقیقت کو سمجھیں اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے زیادہ سے زیادہ ان اعمال کو بجا لانے کی کوشش کریں جو خدا تعالیٰ تک پہنچانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اندر وہ اخلاص اور نیک نیتی پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس کے ساتھ کی گئی قربانیاں اور عمل اللہ تعالیٰ کے حضور قبولیت کا درجہ پائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی محبت کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے ہر لمحہ کو، ہر گھڑی کو اخلاص اور ایمان کے ساتھ جوڑے رکھے۔ ہمارے اندر وہ ایمان پیدا کرے جو اللہ تعالیٰ کے مقرّبین کا خاصہ ہے۔ ہماری اولاد در اولاد کو بھی ایسا یقین اور ایمان عطا فرمائے جو کبھی انہیں غفلتوں اور سستیوں میں مبتلا نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ دین و دنیا کی ترقیات دکھاتا رہے اور اپنے فضل سے راستے کی تمام روکوں کو دُور فرمائے۔ اللہ کرے کہ ہم اس فیض سے جس کو ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پایا دنیا کو بھی احسن رنگ میں روشناس کرانے والے بنیں، آمین۔

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن 02/ فروری 2018ء)

یوم آخرت پر اپنے ایمان کو پختہ کرو

اور

اسے مستحکم بناؤ

(از افاضات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

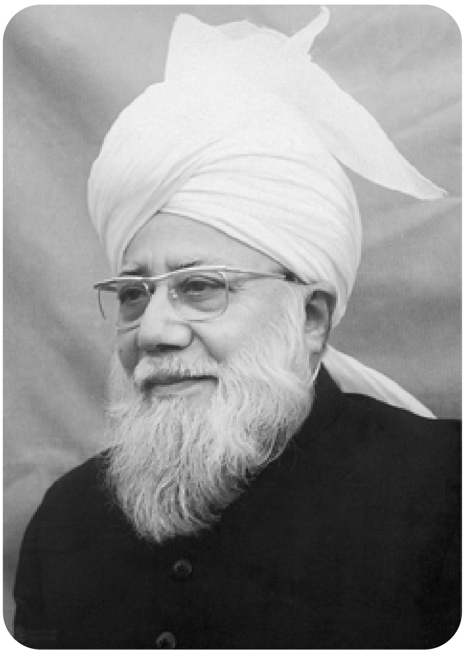

تشہد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد خطبہ جمعہ کے آغاز میں حضور نے ان آیات کی تلاوت فرمائی:

وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ...

(القصص:78)

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا۔

(بنی اسرائیل:20)

مَیں اس مضمون پر خطبہ دے رہا ہوں کہ اپنے ایمانوں کو پختہ کرو اور مستحکم بناؤ۔ میں اس سے قبل چند باتیں بتا چکا ہوں میں نے یہ بھی بتایا تھا کہ ان بشارتوں پر بھی ایمان لانا ضروری ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الٰہی سلسلوں کو دی جاتی ہیں میں نے اس بات پر بھی روشنی ڈالی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ جماعتِ احمدیہ کو غلبۂ اسلام کی عظیم بشارتیں ملی ہیں اور میں نے اس طرف بھی جماعت کو توجہ دلائی تھی کہ جب کسی الٰہی سلسلہ کو عظیم بشارتیں ملیں تو اس سلسلہ یا جماعت پر عظیم ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔

اصولی طور پر جماعت الٰہیہ کو آخری اور کامل غلبہ کی بشارت دی جاتی ہے اس دنیا میں بھی کوئی الٰہی سلسلہ دنیوی مخالفتوں اور دنیوی منصوبوں کے نتیجہ میں کبھی ناکام نہیں ہوا ہمیشہ ہی کامیاب رہا ہے اور دشمن ہمیشہ اپنے منصوبوں میں ناکام رہے ہیں لیکن کیونکہ بشارتوں کے ساتھ ذمہ داریاں بھی عائد کی جاتی ہیں اور قربانیوں کا بھی مطالبہ کیا جاتا ہے اور ان قربانیوں میں جان کی قربانی، اموال کی قربانی، اوقات کی قربانی، جذبات کی قربانی، غرض ہر قسم کی قربانیاں شامل ہوتی ہیں اور بہت سے ایسے مخلص جاں نثار افراد الٰہی سلسلوں میں ہوتے ہیں جن کو اپنی جان کی قربانی دینی پڑتی ہے انہیں اس دنیا میں ان انعامات سے حصہ نہیں مل سکتا جن کا وعدہ کیا گیا ہے۔ پھر بہت سے ایسے جاں نثار مخلصین ہوتے ہیں جو اموال کی انتہائی قربانی دے دیتے ہیں لیکن اس دنیا میں دس گنا یا سو گنا یا ہزار گنا دولت ابھی بطور انعام نہیں ملی ہوتی کہ وہ اس دنیا سے رُخصت ہو جاتے ہیں اور پیچھے رَہ جانے والے قربانیوں کا پھل اور ثمرہ اسی دنیا میں بھی پا لیتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جو عرب پر آخری فتح تھی وہ زمانہ نبوت کے بالکل آخری زمانہ میں تھی اس عرصہ میں صحابہؓ نے جانیں بھی دیں، اس عرصہ میں صحابہؓ نے اپنے اَموال بھی قربان کئے، اس عرصہ میں انہوں نے گویا کہ اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں دے دیا لیکن ان میں سے بہت سے ایسے تھے جو اس عرصہ میں فوت ہو گئے غرض کسی کو کچھ علم نہیں کہ اس کی زندگی کتنی ہے؟ موت ہر وقت انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے اسے اگلے سانس کا بھی علم نہیں ہوتا اگر انسان یہ سمجھے کہ یہی زندگی ہے اور بس۔ مریں گے اور اَبدی فنا کی گود میں چلے جائیں گے تو دلیری کے ساتھ اور بشاشت کے ساتھ ہر قسم کی قربانیاں دے دینا ممکن نہیں ہوگا کیونکہ انسان سوچتا ہے کہ اگر بس یہی زندگی ہے تو کیوں ہم اس دنیا میں تکالیف برداشت کریں اور اگر بس یہی زندگی ہے تو اس زندگی کو چھوڑ کر موت کے دَر کو کیوں کھٹکھٹائیں اگر یہی زندگی ہے تو کیوں نہ جو دولت ہمیں ملی ہے اس سے ہم عیش کریں اور مزے اڑائیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بڑی تاکید سے فرمایا ہے کہ آخرت پر ایمان لانا بھی ضروری ہے اس کے بغیر ایمان ایمان نہیں ہوتا یعنی اس دنیوی زندگی کے بعد انسان کو ایک اور زندگی ملے گی اور اس زندگی کا تعلق انسانوں کے ایک حصے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے قہر کا سلوک اور انسانوں کے ایک دوسرے حصے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت اور پیار کا سلوک ہوتا ہے اگر آخرت پر ایمان نہ ہو یا اگر دارِ آخرت پر ایمان پختہ اور مستحکم نہ ہو تو شیطان وسوسہ ڈالے گا اور کہے گا کہ کیوں تم اپنی جان اور اوقات اموال اور آرام ایک ایسی بشارت کے لئے قربان کر رہے ہو کہ تمہیں پتہ ہی نہیں کہ جب اس کا نتیجہ نکلے گا تو تم اس دنیا میں موجود بھی ہو گے یا نہیں؟ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ سب سے خطرناک وسوسہ جو شیطان ایک انسان کے دل میں پیدا کر سکتا ہے وہ آخرت کے متعلق وسوسہ ہے۔ قرآن کریم نے بڑی تفصیل سے اس طرف ہمیں توجہ دلائی ہے اور آخرت کے حالات بیان کرتے ہوئے ہمیں بتایا ہے کہ اس دنیا میں جا کر جب

ایسے لوگوں کا واہمہ یا انکار کی کیفیت حقیقت کو دیکھے گی تو ان کو یہ بات سمجھ آجائے گی کہ ہماری جتنی کمزوریاں تھیں اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کے لئے غلبہ اسلام کے لئے قربانیاں دینے کی (اسی سے آج ہمارا تعلق ہے وہ کمزوریاں صرف اس وجہ سے تھیں یا اس وجہ سے بھی تھیں اور بھی بہت سارے اسباب ہوسکتے ہیں) لیکن ایک سبب یہ تھا کہ ہم آخرت پر ایمان نہیں لاتے تھے اور اس دنیوی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں تھا۔ ہم نے کہا ہم آج قربانی دیں 20 سال کے بعد نتیجہ نکلے یا 50 سال کے بعد نتیجہ نکلے اس نتیجہ سے تو ہم فائدہ نہیں اٹھا سکتے مثلاً مال کی قربانی اور نفس کی اور زندگی کی قربانی۔ ایک تو مال کی قربانی ہے اور اس کے علاوہ زندگی کی بھی قربانی ہوتی ہے بہت سے لوگ اپنی زندگی کی قربانی دے رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک مخلص احمدی پانچ روپے ماہوار پر لنگر میں کام کیا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لنگر میں خدمت کرتے تھے اور انہیں پانچ روپے ماہوار گزارہ ملتا تھا۔ ان کے بہت سے بیٹے تھے۔ میرا خیال ہے شاید کوئی استثناء ہو ان کے بیٹے جب بڑے ہوئے تو ان میں سے ہر ایک قریباً 4-5 ہزار روپے سے زیادہ ماہانہ کما رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کسی کا قرض نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ نے ان کا قرض اس طرح ادا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی بدلہ دے دیتا ہے بشارت ہی یہی ہے کہ دنیا میں بھی دل جیتو گے تو بھی غالب آؤ گے تلوار سے نہیں بلکہ دل جیتو گے تو غالب آؤ گے اور اسی دنیا میں بھی بڑی نعمتیں ملیں گی لیکن جہاں تک اس دنیا کی نعمتوں کا تعلق ہے بعض لوگ قربانیاں دیتے دیتے فوت ہوگئے مگر ان کی اولاد نے اللہ تعالیٰ سے اس دنیا میں بھی اجر پایا لیکن شیطان آکر یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ تم نے قربانی دی اگر یہ زندگی یہیں ختم ہوجاتی ہے اگر کوئی اُخروی زندگی نہیں ہے پھر تو تمہیں قربانی دینے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ تمام نیکیوں اور راستبازیوں کا سرچشمہ ایمان بالآخرۃ ہے اور شیطان کا بڑا حملہ یا بڑا وسوسہ انسان کے خلاف یہ ہے کہ وہ اس کے دل میں آخرت کے متعلق یہ شبہ ڈال دیتا ہے کہ جب اس دنیا میں قربانی دینے کا بعد میں کوئی نتیجہ نکلتا ہے تو پھر قربانی دینا بے سود ہے اور یہ وسوسہ اس وقت کامیاب ہوتا ہے جب آخرت کے متعلق یقین پختہ نہ ہو یا پختہ نہ رہے تو پھر انسان شبہ میں پڑجاتا ہے اور قربانی نہیں دے سکتا کیونکہ اس طرح وہ اپنی عقل سے کام لے رہا ہوتا ہے کہ جب اس دنیا میں سب کچھ ختم ہو جانا ہے تو پھر قربانی دینے کا کیا فائدہ ہے؟ دنیا کے انعامات کے وعدہ کے متعلق یہ وعدہ نہیں ہے کہ زید اور بکر کی زندگی میں وہ پورے ہوں گے۔ یہ وعدہ تو ہے کہ الٰہی سلسلہ یقیناً کامیاب ہوگا لیکن یہ وعدہ نہیں ہے کہ زید یا بکر کی زندگی میں کامیاب ہوجائے گا اور زید یا بکر سوچنے لگ جائیں کہ ہماری زندگی میں اس دنیا کی جو خوشخبریاں ہیں پتہ نہیں وہ پوری ہوتی ہیں یا نہیں اس واسطے ہم کیوں قربانی دیں؟ شیطان آکر اس طرح دلوں میں وسوسہ پیدا کرتا ہے۔

غرض تمام نیکیوں اور راستبازیوں کا سرچشمہ ایمان بالآخرۃ ہے یعنی بہت سے وسائل جو قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں ان میں ایک یہ وسیلہ بھی ہے جب اس بات پر ایمان پختہ ہو کہ اس دنیوی زندگی کے ساتھ ہماری حیات ختم نہیں ہوگی بلکہ یہ تو ایک تسلسل ہے شکلیں بدلتی ہیں تفصیل میں جائے بغیر میں اشارہ کر دیتا ہوں کہ اس کے بعد دو قسم کی زندگیوں کے متعلق ہمیں بتایا گیا ہے اور ان کی بھلائیوں کے حصوں کے لئے ہمیں کہا گیا ہے ایک مرنے کے معاً بعد کی زندگی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے کہ روح کو اس جسم کے علاوہ ایک اور جسم دیا جائے گا اس کی جو تفاصیل ہیں انسانی ذہن ان کا احاطہ نہیں کرسکتا لیکن آپؑ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی رُو سے انسان کے اعمال اپنے اچھے یا بُرے جسم کی شکل اختیار کریں گے چنانچہ آپ تجربۃً فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ اولیاء کے مقبروں پر جائیں اور دعا کریں تو کشفی طور پر ان کو اس بَرزخ کے زمانے کے جسموں میں دکھایا جاتا ہے ایک وہ جسم ہوتے ہیں جو دھوئیں سے بنے ہوئے ہوتے ہیں یعنی جن کے اعمال بد تھے اور ایک وہ جسم جو نُور سے بنے ہوئے ہوتے ہیں یعنی جن کے اعمال اچھے تھے۔ انسان کا جیسا بھی عمل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ویسا جسم دے دیتا ہے یعنی انسان کا اچھا یا بُرا عمل ایک جسم میں تبدیل کر دیا جاتا ہے مثلاً جس طرح ہمارا یہ مادی جسم ہے یہ بھی انرجی اور طاقت کی ایک شکل ہے کیونکہ اب مادے کے متعلق سائنس کی جو نئی تعریف ہے وہ یہی ہے کہ Matter is nothing but another form of energy. سائنس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ جو اٹامک انرجی وغیرہ ہے جسے ہم طاقت کہہ سکتے ہیں جس میں مادے کا کوئی حصہ نہیں ہوتا وہی اللہ تعالیٰ کے حکم سے مادے کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

پس ہمارے عمل بھی انرجی ہیں ہم کوشش کرتے ہیں جدوجہد کرتے ہیں چاہے ہم بُرے عمل کر رہے ہوں یا اچھے اعمال بجالا رہے ہوں جس طرح دوسری قسم کی انرجی اور طاقت کو اللہ تعالیٰ کا حکم مادے میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اسی طرح اعمالِ صالحہ اور اعمالِ سیئہ جو ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے نُور کی شکل کے جسم میں یا دھوئیں کی شکل کے جسم میں بن جاتے ہیں البتہ یہ وہ جسم ہیں جو حشر اجساد سے پہلے انسان کو دیئے جاتے ہیں اگرچہ اس جسم کو جنت کی لذّات یا دوزخ کی گرماہٹ ملنے لگ جاتی ہے لیکن پوری طرح جنت یا دوزخ والی کیفیت حاصل نہیں ہوتی ویسے آنحضرت ﷺ جیسا ارفع واعلیٰ وجود جو ہے آپ کو تو جنت کی لذّات قریباً پوری ملنے لگ جاتی ہیں یعنی ہم کہہ سکتے ہیں اپنی زبان کے محاورے ہیں 20/19 کا فرق ہوتا ہوگا مگر دوسروں میں زیادہ ہوتا ہے۔ بہرحال یہ جسم اس جسم سے مختلف ہے جو حشر کے دن انسان کو ملے گا۔ ایک تو ہم نے یہ جسم چھوڑنا ہے پھر اس جسم کو بھی چھوڑنا ہے جو بَرزخ کے زمانہ میں ملے گا اور پھر ان دو جسموں کے بعد ہمیں وہ جسم ملے گا جو جنّت کا جسم ہے۔ ہمیں اس بات پر پختہ یقین رکھنا چاہئے۔ مرنے کے ساتھ ہی دوسرا جسم مل جاتا ہے اور جزا سزا ملنے لگ جاتی ہے اگر ہم دارِ آخرت

پر اور زندگی کے اس تسلسل پر پختہ یقین رکھتے ہوں تو (یہ ایک حقیقت ہے کہ) پھر قربانیاں قربانیاں نہیں رہتیں کیونکہ بہرحال ہمیں انعام ملنا ہے ہماری قربانیاں مقبول ہو جائیں تو مرنے کیساتھ ہی اس کا انعام مل جانا ہے وہ لوگ بھی محروم نہیں جنہوں نے اس دنیا میں بظاہر شہادت پائی یا جنہوں نے قربانیاں دیں اور نتیجہ نکلنے سے پہلے ان کی طبعی طور پر وفات ہوگئی کیونکہ جو پندرہ سال تک قربانیاں دینے کے بعد زندہ رہا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس دنیا کی نعمتوں سے نوازا گیا ہے اس سے پہلے اس شخص نے اپنا بدلہ پالیا جو شہید ہوگیا یا خلوص نیت سے قربانیاں دیتے ہوئے طبعی موت مر گیا کیونکہ اس کے انعامات اس کی موت کے ساتھ ہی شروع ہوگئے اور وہ جو دوسرا ہے اسے پندرہ سال تک اور انتظار کرنا پڑا پس یہ بات نہیں کہ جو زندہ رہا وہ فائدہ میں رہا۔ حقیقت یہ ہے کہ جو فوت ہوگیا وہ فائدہ میں رہا اگر اس کی سعی مشکور ہے اگر اللہ تعالیٰ نے اسے قبول کرلیا ہے تو وہ فائدہ میں ہے۔

پس ایمان بالآخرۃ نہایت ضروری حکم ہے اور اس کے بغیر الٰہی سلسلے یا جماعتیں یا ان کے افراد بشاشت کے ساتھ قربانیاں نہیں دے سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک جگہ فرمایا:

وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ...

(القصص:78) یہ میں نے آیت کا ایک ٹکڑا لیا ہے اس سے آگے ویسے یہ بھی ہے۔ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ... لیکن میں نے پہلا ٹکڑا لیا ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ ہم نے تمہیں جو کچھ دیا ہے (فِيْمَآ اٰتٰكَ) اس کے ذریعہ آخرت کی نعماء کے حصول کی کوشش کرو (وَابْتَغِ)

اس دنیا کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے ہماری یہ زندگی ہمارا جسم اور اس کی طاقتیں، ہمارا ذہن اور اس کی طاقتیں ہماری روح اور اس کی طاقتیں یہ سب اللہ تعالیٰ کی عطا ہے گھر سے تو کچھ نہیں لائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مادی اسباب جو تمہیں دیئے گئے ہیں اور قوتیں اور استعدادیں جو تمہیں عطا ہوئی ہیں ان کے ذریعہ سے تم دار آخرت کی نعماء کے حصول کی کوشش کرو۔ پس اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو ماننا ضروری ہے آخرت پر ایمان لانا ضروری ہے اس کے بغیر الٰہی سلسلے نہ قربانیاں دے سکتے ہیں اور نہ وہ نتائج پیدا ہوسکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے پیدا کرنا چاہتا ہے۔

صحابہ کرامؓ کی زندگی پر جب ہم نگاہ ڈالتے ہیں تو انہیں ایمان بالآخرت میں بھی یکتا پاتے ہیں میں نے کئی بار بتایا ہے کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے لئے سونے والے کمرے سے بیٹھنے والے کمرے تک جانا شاید دل میں کچھ کوفت کا احساس پیدا کرے مگر ان لوگوں کے لئے اس دنیا سے نکل کر اس دنیا میں چلے جانا کوئی کوفت نہیں پیدا کرتا تھا وہ ہنستے کھیلتے اللہ تعالیٰ کی راہ میں سب کچھ قربان کر دیتے حتّٰی کہ اپنی جان کی بازی تک لگا دیتے تھے ان کے نزدیک زندگی اور موت کے درمیان جو ایک باریک سی لکیر ہے وہ نہ ہونے کے برابر تھی۔ عجیب شان تھی ان لوگوں کی (رضوان اللہ علیہم) اور عجیب شان ہے مخلصین جماعت احمدیہ کی بھی:

لیکن اگلی نسل یعنی ینگ جنریشن جو ہے مثلاً یہ جو نوجوان میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں ہمیں ان کی فکر رہتی ہے کیونکہ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی براہِ راست تربیت نہیں ملی۔ پھر بعض دفعہ جماعتیں سستی کرتی ہیں لوگ اپنی اولاد کی تربیت کی طرف کماحقہ متوجہ نہیں ہوتے اور جب ایسے بچے بڑے ہوجاتے ہیں تو جسمانی طور پر گھریلو حالات کے لحاظ سے ان کو بھی تنگ کرتے ہیں اور روحانی طور پر بھی ان کے لئے تکلیف کا باعث بنتے ہیں جب ہم صحابہ کرامؓ کی زندگی کے حالات پڑھتے ہیں تو میں نے بتایا ہے کہ ایک عجیب کیفیت پیدا ہوتی ہے ایک سرور کی بھی اور عقل بھی حیران ہوتی ہے۔ کیا تھے وہ لوگ؟ حضرت سعدؓ بن وقاص ایران میں لڑ رہے تھے انہوں نے ایک جگہ حملہ آور ہونا تھا راستے میں ایک دریا تھا جس کے اوپر ایک پُل بنا ہوا تھا پُل پر سے انہوں نے اپنی فوج کے ساتھ گزرنا تھا چنانچہ انہوں نے اپنا ایک ہراول دستہ بھیجا کہ اس پُل کو جاکر سنبھال لو تا کہ دشمن اسے اڑا نہ دے لیکن اس دستہ کے سردار ایک نوجوان تھے۔ انہیں حکم تو یہ تھا کہ راستے میں لڑنا نہیں مگر انہوں نے غلطی کی، ایرانیوں کا ایک دستہ نظر آیا اور اس سے یہ اُلجھ گئے اور اس پل تک نہ پہنچ سکے اتنے میں دشمن کو پتہ لگ گیا اس نے پُل کو اڑا دیا۔ اب یہ بزرگ صحابیؓ اپنے گھوڑے پر سوار اپنی فوج کے آگے آگے جا رہے تھے کوئی بیس 20 ہزار کے قریب فوج تھی جس وقت یہ اس جگہ پہنچے جہاں پُل تھا تو سامنے ایرانی اپنے آپ کو بڑے محفوظ سمجھتے ہوئے قلعہ بند ہونے کی بجائے دریا کے کنارے تماشہ دیکھنے کے لئے جمع تھے کہ وہ دیکھیں کہ اب مسلمان کیا کریں گے ہم نے پُل اڑا دیا ہے لیکن حضرت سعدؓ بن وقاص نے ایک لمحہ کی ہچکچاہٹ کے بغیر اسی طرف چلتے چلتے اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا اور ان کے پیچھے کئی ہزار کی جو گھوڑا سوار فوج تھی انہوں نے بھی گھوڑے دریا میں ڈال دیئے اللہ تعالیٰ نے فضل کیا بغیر کسی جانی نقصان کے گھوڑے دوسرے کنارے جا لگے اور آپ نے دشمن کو قلعہ بند ہونے کا موقع نہیں دیا اور اس پر فتح پالی حالانکہ ان کے مقابلے میں اس شہر میں ایرانیوں کی بہت بڑی فوج تھی حضرت سعدؓ بن وقاص کی یہ کتنی بڑی قربانی تھی آپ نے اپنے گھوڑے کو ٹھاٹھیں مارتے ہوئے دریا میں ڈال دیا گویا اپنے آپ کو موت کے منہ میں ڈالنا تھا اور پھر ایسے حال میں کہ پَرلی طرف ایرانی گھوڑے ہیں ہزار قسم کے خطرے ہیں لیکن انہوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دکھایا کہ گویا انہیں احساس بھی نہیں تھا کہ کوئی خطرہ بھی ہے اپنی طرف سے وہ زندگی سے موت کی دنیا میں جانے کے لئے تیار ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اللہ تعالیٰ نے انہیں بچا لیا اور کامیابی بھی عطا فرمائی انہیں اس بات کا کامل یقین اور پختہ احساس تھا کہ جتنی یقینی یہ زندگی ہے اس سے کم یقینی اگلی زندگی نہیں ہے اور اگر ہم نے اس کے بعد دوسری زندگی کو پانا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے تو پھر جو بشارتیں اس نے دی ہیں اور ان بشارتوں کے مقابلے میں ہم سے جن قربانیوں کا مطالبہ کیا ہے ہمیں وہ

قربانیاں دینی چاہئیں تا کہ وہ بشارتیں ہمیں مل جائیں اس دنیا کی بشارتیں بھی اور اُس دنیا کی بشارتیں بھی۔

غرض اللہ تعالیٰ نے وَابْتَغِ فِيمَآ اٰتٰكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ۔(القصص:78) تمہیں جو کچھ بھی دیا گیا ہے مادی سامان یا جسمانی اور روحانی قوتیں اور طاقتیں ان سب کے ذریعہ دارِ آخرت کی نعماء کے حصول کی کوشش کرو۔ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا (بنی اسرائیل:20) جو اس حکم کے نتیجہ میں اور آخرت کی نعماء کی خواہش رکھے وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا اور محض خواہش ہی نہ ہو بلکہ دارِ آخرت کی نعماء کے حصول کے لئے جس قسم کی کوشش اور مجاہدہ کی ضرورت ہے اور جس کا حکم دیا گیا ہے وہ کوشش اور مجاہدہ بجالائے ایسے حال میں کہ وہ مومن ہو یعنی آخرت پر بھی اس کا ایمان پختہ ہو۔ یہاں هُوَ مُؤْمِنٌ کے ایک معنے ہم یہ بھی کریں گے کہ آخرت پر اس کا ایمان پختہ ہو دل میں شیطانی وسوسہ نہ ہو کہ پتہ نہیں مرنے کے بعد دوسری زندگی ملے گی یا نہیں ملے گی الٰہی سلسلوں میں کئی ایسے کمزور لوگ بھی ہوتے ہیں جو قربانیاں بھی دے رہے ہوتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اپنی کمزوریٔ ایمان کی وجہ سے انہیں ضائع بھی کر رہے ہوتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں پتہ نہیں آخرت کی زندگی ہے بھی یا نہیں؟ پتہ نہیں وہاں ہمیں کس قسم کے انعاموں کا وعدہ دیا گیا ہے چونکہ ان کا ایمان پختہ نہیں ہوتا اس لئے نقصان اٹھاتے ہیں۔

غرض اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے اس حکم کے مطابق انسان کی خواہش آخرت کی نعماء کے حصول کی ہو اور پھر صرف خواہش ہی نہ ہو بلکہ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا آخرت کے نعماء کے حصول کے لئے جس قسم کی سعی اور کوشش اور مجاہدہ کی ضرورت ہے وہ اس قسم کی سعی اور کوشش اور مجاہدہ کر رہا ہو اور پھر فرمایا وَهُوَ مُؤْمِنٌ آخرت پر اس کا ایمان بھی پختہ ہو تو پھر اس کی کوشش پر اللہ تعالیٰ اس کا شکر گزار ہوگا یعنی اللہ تعالیٰ کے جو وعدے ہیں اس کے مطابق انعام ملے گا۔

میں نے ابھی بتایا تھا کہ جب تک انسان کا دارِ آخرت اور اُخروی زندگی پر ایمان پختہ نہ ہو وہ قربانی نہیں دے سکتا جس کا اس سے مطالبہ کیا گیا ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ پر ہمیں ایمان ہے تو دارِ آخرت پر بھی ہمیں ایمان لانا چاہئے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کی ایک تو یہ زندگی ہے اور اس کے بعد ایک درمیانی زندگی ہے اور پھر آخرت میں جنت کی زندگی ہے جس میں انسان کو ایسی نعمتیں عطا ہوں گی جو اس کے تصور میں بھی نہیں آسکتیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سمجھانے کے لئے اس دنیا کے بعض الفاظ بیان فرمائے ہیں لیکن ساتھ ہی حضرت رسول کریم ﷺ کی زبان سے یہ بھی کہلوا دیا ہے کہ جنت میں جو نعماء تمہیں ملیں گی وہ اس قدر اعلیٰ درجہ کی ہوں گی کہ نہ اس سے پہلے تمہاری آنکھوں نے دیکھی ہوں گی نہ ان کے متعلق تمہارے کانوں نے سنا ہوگا اور نہ ہی تمہارے ذہن میں ان کا تصور ہوگا۔ یہ پردے کی دنیا ہے یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل پردوں میں چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہاں پردے نہیں ہوں گے اللہ تعالیٰ کے فضل بالکل ظاہر ہو کر سامنے آرہے ہوں گے اور شیطانی وسوسہ نہیں ہوگا۔

پس اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ میری عطا کے ذریعہ سے تم دارِ آخرت کی نعماء حاصل کرنے کی کوشش کرو اور اگر تم کوشش کرو گے اور اس کے مطابق ایمان رکھو گے اگر تم خواہش کرو گے اور پھر کوشش کرو گے اور آخرت پر پختہ ایمان رکھو گے تو تمہاری سعی اور تمہارا مجاہدہ قبول ہوگا اور اللہ تعالیٰ بھی بندوں کی طرح شکر گزار ہوگا ویسے اللہ تعالیٰ کی ذات تو ارفع اور اعلیٰ ہے وہ ہمیں سمجھانے کے لئے یہ الفاظ استعمال کرتا ہے کہ اے لوگو! اگر تم دارِ آخرت پر ایمان رکھتے ہوئے اُخروی نعماء کے حصول کے لئے کوشش اور مجاہدہ کرو گے تو تمہاری سعی عند اللہ مشکور ہوگی اور مشکور ہیں دراصل یہ اشارہ بھی ہے جو تمہیں وعدے دیئے گئے ہیں اس سے بھی زیادہ دیدیں گے۔

ہماری جماعت کو اس وقت غلبۂ اسلام کے لئے قائم کیا گیا ہے اور ہمیں بڑی عظیم بشارتیں دی گئی ہیں۔ اس دنیا کی بشارتیں بھی ہیں اور اُخروی زندگی کی بشارتیں بھی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اُخروی زندگی کی سب سے بڑی بشارت تو یہ دی گئی ہے۔

"صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا"
(درثمین صفحہ 56)

جو لوگ آنحضرت ﷺ کی تربیت میں آئے تھے ان کے انعامات بہرحال دوسروں سے زیادہ ہیں۔ یہ جو ایک جان اور دو قالب والا قصہ ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور مہدی معہود علیہ السلام کا یہ اس کی طرف اشارہ ہے کہ جس طرح آپؐ کی تربیت پانے والے گروہ نے انتہائی تربیت حاصل کر کے انتہائی قربانیاں دیں اور اللہ تعالیٰ کے انتہائی فضلوں کو حاصل کیا یہی دروازہ تمہارے لئے بھی کھلا ہے اس میں بڑی عظیم بشارت ہے اس دنیا کے لئے بھی اور اصل تو اس دنیا کے لئے بشارت ہے وہاں اگر اللہ تعالیٰ اپنی جنتوں کے ان حسین حصوں میں (یعنی وہاں کی جنتوں میں بھی عمل عمل کے لحاظ سے فرق ہے) اعلیٰ اور ارفع اور حسین تر باغات میں رکھے جن میں صحابہؓ رکھے جاتے ہیں تو اس سے بڑھ کر اُخروی انعام اور کیا ہوسکتا ہے۔ پس غلبۂ اسلام کا منصوبہ اللہ تعالیٰ نے تیار کیا ہے اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جماعت احمدیہ کو قائم کیا ہے اور ہمیں اس دنیا کے لئے بھی اور اس دنیا کے لئے بھی بشارتیں دے کر ذمہ واریوں کی طرف متوجہ کیا ہے اور ہم سے قربانیوں کا مطالبہ کیا گیا ہے اور ہمیں اپنے فضل سے یہ گُر بتا دیا ہے کہ جس قسم کی قربانیوں کا میں مطالبہ کر رہا ہوں تم وہ قربانیاں دے نہیں سکتے جب تک کہ دارِ آخرت پر تمہارا ایمان پختہ نہ ہو۔

پس نوجوان نسل کو بھی اور بڑوں کو بھی میں یہ کہتا ہوں کہ اپنے اس (دارِ آخرت پر) ایمان کو بھی پختہ کرو میرا اس سلسلہ خطبات کا عنوان یہی ہے کہ اپنے ایمانوں کو پختہ کرو اور مستحکم بناؤ دارِ آخرت پر ایمان کو بھی پختہ کرو اور جب دارِ آخرت پر ایمان پختہ ہو جائے تو یہ دنیا جو عارضی دنیا ہے اور اس کی جو لذتیں ہیں اور اس کی جو عزتیں ہیں وہ عارضی اور بے وفائی کا جامہ پہنے ہوئے ہیں سوائے

اس کے کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے پھر جو اس دنیا کی چھوٹی سی زندگی ہے اس کے آخر تک انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتیں حاصل کرتا رہتا ہے لیکن یہ دنیا وفا نہیں کرتی۔ عام طور پر 30سال، 50سال، 70سال، 80سال، 90سال یا شاید کوئی 100سال تک بھی پہنچتا ہو پھر دنیا اس کو چھوڑ دیتی ہے اور انسان کے مادی جسم کو پھر اپنے پیٹ میں واپس بلا لیتی ہے پس دنیا تو وفا نہیں کرتی لیکن جس وقت یہ دنیا انسان کے جسم کو پھر مٹی بناتی ہے اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایک اور جسم دے دیتا ہے اور پھر جب ضرورت پڑتی ہے زیادہ سے زیادہ اور ظاہر سے ظاہر نعمتوں کے حصول کی تو اللہ تعالیٰ ایک تیسرا جسم دے دیتا ہے۔ غرض یہ دنیا ہے کیا؟ 70سالہ آدمی سے آپ پوچھیں تو وہ بھی یہی کہے گا کہ پتہ نہیں لگا دو چار دن میں عمر ختم ہوگئی ہر ایک نوجوان اپنی سادگی میں یہ سمجھتا ہے کہ اس کے سامنے 50۔60 سال طبعی عمر کے پڑے ہیں ویسے تو انسان ہر عمر میں فوت ہوسکتا ہے لیکن ایک طبعی عمر بھی ہے لیکن جو اپنی طبعی عمر گزار چکا ہے جب وہ اپنے پیچھے دیکھتا ہے تو اسے نظر آتا ہے گویا وہ ابھی پرسوں ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اس کی زندگی پر ایک زمانہ گزر چکا ہوتا ہے مگر اسے پتہ ہی نہیں لگتا اس دنیوی زندگی کے مقابلے میں جو دارِ آخرت کی زندگی ہے وہ تو اَبدی زندگی ہے جس نے کبھی ختم ہی نہیں ہونا اور جو اُخروی انعامات ہیں ان میں کوئی Monotony(منوٹونی) نہیں ہے یعنی وہاں ایک ہی چیز نہیں ہوگی جس سے طبیعت اُکتا جائے۔ حدیثوں میں اس کے متعلق بڑی تفصیل سے ذکر موجود ہے ایک نعمت کے بعد دوسری نعمت دور سے سامنے آجائے گی اور پھر جنتی کہیں گے اے خدا! یہ نعمت ہمیں عطا کر۔ چنانچہ انہیں درجہ بدرجہ پہلے سے زیادہ لذیذ اور مسرت پہنچانے والی نعمتیں ملتی چلی جائیں گی کیونکہ ان کا تعلق نُور سے ہے۔ (اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) یعنی اس کے فضلوں اور اس کے پیار اور اس کی رضا کے جلووں کے ساتھ ہے قرآن کریم نے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی یہی تفسیر کی ہے جس کا مَیں نے ابھی ذکر کیا ہے ایک دوسری طرف اشارہ کرکے کہ ’’اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا‘‘ یعنی جس وقت ایک روحانی لذت routine(روٹین) کا ایک حصہ بننے لگے گی تو سامنے ایک اور نُور آجائے گا، اللہ تعالیٰ کے نُور کا ایک زیادہ حسین جلوہ نظر آنے لگے گا تو انسان کہے گا اے ہمارے خدا! اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا ہمیں اس سے بھی بڑھ کر نُور اور اپنا پیار عطا کر، اپنی رضا کے جلووں سے ہمیں سرور بخش۔ اسی طرح دوزخیوں کا حال ہے کہ جب وہ عادی ہونے لگیں گے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں ان کی جلدیں بدل دوں گا۔ جلد حِسّ کا ذریعہ ہے یہ محاورہ ہے جو بھی جلد وہاں ہوگی یعنی جو بھی حِسّ کا ذریعہ ہوگا جب عادت پڑنے لگے گی تو جِلد بدل دی جائے گی مثلاً یہ جو تنور پر روٹیاں لگانے والے ہوتے ہیں ان کے چہروں کے چمڑے کو عادت پڑ جاتی ہے دوسرا اگر وہ روٹیاں لگانے کے لئے تنور میں جھکے تو اس کا منہ جل جائے لیکن نانبائی ایک وقت میں روٹیاں لگانے کے لئے ہزار دفعہ تنور کی آگ میں جُھکتا ہے۔

یہی حال باورچی کا ہے۔ مجھے یاد ہے بچپن کے زمانے میں مَیں یہ دیکھ کر حیران ہوتا تھا کہ وہ آرام سے سُرخ کوئلے ہاتھ سے اُٹھا کر دوسری طرف رکھ دیتا ہے اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس کی جِلد سخت ہوچکی ہوتی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دوزخیوں کی جلد سخت نہیں ہونے دی جائے گی جب ان کو اس سزا کے جھیلنے کی عادت پڑنے لگے گی تو ان کی جِلد نرم کردی جائے گی تا کہ ان کا علاج ہوسکے لیکن جنّتیوں کے متعلق ایسا نہیں ہوگا مثلاً نیند ہے۔ آدمی ہر روز سوتا ہے اور نیند تو دراصل انسان کو بڑی سکون پہنچانے والی الٰہی نعمت ہے نیند کا ہونا ایک بڑی عجیب نعمت ہے لیکن ہمیں احساس بھی نہیں ہوتا نہ نیند کا نہ اس کی لذّت کا ہم روز سوتے ہیں اِلَّا ماشاءاللہ بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو نیند سے بہت پیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے وہ سمجھتے ہیں اگر آٹھ دس گھنٹے روزانہ سوئیں تو تب انہیں اس دنیا کی زیادہ لذّت اور سرور حاصل ہوتا ہے البتہ ایسے لوگ ہزار میں سے ایک دو ہوتے ہیں۔ بڑی بھاری اکثریت ایسی ہے جنہیں ہر روز سونے کے نتیجہ میں نیند کی لذّت کا احساس نہیں رہتا یا مثلاً انسان سانس لیتا ہے اور یہ اس کے لئے لذّت کا باعث ہے کیونکہ یہ زندگی کا باعث ہے لیکن آدمی کو سانس کی لذّت کا اُسی وقت پتہ لگتا ہے جب اسے نمونیہ ہوجائے یا موت کے وقت سانس اُکھڑ جائے۔ پھر اس کو پتہ لگتا ہے کہ سانس کتنی بڑی نعمت ہے۔ میرے خیال میں اس وقت جو احباب میرے سامنے بیٹھے ہیں کسی کو بھی آج صبح سے یہ خیال نہیں آیا ہوگا کہ وہ سانس لیتے ہیں اور اس طرح انہیں بڑی لذّت اور سرور حاصل ہوتا ہے۔

پس جنت میں لذّت کی یہ کیفیت نہیں ہوگی کیونکہ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا کی رُو سے جب بھی لذّت کی عادت پڑے گی اور لذّت حقیقی لذّت نہیں رہے گی تو اس سے بھی بڑی لذّت مل جائے گی۔

پس ہمیں کتنی بڑی بشارتیں دی گئی ہیں اور ان کے مقابلے میں کتنی تھوڑی قربانیاں ہیں جن کا ہم سے مطالبہ کیا گیا ہے لیکن ہم بعض دفعہ اپنی جہالت کے نتیجہ میں سمجھتے ہیں کہ یہ چند روزہ زندگی کی لذّات اُخروی زندگی کی لذّات سے زیادہ قیمتی ہیں اور زیادہ ضروری ہیں ہم ان سے فائدہ اٹھالیں اگلی دنیا پتہ نہیں آتی ہے یا نہیں۔ یہ کمزوریٔ ایمان کی علامت ہے۔ غرض جہاں تک یومِ آخرت پر ایمان لانے کا تعلق ہے آپ اپنے ایمان کے اس حصہ کو بھی پوری طرح مستحکم اور مضبوط بنالیں اس کے بغیر آپ قربانیاں نہیں دے سکیں گے اس کے بغیر آپ اُن نعمتوں اور فضلوں اور بشارتوں کے وارث نہیں بن سکیں گے جن کا وعدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہمیں دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کے سمجھنے اور اس کی رضا کے لئے اس کی راہ میں ایسی قربانیاں دینے کی توفیق عطا کرے جنہیں وہ قبول کرلے اور ہماری سعی مشکور بن جائے۔ (آمین)

(خطبات ناصر جلد سوم خطبہ جمعہ 25 ستمبر 1970ء بمقام سعید ہاؤس ایبٹ آباد)

تعارف کتب
محمد انیس دیالگڑھی

کشتی نوح

اس کتاب کا جرمن ترجمہ کرنے کی سعادت مکرمہ ڈاکٹر نائلہ ثمینہ شازی صاحبہ کے حصہ میں آئی، فجزاہ اللہ احسن الجزاء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 6 فروری 1898ء بروز یکشنبہ ایک رؤیا دیکھا، اس کی تفصیل حضورؑ نے ان الفاظ میں بیان فرمائی:

"خدا تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں۔ مَیں نے بعض لگانے والوں سے پُوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں تو اُنہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے۔ میرے پر یہ امر مُشتبہ رہا کہ اُس نے یہ کہا کہ آئندہ جاڑے میں یہ مرض بہت پھیلے گا یا یہ کہا کہ اس کے بعد کے جاڑے میں پھیلے گا۔ لیکن نہایت خوفناک نمونہ تھا جو مَیں نے دیکھا"۔

(اشتہار "طاعون" مؤرخہ 6 فروری 1898ء مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 5)

اس الٰہی اَنذار کے جلد بعد پنجاب کے مختلف اضلاع میں طاعون کا مرض ایسا پھوٹا کہ 1902ء میں اس قدر زور پکڑ گیا کہ سارے پنجاب کو اس نے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور مَوتا مَوتی کا ایسا سلسلہ شروع ہوا کہ گھر، محلے اور شہر اُجڑنے لگے۔ اس صورتِ حال سے نمٹنے کے لئے حکومت وقت نے طاعون کا ٹیکہ لگانے کی مہم وسیع پیمانے پر شروع کی۔ اس موقع پر حضرت مسیح موعودؑ نے الہامِ الٰہی اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ کی بنیاد پر 5/اکتوبر 1902ء کو ایک رسالہ "کشتی نوح" کے عنوان سے شائع فرمایا جس میں حضور نے تحریر فرمایا کہ گورنمنٹ کا یہ قدم اور تدبیر مفید پائی گئی ہے اور عمومی طور پر لوگوں کو ٹیکہ لگوانے کی ہدایت فرمائی۔ تاہم آپ نے افرادِ جماعت کو ٹیکہ لگوانے سے منع فرماتے ہوئے تحریر فرمایا:

"اگر ہمارے لیے ایک آسمانی روک نہ ہوتی تو سب سے پہلے رعایا میں سے ہم ٹیکہ کراتے اور آسمانی روک یہ ہے کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں انسانوں کے لیے ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھاوے۔ سو اُس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہو گا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے"۔ (صفحہ 2-1)

دوسری طرف اپنی جماعت کو یہ بتانے کے لئے کہ حقیقی اور سچا پیروکار کون ہے، آپ نے اپنی تعلیم تحریر

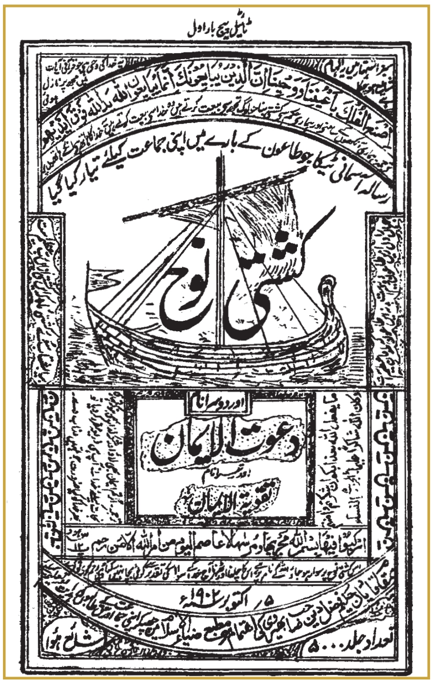

فرمائی اور لکھا کہ خدا صرف اس کو طاعون سے بچائے گا جو "اپنے تمام مخالفانہ ارادوں سے دستکش ہو کر پورے اخلاص اور اطاعت اور انکسار سے سلسلہ بیعت میں داخل ہو"۔ اور الہام الٰہی اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ میں لفظ الدَّارِ کی وضاحت فرمائی کہ اس سے یہ سنگ وخشت کا گھر مراد نہیں بلکہ میری تعلیم اور اطاعت کے گھر کی چار دیواری میں رہنے والے لوگ مراد ہیں۔

حضور علیہ السلام کی اس نصیحت کے بعد احمدیوں نے طاعون کا ٹیکہ نہیں لگوایا اور خدا نے اپنی خاص تجلّی سے احمدیوں کو غیر معمولی طور پر محفوظ رکھا بلکہ بعض علاقوں میں تو روزانہ سینکڑوں لاشیں اُٹھتی تھیں مگر اُسی علاقے کے احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل، اس پیشگوئی اور اس تعلیم پر عمل پیرا ہونے کی برکت سے محفوظ رہے۔ وہ تعلیم ایک لمبے مضمون پر مشتمل ہے اور قرآن وحدیث کا گویا نچوڑ ہے۔ اس کا خلاصہ ایک جملہ میں اس طرح سے بیان فرما دیا:

"میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے، حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے تم پر کھولیں اور

باقی صفحہ 42 پر

تقریر جلسہ سالانہ جرمنی 2021ء

اسلام میں حیات آخرت کا تصوّر

(مکرم محمد فاتح احمد ناصر صاحب۔ مربی سلسلہ واستاد جامعہ احمدیہ جرمنی)

وَ مَا هٰذِهِ الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَاۤ اِلَّا لَهۡوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَ اِنَّ الدَّارَ الۡاٰخِرَةَ لَهِيَ الۡحَيَوَانُ ۘ لَوۡ كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ ۔ (العنکبوت:65)

ترجمہ: اور یہ دنیا کی زندگی غفلت اور کھیل تماشہ کے سوا کچھ نہیں۔ اور یقیناً آخرت کا گھر ہی دراصل حقیقی زندگی ہے کاش کہ وہ جانتے۔

حیات آخرت ایک ایسا عالم ہے جسے آج تک کسی آنکھ نے دیکھا نہ ہی کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل پر اس کا حال منکشف ہوا۔ ایک ایسی کائنات کا حدودِ اربعہ بیان کرنے کی کوشش کرنی ہے جس کی وسعتوں کا کوئی اندازہ نہیں اور ایک ایسی مملکت کے رہنے والوں کے خدو خال کی تصویر کھینچنی ہے جہاں عمل تو ہوگا مگر ناکامی نہیں، جہاں زندگی تو ہوگی مگر موت نہیں، جہاں مومنوں کے لئے ترقیات و کامیابیوں کے لامتناہی دروازے تو کھلے ہوں گے مگر تنزّلی کا نام و نشان نہیں ہوگا، جہاں جنّتی قدم رکھنے کے بعد آگے سے آگے ہی بڑھتے چلے جائیں گے اور اس کی منزل کبھی ختم نہیں ہو گی۔ ایک ایسی زندگی جو انسان کا حقیقی مقدر ہے، جس سے کسی کو کوئی مفر نہیں اور جو ارکان ایمان کا ایک اہم جزو بھی ہے۔

جب سے دنیا پیدا ہوئی اللہ تعالیٰ کی ہستی کے بعد اگر کوئی سوال دنیا کی توجہ کو اپنی طرف کھینچتا رہا ہے تو وہ حیات بعد الموت کا مسئلہ ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ اس عالَم آخرت کے احوال کا کوئی چشم دید گواہ موجود نہیں، اِس لئے ہمیں کبھی اس کے حالات معلوم نہیں ہو سکتے سوائے اس کے کہ الہام کی روشنی رہنما بنے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ اعظم مذاہب لاہور کے لیے اسلامی اصول کی فلاسفی کے نام سے اپنے معرکہ آرا مضمون کے ایک باب میں اس پر قرآن کریم، احادیث نبویہ اور علم الٰہی سے پر معارف روشنی ڈالی ہے۔ ہمیں یہ کتاب بار بار پڑھنی اور اپنے علم و عرفان کو وسیع کرنا چاہیے۔ اس موضوع کی اہمیت اس موقع پر اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ ہم سبھی یہاں جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لیے جمع ہوئے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کی اغراض و مقاصد میں سفر آخرت کی تیاری کا بھی ان الفاظ میں ذکر فرمایا تھا:

”اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کرلیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلّی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زُہد اور تقویٰ اور خداترسی اور پرہیز گاری اور نرم دلی اور باہم محبّت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں

اور اِنکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں‘‘۔

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394)

اس سلسلہ میں سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ آخرت کی زندگی کیوں ضروری ہے؟ کیوں نہ یہ سمجھ لیا جائے کہ دنیا کی یہی زندگی انسان کا اوڑھنا بچھونا ہے۔یہیں اس کا آغاز اور یہیں اس کا اختتام ہو جاتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اگر آخرت کے وجود کو تسلیم نہ کیا جائے اور اسی مادی زندگی کو انسانی زندگی کی ابتدا اور انتہا تصوّر کرلیا جائے تو انسان کا مقصد حیات بلکہ کائنات کا وجود ہی عبث ہو کر رہ جاتا ہے۔ انسانی روح تو لامتناہی ترقیات کے لیے پیدا کی گئی ہے۔خود انسان کی فطرت بھی اس خیال کو دھکّے دیتی ہے کہ اشرف المخلوقات کو محض اسی لیے پیدا کیا گیا ہو کہ وہ جانوروں کی طرح چندسال کھائے پیئے اور پھر ہمیشہ کے لیےختم ہو جائے۔ وہ اپنی عقل وجذبات اور اپنی طاقت و دولت کو جیسے چاہے استعمال کرے، جس پر چاہے ظلم کرے یا جس پر چاہے رحم کرے مگر کوئی اسے باز پرس کرنے والا یا اجر دینے والا نہ ہو؟ یہ فطرت کی پکار ہے جو اس کے دل و دماغ سے نکل کر ہر ذی شعور انسان سے پوچھ رہی ہے کہ ایسا کیوں ہوگا؟ کیوں کوئی ہستی ایسی نہیں جس کے سامنے ہر انسان اپنے اعمال کا جواب دے گا۔

یہ فطرت کی پکار ہے جو اپنا جواب مانگتی ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ آخرت ہی وہ عالم ہے جہاں صحیح ترازو قائم ہوگا۔ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ٍالْحَقُّ۔ (الاعراف:9) یعنی حیات آخرت کے دن ہی تمام اعمال کے لیے انصاف کے درست ترین پیمانے قائم کیے جائیں گے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ فرمان خداوندی وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات:57) میں نے جنّ وانس کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے، ضرور پورا ہو کر رہے گا جہاں تمام روحیں اگر دنیا میں خدا کی عبادت نہ کرتی تھیں تو نہ سہی مگر بالآخر آخرت میں ضرور ایک دن عقوبت سے اصلاح پاکر جنّت میں جائیں گی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو جائیں گی۔ جو مادیت پرست فلسفی حیات آخرت کا انکار کرتے ہیں وہ دراصل نیک اعمال بجا لانے کو ایک قید محسوس کرتے ہیں کہ کیوں وہ اپنے ہر قول وفعل اور خیال کے جواب دہ قرار دیے جائیں گے؟ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ (النحل:23) یعنی آخرت پر ایمان نہ لانے والے تکبر کی بناء پر کہتے ہیں کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اس زندگی کے بعد ہم کسی کے زیر حکومت رہیں اور کوئی ہستی ہم پر اپنا اختیار استعمال کرتی چلی جائے؟ منکرین کہتے ہیں ء اِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا۔ (مریم:67) کہ کیسے ممکن ہے کہ مرنے کے بعد جب ہمارا جسم یہیں گل سڑ جائے اور روح کا کچھ پتہ نہ ہو تو پھر ایک زندگی دیے جائیں؟

قربان جاؤں اپنے حکیم خداوند کریم کے کہ وہ ان جاہلوں کو ان کی ذہنی سطح پر اُتر کر اگلی ہی آیت میں فرماتا ہے۔ اَوَ لَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ يَكُ شَيْـًٔا (مریم:68) یعنی انسان حیات بعد الموت پر جو حیرت اور انکار کا اظہار کرتا ہے تو کیا وہ غور نہیں کرتا کہ اس وقت بھی اللہ تعالیٰ نے ہی اسے بنایا تھا جب وہ کچھ بھی نہیں تھا۔ یعنی وہ خدا جس نے نیست سے ہستی دے دی تو کیا وہ اس موجود ہستی کو آگے جاری نہیں رکھ سکتا۔ مگر کچھ مومن ایسے بھی ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

(آل عمران:192)

یعنی نسل آدم میں سے کچھ ذی شعور ضرور نیکوکار دن رات، اُٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے میری کائنات کے اندر میری قدرت کے جلوے دیکھ دیکھ کر ضرور سمجھ جائیں گے کہ قادر وحکیم خدا کی شان سے بعید تھا کہ وہ اس منظّم اور پُر حکمت کائنات کو بغیر کسی خاص مقصد کے پیدا کرتا اور وہ پکار اُٹھیں گے رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا یعنی اے ارض وسماء کے خالق تو نے یہ سب ہرگز بلا مقصد پیدا نہیں کیا اور ان کی زبان پر ایک ہی نعرہ ہوگا سبحانک یعنی اے خدا تو کسی چیز کو عبث و بے کار پیدا کرنے سے پاک ہے اور پھر وہ پکار پکار کر میرے حضور دعا کرتے رہیں گے کہ اے اللہ تو ہمیں اس آگ سے بچالے جو تیرے ان ناسمجھ بندوں نے دنیا کو تباہ کرنے کے لیے تیار کر رکھی ہے۔

اب اگلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حیات آخرت تک انسان پر کون کون سے عالم گزرتے ہیں تو اس بارے میں امام الزماں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلامی اصول کی فلاسفی میں فرماتے ہیں:

’’قرآنی تعلیم کی رو سے تین عالم ثابت ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ دنیا جس کا نام عالَم کسب اور نشاءاولیٰ ہے۔ اسی دنیا میں انسان اکتساب نیکی یا بدی کا کرتا ہے...... دوسرے عالَم کا نام بَرزخ ہے۔ عالم برزخ میں مستعار طور پر ہر ایک روح کو کسی قدر اپنے اعمال کا مزہ چکھنے کے لیے جسم ملتا ہے۔ وہ جسم...... ایک نُور سے یا ایک تاریکی سے جیسا کہ اعمال کی صورت ہو جسم تیار ہوتا ہے۔ گویا کہ اُس عالَم میں انسان کی عملی حالتیں جسم کا کام دیتی ہے...... مَیں اس میں صاحب تجربہ ہوں۔ مجھے کشفی طور پر عین بیداری میں بارہا مردوں کی ملاقات کا اتفاق ہوا ہے۔ اور میں نے بعض فاسقوں اور گمراہی اختیار کرے والوں کا جسم ایسا سیاہ دیکھا ہے کہ گویا وہ دھوئیں سے بنایا گیا ہے...... پھر بَرزخ کے بعد وہ زمانہ ہے جس کا نام عالَم بعث ہے۔ اُس زمانہ میں ہر ایک روح نیک ہو یا بد، صالح ہو یا فاسق ایک کھلا کھلا جسم حاصل کرے گی۔ اور یہ دن خدا کی ان پوری تجلّیات کے لیے مقرر کیا گیا ہے جس میں ہر ایک انسان اپنے ربّ کی ہستی سے پورے طور پر واقف ہو جائے گا اور ہر ایک شخص اپنی جزاء کے انتہائی نقطہ تک پہنچ جائے گا۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 402 تا 408)

حیات آخرت کا تعلق چونکہ صرف روح کے ساتھ ہے تو یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ روح جسم سے الگ ہو کر کیسے اپنا وجود قائم رکھ سکتی ہے؟ روح جسم کے

بغیر کیسے اللہ کی خوشنودی یا ناراضگی کو محسوس کر سکتی ہے؟ تو اس سوال کا جواب خدائے حکیم نے نیند کی مثال دے کر ہمیں سمجھایا، فرمایا:

اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الۡاَنۡفُسَ حِیۡنَ مَوۡتِہَا وَ الَّتِیۡ لَمۡ تَمُتۡ فِیۡ مَنَامِہَا فَیُمۡسِکُ الَّتِیۡ قَضٰی عَلَیۡہَا الۡمَوۡتَ وَ یُرۡسِلُ الۡاُخۡرٰۤی اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی۔ (الزمر:43)

یعنی اللہ تعالیٰ ہر شخص کی روح کو اس کی موت کے وقت قبض کرتا ہے اور جس کو موت نہیں آئی (اس کی روح) نیند کے وقت قبض کرتا ہے۔ یعنی بتایا کہ دیکھو نیند میں بھی انسان ایک قسم کی موت کی حالت میں ہی ہوتا ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ نیند سے وہ بیداری کی طرف واپس آ جاتا ہے لیکن موت سے واپس نہیں آ سکتا۔ پس نیند کی حالت پر اگر ادنیٰ سا غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ خواب کی حالت میں جسم تو بستر پر سویا پڑا ہوتا ہے لیکن طرح طرح کے تجربات بھی کرتا ہے جو کبھی خوشگوار، آرام دہ اور کبھی ڈراونے، پُرہیبت و غمناک ہوتے ہیں۔ حالانکہ وہ کہیں نہیں گیا ہوتا۔ پھر رؤیا و کشوف کا سلسلہ الگ ہے، انسان ان تجربات سے بھی جسم سے الگ ہو کر گزرتا ہے۔ یعنی جس طرح ماں کے پیٹ میں بچہ بیرونی دنیا کا اثر قبول کرتا ہے۔ جو مثبت بھی ہوتا ہے اور منفی بھی۔ بالکل اسی طرح ہماری روح پر بھی اچھے یا بُرے اعمال اثر انداز ہوتے ہیں۔ انسان کے ہر عمل کا اثر اس کی روحانی اِستعدادوں اور قویٰ پر پڑتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ روحانی قویٰ پاکیزگی میں بڑھتے ہیں یا ان میں نقص اور کمزوری نمایاں ہو جاتی ہے۔ اور وہی آخرت میں متمثّل ہو کر اس کے سامنے آئیں گے اور جنّت یا دوزخ کا وارث بنائیں گے۔ اسی بات کا ذکر قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا۔ وَ مَنۡ کَانَ فِیۡ ہٰذِہٖۤ اَعۡمٰی فَہُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ اَعۡمٰی (بنی اسرائیل:73)۔ یعنی جس نے یہاں اپنی آنکھوں کو اندھا کر دیا تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہی ہو گا۔ یاد رہے کہ اس سے ظاہری آنکھیں نہیں بلکہ روحانی آنکھیں مراد ہیں جیسا کہ فرمایا:

فَاِنَّہَا لَا تَعۡمَی الۡاَبۡصَارُ وَ لٰکِنۡ تَعۡمَی الۡقُلُوۡبُ الَّتِیۡ فِی الصُّدُوۡرِ (حج:47)

کہ یہ جسمانی آنکھیں تو اندھی نہیں ہوتیں اصل میں وہ دل کی آنکھیں ہوتی ہیں جو اندھی ہو جاتی ہیں۔

یہ بہت غور سے سمجھنے کا مسئلہ ہے۔ اگر یہ سمجھ میں آ جائے کہ وہی یادداشت جو روح کے اندر لکھی جاتی ہے اس شخص کا وہ حساب بھی ہے اور اس پر داروغہ بھی ہے۔ اس کے لیے خوشی کا ذریعہ بھی ہے اور دکھ کا سامان بھی۔ اس کی آئندہ زندگی کو جنّت بنانے والی بھی ہے اور جہنّم بھی۔ تو دنیا سے گناہوں کا سلسلہ ختم ہو جائے۔ پھر انسان اپنی روح کو پاکیزہ بنانے کی کوشش کرے گا نہ کہ ہلاکت میں ڈالنے والا بنے گا۔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىہَا (الشمس:10) یعنی کامیاب ہو گیا وہ شخص جس نے اپنی روح کو پاکیزہ بنایا۔ وَ قَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىہَا (الشمس:11) اور ہلاک ہو گیا وہ شخص جس نے اپنی روح کو خاک میں ملا دیا یعنی اپنی روح کو بیمار، کمزور کر دیا۔

جنّت و دوزخ جسمانی نہیں بلکہ روحانی کیفیات ہی کا نام ہیں۔ ایک مرتبہ رسولِ اکرم ﷺ نے صحابہ کے سامنے یہ آیتِ کریمہ تلاوت کی سَابِقُوۡۤا اِلٰی مَغۡفِرَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَ جَنَّۃٍ عَرۡضُہَا کَعَرۡضِ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ (حدید:22) اِس میں ایک ایسی وسیع و عریض جنّت کی خوشخبری دی جو تمام کائنات کی طرح ہر طرف محیط ہو گی۔ تو ایک صحابی نے حضور سے حیران ہو کر پوچھا کہ حضور اگر جنّت تمام کائنات پر محیط ہو گی تو پھر دوزخ کہاں اور کس مقام پر ہو گی؟ تو اس کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ جب دن چڑھتا ہے تو رات کہاں جاتی ہے؟ اس کا مطلب ہے کہ دن اور رات دونوں بیک وقت ایک ہی جگہ موجود ہوتے ہیں مگر صرف انسان اپنی کیفیات اور حالات کی وجہ سے آدھی زمین پر دن اور آدھی پر رات دیکھتا ہے۔ یعنی جنّت و دوزخ بیک وقت ایک ہی جگہ موجود تاثرات کا نام ہے اور جو اَرواح اللہ تعالیٰ کے نُور کے

جب بھی ذکرِ حساب آتا ہے

دل میں ارماں ہیں قُلزموں کی طرح
لب ہیں خاموش ساحلوں کی طرح

یاس و امید کی کشاکش نے
ہم کو گھیرا ہے سائلوں کی طرح

جب بھی ذکرِ حساب آتا ہے
دل دھڑکتا ہے عاصیوں کی طرح

میری حالت ہے رات کی مانند
تیری بخشش ہے سورجوں کی طرح

اذن دے اذن التجاؤں کا
لطف کر لطف منعموں کی طرح

بندگی سے ہے زندگی ورنہ
آدمی بھی ہے پتھروں کی طرح

اللہ اللہ جہاں محبّت کا
دوریاں بھی ہیں قربتوں کی طرح

بات ان کی بھی بات ہے لیکن
پھیل جاتی ہے نکہتوں کی طرح

سینچ لو تم بھی کِشتِ دل یارو
نُور برسا ہے پانیوں کی طرح

ہیں مبشرؔ وہ عاشقانِ خدا
جن کی جلوت ہے خلوتوں کی طرح

(مکرم مبشر احمد راجیکی صاحب، بحوالہ روح القدس کے موسیقار)

سامنے ہوں گی ان پر دن یعنی جنّت کا ساماں ہو گا اور جو روحیں اللہ تعالیٰ کے نُور سے محروم ہوں گی ان پر اندھیرا اور تاثرات دردناک اور تکلیف دہ ہوں گے۔

یہی مفہوم جنّت کی نعماء کا ہے۔ وہ نعمتیں دراصل اعمال صالحہ کی مختلف شکلیں ہوں گی۔ فرمایا: مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ (محمد:16) متقیوں کو ملنے والی جنّت تمثیلی رنگ میں ایسی ہے جیسے ایک باغ ہو۔ یعنی یہ سب تمثیلی کلام ہے۔ اور جہنّمیوں کے متعلق فرمایا: وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْحُطَمَةُ۞ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ۞ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ (الھُمَزة 8-6)

یعنی اے مخاطب تجھے کیا معلوم ہے کہ حطمہ کیا ہے؟ وہ حطمہ اللہ تعالیٰ کی خوب بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو دلوں کے اوپر سوار ہو گی۔ یعنی جہنّم کا تعلق جسم سے نہیں بلکہ حسیات اور دلی کیفیات سے ہو گا۔ ان حسّیات کی تفصیل جن سے جنّتی لطف اندوز ہوں گے اور جہنّمی تکلیف میں مبتلا ہوں گے قرآن کریم میں جگہ جگہ بیان ہے، ان میں سے چند ایک کا ذکر کرتا ہوں۔

جہنّم میں دیکھنے کی حس کے متعلق فرمایا: اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعَذَابِ (البقرہ:166) اگر وہ اس گھڑی کو جب وہ عذاب کو سامنے دیکھیں گے کسی طرح اب دیکھ لیتے تو جان لیتے کہ سب قوت اللہ ہی کو ہے۔

سننے کے متعلق فرمایا: اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَیُّظًا وَّ زَفِیْرًا (فرقان:13) جب وہ جہنّم ان کو دور سے دیکھے گی تو وہ جہنّمی اس کے جوش کی اور آنے والی مصیبت کی آواز کو سنیں گے۔

چکھنے اور پینے کے متعلق فرمایا: مِّنْ وَّرَآىِٕهٖ جَهَنَّمُ وَیُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍ۞ یَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا یَكَادُ یُسِیْغُهٗ (ابراہیم:18-17) جہنّم میں اسے تیز گرم پانی پلایا جائے گا اور وہ اسے تھوڑا تھوڑا کر کے پیئے گا اور اسے آسانی سے نگل نہیں سکے گا۔

سردی اور گرمی کی حس کے متعلق فرمایا: لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا۞ اِلَّا حَمِیْمًا وَّ غَسَّاقًا۔ (النبا:26-25) وہاں ان لوگوں کی حالت یہ ہو گی کہ نہ تو اس میں کسی قسم کی ٹھنڈک محسوس کریں گے اور نہ ہی کوئی پینے کی ایسی چیز انہیں ملے گی جو ان کی پیاس بجھا سکے ہاں مگر اللہ تعالیٰ انہیں تیز گرم پانی اور ناقابل برداشت ٹھنڈا پانی دے گا۔

بھوک کے متعلق فرمایا: لَیْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِیْعٍ۞ لَّا یُسْمِنُ وَ لَا یُغْنِیْ مِنْ جُوْعٍ (الغاشیہ 7۔8) یعنی اس جماعت کو سوکھے گھاس کے سوا اور کھانا نہیں ملے گا جو نہ تو انہیں موٹا کرے گا اور نہ بھوک کی تکلیف سے بچائے گا۔

چھونے کی حس کے متعلق فرمایا: لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّ مِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ (الاعراف:42) ان کا بچھونا بھی جہنّم ہی سے ہو گا اور ان کے اوپر اوڑھنے بھی اسی جہنّم ہی کے ہوں گے۔

تنگی محسوس کرنے کے متعلق فرمایا: وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَیِّقًا مُّقَرَّنِیْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا۔ (فرقان:14) جب وہ اس دوزخ کے ایک تنگ حصہ میں مشکیں باندھے ہوئے پھینکے جائیں گے اس وقت وہ موت کی آرزو کریں گے۔

جہنّم کی ان تمام حسّیات کے بالمقابل قرآن کریم میں جنّتیوں کے بارے میں فرمایا کہ انہیں سماعت کے ذریعہ لطف نصیب ہو گا لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّ لَا تَاْثِیْمًا۞ اِلَّا قِیْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا (واقعہ:27-26) یعنی وہ مومن جنّتوں میں نہ تو کوئی لغو بات سنیں گے اور نہ گناہ کا کلمہ۔ ہاں مگر ایسا قول سنیں گے جو سلامتی کی دعا پر مشتمل ہو گا۔

وہ گرمی اور سردی کی تکلیف بھی محسوس نہیں کریں گے۔ فرمایا: لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِیْرًا۔ (الدھر:14)

انہیں پینے کے لیے عمدہ اور خوشگوار مشروب میسر آئیں گے، فرمایا: وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا۔ (الدھر:22)

وہ باغوں اور چشموں کے نظاروں سے لطف اندوز ہوں گے، فرمایا: اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ (حجر:46)

وہ تھکان محسوس نہیں کریں گے، فرمایا: لَا یَمَسُّهُمْ فِیْهَا نَصَبٌ۔ (حجر:49)

دل و دماغ کی راحتیں انہیں عطا ہوں گی، فرمایا: فَرَوْحٌ وَّ رَیْحَانٌ وَّ جَنَّتُ نَعِیْمٍ (واقعہ:90)

وہ تمام حالات میں تروتازگی اور اور سرور محسوس کریں گے، فرمایا: وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا (الدھر:12)

اللہ تعالیٰ کی رویت انہیں نصیب ہو گی، فرمایا: وُجُوْهٌ یَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ۞ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (القیامۃ:24-23) یعنی کچھ چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔ اور سب سے بڑھ کر انہیں رضائے الٰہی کی نعمت میسر ہو گی وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ (آل عمران:16) اور اللہ کی اسی رضوان کے بارے میں فرمایا کہ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ (توبہ:72) یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی سب سے بڑی نعمت ہے جو انہیں ملے گی۔

ان نعمائے جنّت سے متعلق تمثیلی بیان پر مشتمل ایک حدیث قدسی خاص طور پر قابل ذکر ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَالَا عَیْنٌ رَاَتْ وَ لَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَ لَاخَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب قولہ لا تعلم نفس ما اخفی لھم) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جن کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان چیزوں کا خیال تک گزرا۔

حضرات! اب ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا جنّت وجہنّم دائمی ہوں گی؟ اس بارے میں قرآن کریم کی تعلیم یہ ہے کہ جنّت دائمی ہے اور جہنّم عارضی ہے۔ جنّت کے متعلق فرمایا عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ (ھود:109)

کہ جنّت ایک ایسی عطا ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوگی۔

جبکہ جہنّم کے عارضی ہونے کے متعلق فرمایا: عَذَابِیْٓ اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ (اعراف:157) یعنی میرا عذاب وہ ہے جس پر میں چاہوں اس کو وارد کر دیتا ہوں مگر میری رحمت ہر ایک چیز پر حاوی ہے۔ گویا رحمت عذاب پر بھی حاوی ہے اور رحمت کی وسعت عذاب کو ختم کر دے گی۔ خود رسول کریم ﷺ نے فرمایا: یَاْتِیْ عَلٰی جَهَنَّمَ زَمَانٌ لَیْسَ فِیْهَا اَحَدٌ وَ نَسِیْمُ الصَّبَا تُحَرِّكُ اَبْوَابَهَا (تفسیر معالم التنزیل) کہ ایک ایسا وقت آئے گا کہ جہنّم خالی ہوجائے گی اور بادِ نسیم اس کے دروازوں کو کھٹکھٹائے گی۔ یعنی جہنّم بے آباد ہوچکی ہوگی۔

لیکن اس سے کسی کو گناہ پر دلیری ہرگز نہیں ہونی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو عذاب آتا ہے وہ دردناک ہوتا ہے۔ یعنی شدت بھی اس میں ہوتی ہے اور لمبا بھی ہوتا ہے۔ عذاب اور دکھ کی تو ایک گھڑی بھی لمبی معلوم ہوتی ہے اور یوں لگتا ہے کہ کبھی ختم نہیں ہوگی۔

حیات بعد الموت میں سخت باز پُرس کے تصوّر سے شدید پریشانی کے عالم میں ہمارے دل میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا نجات کی بھی کوئی راہ ہے؟ جب قرآن کریم پر نگاہ پڑتی ہے تو غفور و رحیم خدا فرماتا ہے: لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا۔ (الزمر:54) یعنی اے وہ تمام انسانو جو اپنے گناہوں کی وجہ سے سخت پریشان ہو، اپنے اعمال کو درست بھی کرو اور ساتھ ہی یاد رکھو کہ اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو۔ یادرکھو خدا تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ وہ جہاں انتقام لینے میں سخت ہے، وہیں وہ ارحم الراحمین یعنی تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا بھی تو ہے۔

مگر اس کی مغفرت سے وہی فائدہ اٹھا سکتا ہے جو سچّے دل سے توبہ واستغفار کرے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرے۔ حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ رات کو پھیلاتا ہے تاکہ دن کے وقت گناہ کرنے والوں کی توبہ کو قبول کرے۔ اور دن کے وقت ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کے وقت گناہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرے۔ اور اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرتا رہے گا یہاں تک کہ سورج اپنے مغرب سے طلوع ہو۔ (صحیح مسلم کتاب التوبہ بات قبول التوبہ من ذنوب)

توبہ و استغفار کے اسی مضمون کے ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

”سچی بات ہے کہ توبہ اور استغفار سے گناہ بخشے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ اس سے محبّت کرتا ہے۔ سچی توبہ کرنے والا معصوم کے رنگ میں ہوتا ہے۔ پچھلے گناہ تو معاف ہو جاتے ہیں پھر آئندہ کے لیے خدا سے معاملہ صاف کر لے۔ اس طرح سے خداتعالیٰ کے اولیاء میں داخل ہو جائے گا اور پھر اس پر کوئی خوف اور حزن نہیں ہوگا“۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 594)

ہم سبھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بیعت کا اقرار کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیعت کی اغراض میں بھی سفر آخرت کی ایسی تیاری کا ارشاد فرمایا تھا کہ جس سے اپنے خداوند کریم کے سامنے حاضری کے وقت انسان سرخرو ہو جائے، آپ فرماتے ہیں:

”تمام مخلصین، داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبّت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولا کریم اور رسول مقبول ﷺ کی محبّت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہوجائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو“۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول ص 248 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

ہم پر خدا تعالیٰ کا بے پایاں فضل واحسان ہے کہ اس نے ہمیں نبوت کی قائم مقام خلافت کی نعمت عطا فرمائی ہے جو ہم پر نگران بھی ہے اور رہنما بھی۔ خلیفہ وقت ہمیں نہ صرف حیات الدنیا بلکہ حیات الآخرت میں بھی کامیابی وکامرانی کی خاطر دن رات راہنمائی عطا فرماتے اور نصائح سے نوازتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے پیارے آقا کی تمام نصائح کو سنیں، ان پر عمل کریں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن کریم، احادیث نبویہ، فرمودات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے خلفاء کے ارشادات کی روشنی میں اپنی دنیا اور آخرت کو سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

11 دسمبر 1900ء:

(ا) مَیں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ مَیں اس وقت سے پہلے مَروں جب تک کہ میرا قادر خدا ان جھُوٹے الزاموں سے مجھے بَری... ثابت نہ کرے... اِسی کے متعلق قطعی اور یقینی طور پر مجھ کو 11 دسمبر 1900ء روز پنجشنبہ کو یہ الہام ہوا۔

بر مقامِ فلک شدہ یا ربّ
گر اُمیدے دہم مدار عجب

بعد 11۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ مَیں نہیں جانتا کہ گیاراں دن ہیں یا گیاراں ہفتہ یا گیاراں مہینے یا گیاراں سال۔ مگر بہرحال ایک نشان میری بریّت کے لئے اس مدّت میں ظاہر ہوگا۔

(تذکرہ صفحہ 326۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 457)

(ب) برمقام فلک شدہ یارب۔ گر اُمیدے دِہم مدار عجب (خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیری دُہائی اب آسمان پر پہنچ گئی ہے۔ اب مَیں اگر تجھے کوئی امید اور بشارت دوں تو تعجب مت کر۔ میری سُنّت اور موہبت کے خلاف نہیں) بعد 11۔ ان شاء اللہ (فرمایا اس کی تفہیم نہیں ہوئی کہ 11 سے کیا مراد ہے گیارہ دن یا گیارہ ہفتے یا کیا۔ یہی ہندسہ 11 کا دکھایا گیا ہے)

(الحکم جلد 4 نمبر 45 مؤرخہ 17 دسمبر 1900ء صفحہ 2)

19 دسمبر 1902ء:

اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْ

ترجمہ: مَیں فوجیں لے کر آرہا ہوں۔

(تذکرہ صفحہ 366، البدر جلد 1 نمبر 9 مؤرخہ 26 دسمبر 1902ء صفحہ 68)

21 دسمبر 1902ء:

21 دسمبر کی رات کو جس کی صبح 22 دسمبر تھی اور جو اخیر عشرہ رمضان کی پہلی رات تھی، آپؑ کو الہام ہوا۔

یَاْتِیْ عَلَیْكَ زَمَنٌ كَمِثْلِ زَمَنِ مُوْسٰی

ترجمہ: تم پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جو موسیٰ کے زمانہ کی طرح ہوگا۔

فرمایا: اِس زمانہ میں جو بیس پچیس برس کے قریب ہوتا ہے یہ الہام کبھی نہیں ہوا موسیٰ کا نام تو کئی الہاموں میں رکھا گیا ہے۔

(تذکرہ صفحہ 366، الحکم جلد 6 نمبر 24 مؤرخہ 24 دسمبر 1902ء صفحہ 11)

نامہ نگار خصوصی کے قلم سے

مجلس انصار اللہ جرمنی کا
40 واں سالانہ اجتماع 2021ء

مجلس انصاراللہ جرمنی کا چالیسواں سالانہ اجتماع من ہائیم کی مئی مارکیٹ میں مؤرخہ 6 اور 7 نومبر 2021ء کو منعقد ہوا، الحمدللہ۔ گزشتہ سال کورونا وائرس کے باعث یہ اجتماع منعقد نہ ہوسکا تھا۔ امسال بھی اگرچہ اس وباء کی وجہ سے بہت سی احتیاطی تدابیر اور پابندیوں کے ساتھ اجتماع کا انعقاد ہوا مگر اس میں روایات کے مطابق پورے پروگرام ہوئے۔

اجتماع سے ایک روز قبل معائنہ سے ڈیوٹیوں کا آغاز ہوا۔ اجتماع کے انتظامات کو احسن طریق پر سرانجام دینے کے لئے منتظم اعلیٰ مکرم ظفر احمد ناگی صاحب کی نگرانی میں 75 شعبے قائم کئے گئے تھے۔ ان شعبوں میں دو صد سے زائد معاونین نے بڑی ذمہ داری سے اپنے اپنے سپرد فرائض سرانجام دیئے، فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اجتماع کا افتتاحی اجلاس ہفتہ کے روز دوپہر بارہ بجے مکرم مبارک احمد شاہد صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت، عہد اور نظم کے بعد موصوف نے اپنی افتتاحی تقریر میں جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اختتامی خطاب کے مضمون کی یاددہانی کرواتے ہوئے ”تقویٰ“ پر روشنی ڈالی۔ یاد رہے کہ امسال کے اجتماع کا موضوع بھی تقویٰ رکھا گیا تھا اور اسی مناسبت سے سٹیج کے عقب میں لگائے گئے بڑے بینر کے وسط میں لفظ ”تقویٰ“ کی خوبصورت خطاطی سجائی گئی تھی۔

اس افتتاحی تقریب کے بعد کھانے اور نمازوں کا وقفہ ہوا۔ جس کے بعد رات تک علمی وورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ تمام علمی مقابلے مئی مارکیٹ کے ہال میں ہوئے جبکہ بعض کھیلوں کے لئے ہال سے باہر میدان میں گراؤنڈز تیار کی گئی تھیں تاہم متعدد ورزشی مقابلوں کے لئے ہال کے اندر ہی انتظامات کئے گئے تھے اور ہر مقابلے کے لئے ایک علیحدہ سیٹ اپ نہایت عمدگی کے ساتھ بنایا گیا تھا۔ علمی مقابلوں کے منصفین کے لئے ایک خصوصی App تیار کی گئی تھی جس میں مقابلہ کے شرکاء کے نام پہلے سے درج تھے۔ ہر منصف اپنے سمارٹ فون پر اسے کھول کر ہر شریک مقابلہ کے خانہ میں نمبر لگا دیتے جو خود بخود مرکزی نظام میں چلے جاتے اور وہاں نتائج تیار ہوجاتے۔ ان مقابلوں کے آخر پر نماز مغرب وعشاء سے پہلے علاقائی ٹیموں کے مابین بیت بازی کا دلچسپ مقابلہ ہوا۔

اجتماع کے دوسرے دن کا آغاز ساڑھے پانچ بجے صبح نماز تہجّد سے ہوا جس کے بعد نماز فجر ادا کی گئی۔ یاد رہے کہ شاملین اجتماع میں سے پانچ صد کے قریب انصار نے اجتماع گاہ میں ہی رہائش رکھی اور نماز باجماعت میں شامل ہوئے۔ ناشتہ کے بعد ساڑھے گیارہ بجے تک علمی اور ورزشی مقابلوں کے فائنل ہوئے۔ ان سب مقابلوں میں انصار نے بہت گرمجوشی سے حصہ لیا۔ ان مقابلوں کے بعد تلقین عمل کا علم وعرفان سے معمور پروگرام ہوا جس میں مربیان سلسلہ مکرم مولانا طاہر احمد صاحب نیشنل سیکرٹری تربیت اور مکرم مولانا شمشاد احمد قمر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی نے تربیتی موضوعات پر تقاریر کیں۔

پھر کھانے اور نمازوں کے وقفے کے بعد اختتامی تقریب کا آغاز امیر جماعت احمدیہ جرمنی محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب کی صدارت میں ہوا۔ اس تقریب میں تلاوت، عہد اور نظم کے بعد اجتماع کی رپورٹ پیش کی گئی بعدازاں تقسیم انعامات کی کارروائی ہوئی۔ ہر مقابلہ میں اوّل، دوم اور سوم آنے والے انصار کے علاوہ سال بھر کی کارکردگی میں اوّل آنے والی مجلس Rödermark کے زعیم صاحب کو علَم انعامی سے بھی نوازا گیا۔ اجلاس کے آخر پر محترم امیر صاحب نے اختتامی خطاب میں انصار کو ان کی اہم اور نازک ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور دعا کے ساتھ یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ انتظامیہ محکمہ موسمیات کی پیشگوئیوں کی وجہ سے پریشان تھی مگر اللہ تعالیٰ نے متضرّعانہ دعاؤں کو سنتے ہوئے فضل فرمایا اور موسم بہت خوشگوار رہا، الحمدللہ۔ اجتماع کے اختتامی پروگرام میں مجموعی حاضری 2500 بتائی گئی جبکہ افتتاحی اجلاس کے موقع پر حاضری 1500 تھی۔ یہ حاضری موجودہ حالات میں ایک ریکارڈ تھی، الحمدللہ۔

(محمد انیس دیالگڑھی)

اک دن یہ صبح زندگی کی تم پہ شام ہے

موت ایسی تلخ اور اَٹل حقیقت ہے کہ جس سے کسی کو مفر نہیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

اے عزیزو! سوچ کر دیکھو ذرا
موت سے بچتا کوئی دیکھا بھلا

اسی مضمون کو مرزا شوق لکھنوی نے یوں بیان کیا ہے۔

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ، کل ہماری باری ہے

غالب کہتا ہے۔

رہا گر کوئی تا قیامت، سلامت
پھر اک روز مرنا ہے حضرت، سلامت

یعنی:

دنیا بھی اک سرا ہے۔ بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سو برس رہا ہے، آخر کو پھر جدا ہے

موت وحیات کے بارے میں انسان ہمیشہ سوچتا چلا آیا ہے۔موت ہی نہیں بلکہ انسان اپنی پیدائش کے بارے میں بھی مجسّم سوال ہے۔

دردؔ کچھ معلوم ہے یہ لوگ سب
کس طرف سے آئے تھے کیدھر چلے

اور ذوق کہتا ہے

لائی حیات آئے، قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے، نہ اپنی خوشی چلے

غرض حیات وممات کے موضوع پر شاعروں نے بہت لکھا اور نئے نئے مضمون باندھے اور فلسفیوں نے اپنا اپنا فلسفہ بگھارا مگر حیات وممات کا راز ان پر نہ کُھلا۔

یہ حیات کیا ہے ممات کیا، یہ عدم ہے کیا یہ وجود کیا
تیری کائنات کا راز تو، نہ کسی پہ تیری قسم کُھلا
ہے یہ لامکان و مکان کیا، ہیں رموز و سرِّ جہان کیا
کوئی کیسا ذہن رَسا ہو اُس پہ بہت کھلا بھی تو کم کھلا

(حضرت بی بی امۃ القدوس صاحبہ)

کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ کسی سوچ میں گم تھا۔ ایک بزرگ نے پوچھا کہ عالی جاہ کیا بات ہے۔ کس سوچ میں غرق ہیں؟ بادشاہ نے کہا کہ سوچ رہا ہوں کہ یہ زندگی کتنی خوبصورت، دل فریب اور نشاط انگیز ہے اگر موت نہ ہو تو؟ بزرگ نے بے ساختہ و برجستہ جواب دیا، حضور اگر موت نہ ہوتی تو آپ کبھی بادشاہ نہ بنتے ؏

نہ ہو مرنا تو جینے کا مزہ کیا

موت کا خیال کر کے بسا اوقات اچھی بھلی زندگی کا مزہ بھی کِر کِرا ہو جاتا ہے اور یہ خیال انسان کو مزید دکھی اور مایوس کر دیتا ہے کہ یہ دنیا میرے بعد بھی اسی طرح رہے گی اور اس کی رونق اور چہل پہل کم نہ ہو گی۔ کروڑوں آئے اور چلے گئے مگر دنیا اسی طرح قائم و دائم اور کاروبار زندگی رَواں دَواں ہے۔عرفی شیرازی کہتا ہے۔

گمان مبر کہ چون بگذری جہان بگذشت
ہزار شمع بکشتند و انجمن باقیست

غالب کہتا ہے۔

غالب خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں
رویئے زار زار کیا، کیجئے ہائے ہائے کیوں

ایک اور شاعر کہتا ہے کہ۔

خدا جانے یہ دنیا جلوہ گاہ ناز ہے کس کی
ہزاروں اُٹھ گئے پھر بھی وہی رونق ہے مجلس کی

اور موت کسی کو بھی نہیں چھوڑتی نہ بڑے کو نہ چھوٹے کو نہ امیر کو نہ غریب کو۔

نہ گور سکندر ہے، نہ ہے قبر دارا
مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

گو بعض دفعہ شاعری کی ترنگ میں شاعر یوں بھی کہہ دیتا ہے۔

کشتی کو ہے ڈوبنے کی خواہش
ساحل بھی قریب آ گیا ہے

یا پھر۔

موت کا کیا کام جب اس شہر میں
زندگی جیسی بَلا موجود ہے

(کاشف حسین)

مگر موت کا خیال پھر بھی اس کا دامن نہیں چھوڑتا اور ہر وقت یہ دھڑ کا لگا رہتا ہے کہ ع

بے صدا ہو جائے گا یہ سازِ ہستی ایک دن

انسان کو اپنے پیاروں کی یاد بھی ستاتی ہے ان پیاروں اور ان حسینوں کی یاد جن کے ساتھ وہ رہتا تھا اور جن کو دیکھ کر جیتا تھا مگر اب۔

پڑے ہیں خاک میں۔ چھوڑا ہے شہ نشینوں کو
قضا کہاں سے کہاں لے گئی حسینوں کو

وہ پوچھ بھی نہیں سکتا کہ وہ گئے کہاں اور پوچھے بھی کس سے؟ ہاں اس کو اس خاک پر غصہ آتا ہے جس میں مل کر وہ خاک ہو گئے۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم!
تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کئے

کبھی کبھی وہ خوشنما پھولوں کو دیکھ کر ان پیاروں کو یاد کرتا ہے جن کے دَم سے بہار تھی۔

سب کہاں، کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں

مگر پھر اُس کی ہمت جواب دے جاتی ہے اور وہ ان کے بارہ میں سوچنا بھی نہیں چاہتا کہ یہ امر اس کے لئے تکلیف دہ ہے۔

اب یاد رفتگاں کی بھی ہمت نہیں رہی
یاروں نے کتنی دور بسائی ہیں بستیاں

مگر عارف باللہ کا تو حال ہی الگ ہے اور رنگ ہی اور ہے اُس کے لئے موت وصالِ یار کی نوید ہے۔ دنیا چھوڑتے وقت اس کا نعرہ یہی ہوتا ہے

بالرفیق الاعلیٰ

یعنی۔

اُس رُخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصل مدعا
جنت بھی ہے یہی کہ ملے یارِ آشنا

وہ خاک میں مل کر خاک ہوجانے سے نہیں ڈرتے بلکہ خوش ہوتے ہیں کہ وہ اس فلسفے سے خوب واقف ہیں کہ ''جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا'' وہ خاک میں ملنے کے لئے بے چین اور بے قرار رہتے ہیں کیونکہ وہ خاک میں نہیں ملتے بلکہ اپنے محبوب حقیقی اور یارِ ازلی ابدی سے جا ملتے ہیں۔

تیرے ملنے کے لیے ہم مِل گئے ہیں خاک میں
تا مگر درماں ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا

اور اس حالت اور کیفیت سے دوسروں کو سرشار کرنے کے لئے بھی وہ عمر بھر کوشاں رہے اور یہ نصیحت کرتے رہے کہ۔

اے حُبِّ جاہ والو! یہ رہنے کی جا نہیں
اس میں تو پہلے لوگوں سے کوئی رہا نہیں
دیکھو تو جا کے ان کے مقابر کو اِک نظر
سوچو کہ اب سلف ہیں تمہارے گئے کدھر
اک دن وہی مقام تمہارا مقام ہے
اِک دن یہ صبح زِندگی کی تم پہ شام ہے
وہ دن بھی ایک دن تمہیں یارو نصیب ہے
خوش مت رہو کہ کوچ کی نوبت قریب ہے

(درثمین)

ہم کیا رہے یہاں ابھی آئے ابھی چلے

لائی حیات آئے، قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

ہو عمر خضر بھی تو ہو معلوم وقت مرگ
ہم کیا رہے یہاں ابھی آئے ابھی چلے

ہم سے بھی اس بساط پہ کم ہوں گے بد قمار
جو چال ہم چلے سو نہایت بری چلے

بہتر تو ہے یہی کہ نہ دنیا سے دل لگے
پر کیا کریں جو کام نہ بے دل لگی چلے

لیلیٰ کا ناقہ دشت میں تاثیرِ عشق سے
سن کر فغانِ قیس بجائے حدی چلے

نازاں نہ ہو خرد پہ جو ہونا ہے ہو وہی
دانش تری نہ کچھ مری دانش وری چلے

دنیا نے کس کا راہِ فنا میں دیا ہے ساتھ
تم بھی چلے چلو یوں ہی جب تک چلی چلے

جاتے ہوائے شوق میں ہیں اس چمن سے ذوقؔ
اپنی بلا سے بادِ صبا اب کبھی چلے

(شیخ ابراہیم ذوقؔ)

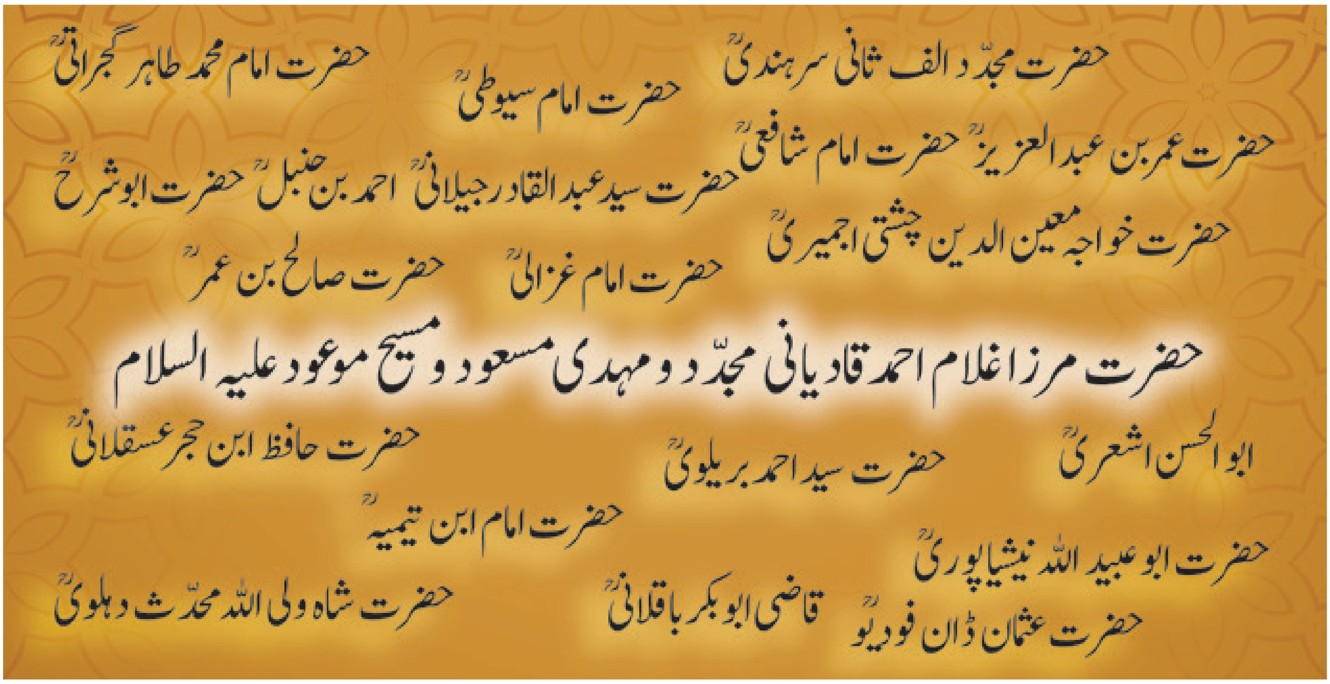

مجدّدین امت مسلمہ

(محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب مرحوم
سابق ناظر خدمت درویشاں ربوہ)

اخبار احمدیہ جرمنی میں مجدّدین امّت کے تعارف اور ان کی دینی خدمات پر مشتمل ایک سلسلہ مضامین شروع کیا جارہا ہے۔ یہ سلسلہ مضامین دراصل جامعہ احمدیہ ربوہ میں موازنہ مذاہب کے سابق استاد محترم نصیر احمد انجم صاحب مرحوم کے مقالہ شاہد سے لیا جائے گا جسے کتابی شکل میں محترم مولانا صفدر نذیر صاحب گولیکی مربی سلسلہ نے مرتّب کرکے کتابی شکل میں شائع کروایا تھا۔ اس سلسلہ مضامین کے آغاز میں ایک تعارفی مضمون ذیل میں دیا جارہا ہے جو مذکورہ بالا کتاب کے دیباچہ کے طور پر محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب مرحوم سابق ناظر اصلاح و ارشاد و ناظر خدمتِ درویشاں ربوہ نے ”عرض حال“ کے عنوان سے تحریر فرمایا تھا۔

حضرت خاتم الانبیاء محمد ﷺ کے فرمودات میں سے تین ایسے فرمان ہیں جن کا امّت کے مستقبل سے تعلق تھا اور جو کثرت اور تواتر کے ساتھ کتب احادیث میں محفوظ چلے آتے ہیں۔ ان تین اہم فرمانوں میں سے ایک فرمان اپنے اندر کھلے انتباہ کا رنگ رکھتا ہے۔ اور دوسرے دو فرمان امّت کے روشن مستقبل کی بابت دراصل دو عظیم بشارتیں ہیں۔

آنحضرت ﷺ کا پہلا فرمان جو انتباہ پر مشتمل ہے وہ اس پس منظر سے اہمیت پکڑتا ہے کہ پاک محمد مصطفی ﷺ نے اپنے 23 سالہ عہد نبوّت میں اپنا لحظہ لحظہ امّت کی تعمیر اور قیام وحدت کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ اور یہ وحدت امّت کی جہاں بےمثل کیفیت تھی وہاں آنحضرت ﷺ مستقبل کے پیشِ نظر حسبِ ذیل انتباہ بھی امّت کے لیے ضروری سمجھتے تھے۔ چنانچہ فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ...... إِنَّ بنى إسرائيل تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلاَّ مِلَّةً وَاحِدَةً، قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي

(ترمذی ابواب الایمان باب افتراق ہذہ الأمۃ)

ترجمہ: بنی اسرائیل 72 فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری اُمّت 73 فرقوں میں بٹ جائے گی لیکن ایک فرقہ کے سوا سب جہنم میں جائیں گے۔ صحابہؓ نے پوچھا یہ ناجی فرقہ کون سا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ فرقہ جو میری اور میرے اصحابؓ کی سنّت پر عمل پیرا ہوگا۔

یہ فرمان بلاشبہ ایک انتباہ تھا لیکن امّت کے علماء اور چیدہ شخصیتوں نے امّت واحدہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں کبھی تامّل سے کام نہیں لیا اور امّت کے یہ ”مہربان“ ابھی ٹکڑے کرنے کا کھیل برابر کھیل رہے ہیں۔

سیّد الانبیاء ﷺ کو چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے امّت واحدہ کے عبرتناک مستقبل کا علم دیا گیا تھا کہ بیرونی دشمن نہیں بلکہ امّت کے اندرونی دشمن یعنی علماء امّت کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیں گے۔ اس لیے آنحضرتؐ کی روح آستانہ الٰہی پر مضطرب پڑی رہی جب تک کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس بشارت کا انکشاف نہ ہوگیا۔

(بحوالہ ابوداؤد کتاب الملاحم) روایت ہے:

عَنْ اَبِي هُرَيرَةَ رضی اللہ عنہ فيما اَعْلَمُ عَنْ رَسولِ اللهِ قَال إنَّ اللهَ يبعَثُ لِهٰذه الاُمّةِ علَى رَأسِ كلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَّنْ يُجَدِّدُلهَا دِيْنَهَا۔ (بحوالہ ابوداؤد کتاب الملاحم باب مایذکر فی قرن المائۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امّت کے

لیے ہرصدی کے سر پر ایسے لوگ کھڑے کرتا رہے گا جو اس امّت کے دین کی تجدید کرتے رہیں گے۔

مقصد یہ پیش نظر تھا کہ فرقہ سازی چونکہ روزمرّہ کے مسائل میں اپنی اپنی انا اور ہٹ دھرمی کے باعث ہوگی اس لیے جہاں سابقہ امّتوں میں روزمرہ کے اختلافات کے تدارک کے لیے کوئی بالائی نظم ونسق نہ تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاکؐ کی مناجات کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے اختلافات امّت کے شر سے بچنے کے لیے بشارت دی کہ ہرصدی کے سر پر اللہ تعالیٰ کسی ایسے وجود کو کھڑا کر دیا کرے گا جو ساتھ کے ساتھ حسب حالات وضرورت تجدید کا فریضہ ادا کرے۔ اس بشارت کے اندر حسب ذیل اہم نکات خصوصیت سے قابل توجہ ہیں۔

(1) باوجود قرآن کریم اور احادیث نبویہ کی موجودگی کے علمی اور عملی کام تخریب کاری کا کام نہیں کرے گا اس لئے جب ایک معین عرصہ گزر رہے گا تو اختلافات اور نفسانی توجیہات کے شر سے امّت کی سوچ، فکر، عمل واِتّحاد اور یکجہتی کو بچانے کے لیے خود خدا تعالیٰ کی طرف سے اہتمام ہوا کرے گا اور مجدّد کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعثت ہوگی۔ یہ سابقہ امّتوں کے مقابل پر آنحضرت ﷺ کی امّت پر اضافی رحمت اور شفقت اور حفاظت کا اہتمام ہوگا۔

(2) تجدید سے مراد یہ نہ ہوگی کہ کوئی مجدّد نئے احکام یا ردوبدل یا تنسیخ وترمیم کرنے والا ہوگا۔ ایسا وجود شریعت محمدیہ کو قیامت تک مطلوب ودرکار نہیں اور تجدید سے مراد علماء سُوء کی ان چیرہ دستیوں اور غلط نیز بگڑی ہوئی سوچوں کے شرّ سے دین محمدی کو بچانا ہے اور مضر اثرات کو مٹانا ہے۔ یہ دونوں باتیں اِنَّ اللّٰہَ یبعثُ کے اندر مضمر ہیں۔ علاوہ ازیں یہ امور بھی اِنَّ اللّٰہَ یبعثُ میں موجود ہیں۔ کہ

(الف) مجدّد بھیجنے کا فیصلہ کرنا

(ب) شخصیت کا تعین وانتخاب

(ج) علاقہ وجگہ کہ کس ملک/شہر/ماحول میں مجدّد کام کرے۔

(ح) وقت کب مجدّد کا متقاضی ہے۔

(د) مجدّد کی علمی فکری راہنمائی۔

(ز) مجدّد کے فرائض کی بجاآوری میں اس کی راہنمائی اور تائید وحفاظت۔

(و) ایک یا ایک سے زائد مجدد مطلوب ودرکار ہیں۔

(ہ) مجدّد کی مساعی کو مؤثر نتیجہ خیز بنانا۔

یہ جملہ امور ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی انسانی منصوبہ ان امور کو سرانجام نہیں دے سکتا۔ اس لیے فرمایا گیا کہ اِنَّ اللّٰہَ یَبۡعَثُ کہ ایسی پرحکمت وبامقصد بعثت خدائے رحیم وقدیر کی بارگاہ سے ہی ہوسکتی ہے۔

(3) لِھٰذِہِ الۡاُمَّۃِ کے الفاظ بھی اہم پہلو رکھتے ہیں۔

(الف) ”ل“ میں عربی زبان کے اعتبار سے یہ حقیقت بتائی گئی ہے کہ اُمّت کے ”فائدہ“ کے لیے یہ اہتمام ہوا کرے گا۔ اس کی ضرورت اس لیے محسوس فرمائی گئی کہ امّت کی وحدت پارہ پارہ کرنے والے گروہ کبھی یہ گوارا نہیں کرسکتے کہ ان کی موجودگی میں کوئی اصلاحی یا تعمیری فکر میدان میں آئے یہی وجہ ہے کہ جس قدر مجدّدین امّت کی اصلاح اور تجدید کے لیے وقتاً فوقتاً آتے رہے ہیں۔ ان کی بلا استثناء مخالفت اور مزاحمت ہوتی آئی ہے۔

(ب) لِھٰذِہِ الۡاُمَّۃِ میں کسی معین گروہ فرقہ یا طبقہ کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اگرچہ امّت کی وحدت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا لیکن یہ سبھی ٹکڑے دو حالتوں میں ہیں۔ ایک حالت ٹکڑا یا فرقہ بنانے والوں کی سوچ۔ جس کے تحت وہ اپنے سوا کسی دوسرے کو برداشت نہیں کرتے لیکن تجدید کا دائرہ اس فرمان نبوی کے ماتحت کسی خاص گروہ یا فرقہ سے تعلق نہیں بلکہ لِھٰذِہِ الۡاُمَّۃِ ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ کسی مجدّد وقت نے کسی خاص فرقہ یا گروہ تک اپنی خدمات کا دائرہ محدود نہیں رکھا۔ ہاں مختلف مجدّدین کو تقسیم کاروں نے اسی طرح باہم فرقوں کے لیبل لگا رکھے ہیں جس طرح فرقوں میں امّت کی وحدت کو بانٹے بیٹھے ہیں۔

(ج) لِھٰذِہِ الۡاُمَّۃِ میں مجدّدین کے دائرہ کار کی بابت واضح راہنمائی ہے کہ ان کی سوچیں اور مساعی جملہ فرقہ بندی سے بالا اور آزاد ہیں۔ جب وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوں تو خدا تعالیٰ کی مخلوق میں امتیاز اور تفریق کے روادار کیسے ہوسکتے ہیں۔ پس وہ نہ کسی فرقہ میں شمار ہوں گے اور کسی فرقہ کو وجود میں لائیں گے۔

(4) امّت کا دائرہ غیر محدود ہے اور قومیت، علاقائیت اور نظریات کی حدود سے بالا ہے۔ اس لئے جہاں بھی امّت کا وجود ممکن ہوسکتا ہے وہاں ھٰذِہِ الۡاُمَّۃِ کا عنوان صادق آتا ہے اور مجدّدیت کا دائرہ اس پر حاوی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہرصدی کے مجدّد تک بات محدود ہوتی تو تیرہ چودہ مجدّدین تک تعداد محدود رہتی۔ لیکن چونکہ امّت کی حدود معیّن نہیں اس لیے مجدّدین کی تعداد بھی غیر معین ہے۔ ہر علاقہ اور ہر ملک اور قوم میں مجدّدین ظاہر ہوتے رہے۔ بعض معروف ٹھہرے تو بنیادی فہرست اور شمار میں آگئے بعض معروف نہ ہوئے تو شمار میں نہیں آئے لیکن حسب بشارت نبوی ﷺ ان کی بعثت دنیا بھر میں ہوتی رہی۔ یہ پہلو لِھٰذِہِ الۡاُمَّۃِ کا بہت ایمان افروز ہے۔ چنانچہ اس کی تصدیق اگلے الفاظ میں ملتی ہے۔

(5) عَلٰی رَاۡسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ یعنی ہر صدی کے سر پر مجدّد مبعوث ہوتا رہے گا۔ یہاں ”کل“ کا لفظ اگر استعمال نہ ہوتا تو پھر بھی مضمون واضح رہتا کہ صدی کے سر پر مبعوث ہوا کرے گا۔ لیکن چونکہ مختلف علاقوں اور قوموں میں سالوں اور صدیوں کا شمار الگ ہے۔ اسلامی تقویم کے مطابق سن ہجری سے صدی کا حساب ہوتا ہے۔ عیسوی تقویم کے مطابق سال اور صدی کا حساب الگ ہے۔ ہندی، ایرانی تقویم الگ الگ ہیں۔ اسی طرح اور بہت سی علاقائی وقومی سطح پر سال او رصدی کا حساب چلتا ہے۔ اگر فرمان نبویؐ اور بشارت نبویؐ میں صرف اسلامی تقویم کے مطابق صدی کے سر پر مجدّد نے آنا تھا تو عَلٰی رَاۡسِ مِائَۃِ سَنَۃٍ سے مقصد پورا ہوسکتا تھا۔ لیکن امّت صرف اسلامی بلاک تک تو محدود نہیں بلکہ دنیا بھر میں امّت کا پھیلاؤ ہے۔ تو کیا اسلامی بلاک سے باہر بھی صدی کے سر پر مجدّدین آئیں گے یا نہیں؟ اس کا جواب ”کل“ کے لفظ میں موجود ہے کہ جہاں جہاں اور جس وقت کوئی صدی پوری ہوکر نئی صدی شروع ہوگی تو امّت کی نمائندگی اگر اس معیار پر ہے کہ تجدید کی ضرورت حقّہ ہے تو وہاں کی صدی کے سر پر مجدّد کی بعثت بھی ہوگی۔ یہی مقصد ان الفاظ سے عیاں ہے کہ عَلٰی رَاۡسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ کہ جہاں

جہاں صدی پوری ہو رہی ہو گی اور امّت کا وجود وہاں ہے تو مجدّد ضرور مبعوث ہوگا اور یہی وجہ ہے کہ جس حد تک معروف مجدّدین گزرے ہیں ان کی تعداد تیرہ چودہ سے کہیں زائد ہے اور بہت سے ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو عالمی سطح پہ شمار میں نہیں آتے لیکن ظہور ان کا لازماً ہوا ہے۔

امّت کے روشن مستقبل کے متعلق
دوسری عظیم بشارت

جب مجدّدین کا سلسلہ تیرہ صدیوں تک جاری رہا جن کی تفصیل آئندہ مضامین میں قارئین ملاحظ فرمائیں گے، تو دو طرح کے نئے تقاضے سامنے آئے:

اوّل: تیرہ صدیوں کی مساعی کے باوجود امّت کی وحدت بحال نہ ہوئی۔ جو نظامِ تجدید کے مؤثر نہ ہونے کا ایک طبعی نتیجہ ٹھہرتا ہے۔ اگرچہ وقتی، مقامی یا علاقائی سطح پہ بنیادی اسلامی تعلیمات پر تجدید کے مثبت اثرات دنیا کے مشاہدہ میں آتے رہے مگر اندرونی تفرقہ نہ مٹا اور وحدت قائم نہ ہو پائی۔

دوم: دینِ مصطفویؐ کے خلاف بیرونی مخالفت مختلف پہلوؤں سے منظم سطح پہ شروع ہوگئی۔ عیسائیت کی یلغار، یہودی اور دہریہ نظاموں کی مخالفانہ ریشہ دوانیاں، ہندو دہرم اور دیگر تہذیبوں اور سوسائٹیوں اور ایجنسیوں کا ٹارگٹ صرف امّت بیچاری کو بنالیا گیا۔ عالمی سطح پر ذرائع رسل و رسائل، پریس، میڈیا وغیرہ کی مہمّات منظم انداز سے اس حد تک مجتمع ہوگئیں کہ اس امّت کے اندر سے بھی بہت سے ایسے طبقات کا تعاون اُنہیں حاصل ہوگیا جو امّت کی وحدت کو پامال کرنے کا رویّہ شروع سے اپنائے چلے آرہے ہیں۔ گویا امّت پر اندرونی اور بیرونی سطح پہ بڑا مشکل اور کڑا وقت آگیا اور یہ حالات متقاضی تھے کہ مجدّد کے لیول (Level) سے اوپر کوئی آسمانی اہتمام ہو اور اسی صورتحال سے نپٹنے کے لیے آنحضرت ﷺ نے وہ عظیم بشارت امّت کو عطا فرمائی جو مسند احمد جلد 4 صفحہ 273 اور مشکوۃ باب الانذار والتحذیر میں مذکور ہے۔ اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

ترجمہ: حضرت حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اندر نبوت موجود رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر اللہ تعالیٰ یہ نعمت بھی اٹھالے گا۔ پھر ایک طاقتور اور مضبوط بادشاہت کا دور آئے گا۔ جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ رہے گا۔ پھر اسے بھی اٹھائے گا اور ظالم اور جابر حکومت کا زمانہ آئے گا۔ پھر خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہو گی۔ اس کے بعد حضور ﷺ خاموش ہو گئے۔

آنحضرت ﷺ کی اس عظیم بشارت کی تفصیلات میں جانے کا موقع نہیں۔ بہرحال چونکہ امّت کے حالات ایسی شکل اختیار کر چکے تھے کہ مجدّد جو محدود ماحول اور محدود بساط رکھتا ہے عالمی سطح پہ امّت کے دفاع، تربیت و تنظیم کے عظیم مقاصد پورے نہیں کرسکتا۔ اس لیے بشارت نبوی کے مطابق خلافت علیٰ منہاج النبوت کی ضرورت لازمی شکل اختیار کرچکی ہے اور تیرھویں صدی کے بعد معمول کے مجدّد کا ظہور یا بعثت نہ ہونا اس امر کا ثبوت ٹھہرتا ہے کہ اب امّت کی وحدت اور استحکام کے معاملات خلافت علیٰ منہاج نبوت کی ذیل میں آچکے ہیں۔ اور یہی وہ عظیم الشان بشارت نبوی تھی۔

کتاب ہذا مکرم نصیر احمد انجم صاحب (شاہد) استاذ جامعہ احمدیہ اور مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب مربی سلسلہ نے بڑی محنت اور بڑی تحقیق کے بعد امّت کے مجدّدین کرام کے سوانح و حالات سے قارئین کو باخبر کرنے کے لیے تیار کی ہے۔ وہ مجدّدین جنہوں نے اپنے اپنے وقت اور اپنے اپنے ماحول میں امّت کی راہنمائی کے لیے علمی و تربیتی کاوشیں کیں اور امّت کے اندرونی ماحول کی فضا بھی اکثر ان کے لیے سازگار نہ تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی بعثت کے تقاضے جان جوکھوں سے انہوں نے پورے کئے، فجزاہم اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ کتاب ہذا کے مرتب کنندگان کو اجرِ عظیم عطا فرمائے جنہوں نے آج تک کے معروف مجدّدین کے حالات یکجا پیش کر دیئے جن کو دنیا اس وقت بھول چکی اور ان کے پاک کرداروں سے لاتعلق ہوئی بیٹھی ہے۔ اور خلافت علیٰ منہاج النبوت کی قدر و اہمیت سے فیضیاب ہونے کے لیے تیار نہیں اور کوئی نہیں سوچتا کہ ایسی بے نیازی کے بعد امّت کی وحدت کیونکر قائم ہو سکے گی۔

دیکھا نا نگاہِ یار پالی ہم نے

اک عمر گزر گئی ہے روتے روتے
دامانِ عمل کا داغ دھوتے دھوتے

یارانِ وطن! یہ خوابِ جنت کس کام
دوزخ میں پہنچ چکے ہو سوتے سوتے

آتا ہے تو اب گنہ میں لطف آتا ہے
نوبت یہ پہنچ گئی ہے ہوتے ہوتے

کیا کعبہ کو جاؤ گے تبھی تم جس وقت
تھک جاؤ گے کِشتِ ظلم بوتے بوتے

چھانا کئے سب جہاں کو ان کی خاطر
جب دیکھا تو دیکھا ان کو سوتے سوتے

دیکھا نہ نگاہِ یار پالی ہم نے
فُرقت میں حواس و ہوش کھوتے کھوتے

(کلامِ محمود)

چند نئی تقرریاں

مجلس شوریٰ کی سفارش پر سیّدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آئندہ دو سال کے لئے مکرمہ حمدیٰ سوسن چوہدری صاحبہ اہلیہ مکرم محسن علی چوہدری صاحب کو صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی اور مکرم مبارک احمد شاہد صاحب کو مجلس انصار اللہ جرمنی کا صدر مقرر فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں مکرم احسن فہیم بھٹی صاحب مربی سلسلہ کا بطور نیشنل سیکرٹری سمعی و بصری تقرر منظور فرمایا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ تقرریاں مبارک فرمائے اور ان سب عہدیداران کو بہترین رنگ میں مقبول و نتیجہ خیز خدمت کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ (ادارہ)

قسط سوم

تاریخِ جرمنی

(مرتبہ: مدّبر احمد خان)

Otto Albert Koch(1866-1920),1909die Schlacht am Teutoburger Wald9n.Chr,Bildrechte:imago/ United Archives International

پچھلی قسط میں ہم تاریخ کے اس مقام تک پہنچے تھے کہ دریائے رائن کے دونوں جانب رومن حکومت قائم ہو چکی تھی۔ اور آج کے بویریا کے علاقے اور اسی طرح شمال مغربی علاقے میں دریائے رائن کے آس پاس military-bases کا قیام عمل میں آچکا تھا۔ یوں شہروں کی بنیادیں بھی رکھی جا رہی تھیں۔ اسی طرح دریائے رائن کے اُس پار بھی آبادیوں کے شواہد ملتے ہیں۔ بہر حال رومنز کی حکومت کچھ عرصے کے لیے رائن کے مشرق میں دریائے ایلب تک قائم ہو چکی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ اب رومنز جرمینک قبائل میں اپنے ساتھی اور اتحادی تلاش کر رہے تھے۔ انہیں ساتھ ملانے کے لیے ظاہر ہے کہ انہیں مختلف اعزازات اور عہدوں سے بھی نوازتے تھے۔

Publius Quinctilius Varus رومن جرنیل تھا اور سنہ 9 عیسوی میں جرمانیا میں تعینات تھا۔ اس کی ذمہ داری اس وقت یہ تھی کہ ان محکوم جرمینک قبائل سے ٹیکس وصول کرے۔ لیکن جرمینک قومیں، جیسا کہ ذکر آچکا ہے، جنگ جُو قومیں تھیں اور غیور بھی۔ Varus مشرق سے واپسی پر تھا اور سردیاں گزارنے رائن کے قریب واقع اپنی قیام گاہ کے لیے سفر شروع کر چکا تھا۔ یہاں اس سے ایک بہت بڑی غلطی ہوئی۔

ہوا یوں کہ Arminius اس کا ایک سپاہی تھا اور اس کے خاص اعتماد میں تھا۔ وہ جرمینک قبیلے Chersuci کے ایک سردار کا بیٹا تھا جس نے رومنز سے اتحاد کر لیا تھا۔ اس نے اپنے دو لڑکے Arminius اور Flavus کو نذرانے کے طور پر رومنز کے حوالے کر دیا تھا۔ وہاں انہیں اعلیٰ جنگی تعلیم دی گئی تھی۔ یہاں تک کہ اب Varus، Arminius کا معتمد بن چکا تھا۔

Arminius (رومنائز کیا ہوا نام ہے) نے Varus سے، اس کی واپسی کے سفر کے دوران، یہ درخواست کی کہ اس سال ایک آخری مرتبہ روم کے لیے آواز بلند کرے، کیوں کہ قریب ہی ایک جگہ معدودے چند باغی ٹیکس دینے سے انکاری ہیں۔ Varus کو یہ خبریں افواہوں کی شکل میں پہنچ رہی تھیں۔ وہ یہ نہ جان سکا کہ دراصل Arminius ہی نے یہ افواہیں پھیلا رکھی ہیں کیوں کہ Arminius نے مختلف جرمینک قبائل کو متحد کر کے ایک بڑی سازش کی ہے جس کا مقصد موقع پا کر Varus اور اس کے لشکر کو ختم کرنا ہے۔ رومن لشکری اس سال بڑی تعداد میں میسر نہ تھے کیوں کہ اور بھی جگہوں پر بغاوتیں پنپ رہی تھیں جن کو دبانے کے لیے بڑے بڑے لشکر بھجوائے جا چکے تھے۔ جرمانیا میں صرف تین لشکر موجود تھے جو پورے جرمانیا میں پھیلے ہوئے تھے۔ Varus نے Arminius پر اعتماد کیا اور معاملے کو زیادہ خطرناک نہ جانا۔ اس نے تینوں موجود لشکروں کو اپنے ساتھ تو کیا لیکن جنگ کی تیاری کے ساتھ نہیں۔

Arminius جان بوجھ کر ان کو تنگ جنگلات سے گزارتا رہا اور خود کچھ منزلیں آگے رہا کہ حالات کا جائزہ لے، حالانکہ حقیقت میں وہ جرمینک قبائل کو حملے کے لیے تیار کر رہا تھا۔ موقع پاتے ہی جرمینک اتحادیوں نے Varus اور اس کے لشکر پر حملہ کر دیا اور وحشیانہ طریق سے کُلیتہً مِٹا دیا۔ اس مشہور جنگ کو Battle of the Teutoburg Forest کہا جاتا ہے۔ اس جنگ کا مقام Kalkriese ہے جو صوبہ Lower Saxony میں واقع ہے۔ اس جنگ کا نتیجہ یہ ہوا کہ رومنز رائن کے مشرق سے کچھ وقت کے لیے دست بردار ہو گئے۔

لیکن چند سال بعد ہی رومنز نے اس جنگ کا بدلہ لیا۔ Arminius اور اس کے لشکر کو مکمل طور پر دریائے Weser کے قریب نابود کر دیا۔ جرمانیا کے کچھ علاقے ایک بار پھر رومنز کے تابع آ چکے تھے۔ روم کے ایک بہت کامیاب دَور کا آغاز ہوا چاہتا تھا۔ برطانیہ تک روم کی افواج جا پہنچی تھیں جن میں جرمینک سپاہیوں کا خون پسینہ بھی شامل تھا۔ (جاری ہے)

Otto Albert Koch(1866-1920),1909die Schlacht am Teutoburger Wald9n.Chr,Bildrechte:imago/ United Archives International

قسط دوم

(مکرمہ درثمین احمد صاحبہ۔ جرمنی)

تحریک جدید کے ابتدائی مبلغین

جاپان میں اسلام احمدیت کے مرکز کا قیام

حضرت مسیح موعودؑ کے دورِ مبارک میں ہی حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کے تبلیغی خطوط کے ذریعہ اسلام احمدیت کا پیغام جاپان تک پہنچ چکا تھا لیکن اس ملک میں ایک مستقل مرکز کا قیام اس وقت عمل میں آیا جب مکرم صوفی عبدالقدیر نیاز صاحب 6 مئی 1935ء کو روانہ ہو کر جاپان کے ساحلی شہر "کوبے" پہنچے۔ آپ جماعت احمدیہ کی طرف سے جاپان تشریف لانے والے پہلے مبلغ تھے۔

مؤرخ احمدیت مولانا دوست محمد شاہد صاحب لکھتے ہیں:

صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز 4/جون 1935ء کو کوبے (Kobe) جاپان میں پہنچے۔ صوفی صاحب کا شروع میں بہت سا وقت جاپانی زبان سیکھنے میں صرف ہوا مگر آہستہ آہستہ آپ ملک کے مختلف حلقوں میں اثر و نفوذ پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ کوبے (Kobe) کالج آف کامرس، کینڈین اکیڈمی اوساکا انگلش سپیکنگ سوسائٹی اور بعض دوسری سوسائیٹیوں میں آپ کے لیکچر ہوئے اور کئی جاپانی شخصیتوں سے تعارف پیدا کیا۔ اور آپ کے ذریعہ ایک تعلیم یافتہ جاپانی بھی داخل احمدیت ہوا۔ حکومت جاپان کو آپ کی نسبت شروع سے بعض سیاسی نوعیت کے شکوک تھے۔ جاپانی پولیس کی طرف سے آپ کی کڑی نگرانی کی گئی۔ آپ زیر حراست لے لئے گئے۔ لیکن تحقیقات مکمل ہونے پر آزاد کر دئے گئے۔ قیام جاپان کے دوران آپ نے آنحضرت ﷺ کی سوانح اور اسلامی تعلیمات وعبادات اور اس کی حکمتوں پر مشتمل ایک کتاب بھی تصنیف کرنی شروع کی جس کے قریباً تیرہ سو صفحات کا جاپانی میں رَف ترجمہ بھی ہو چکا تھا اور ایک پبلشر کے ساتھ حق تصنیف کی فروخت سے متعلق بات چیت بھی ہو رہی تھی کہ آپ کو واپس بلا لیا گیا۔ اور آپ 12 جولائی 1938ء کو قادیان پہنچ گئے۔ صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز جاپان میں ہی مصروف تبلیغ تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 10/جنوری 1937ء کو مولوی عبدالغفور صاحب برادر خورد مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل کو روانہ فرمایا۔ مولوی عبدالغفور صاحب پونے پانچ سال تک فریضہ تبلیغ بجالانے کے بعد 30 اکتوبر 1941ء کو واپس قادیان تشریف لائے۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 218 تا 221 مطبوعہ 2007ء)

اس کے بعد جنگ عظیم دوم کی وجہ سے کچھ عرصہ تک مبلغین کی جاپان آمد کا سلسلہ معطل رہا لیکن خلافت ثالثہ کے دَور میں 1969ء تاحال جاپان میں مبلغین اور احباب جماعت خلفائے حضرت مسیح موعودؑ کی راہ نمائی میں اشاعتِ اسلام کی خدمت بجالا رہے ہیں۔

محترم مولوی عبدالغفور صاحب کے بارہ میں آپ کے بھتیجے محترم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن بیان فرماتے ہیں:

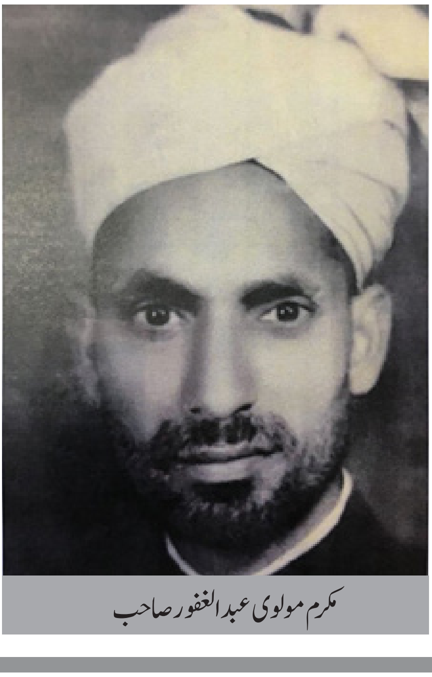

مکرم مولوی عبدالغفور صاحب

خاکسار کے چچا نے اپنے قیام جاپان کے دوران اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن کریم حفظ کیا اور واپس آ کر کراچی میں رمضان المبارک کے دوران نماز تراویح بھی پڑھایا کرتے تھے۔ موصوف اپنے قیام جاپان کا ایک یادگار واقعہ بھی بیان کیا کرتے تھے کہ کوبے شہر کے دریا میں ایک مرتبہ بہت خوفناک سیلاب آ گیا، آپ دریا کے کنارے کھڑے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ کوئی شخص پانی میں بہتا چلا جاتا ہے۔ آپ تیراکی جانتے تھے چنانچہ آپ نے فوراً چھلانگ لگا دی اور ڈوبتے ہوئے شخص کو نکال باہر لائے۔ اس جگہ دریا میں بڑے بڑے پتھر پڑے ہوئے تھے جن کی وجہ سے آپ کی ٹانگیں شدید زخمی ہو گئیں اور آپ کئی روز ہسپتال میں داخل بھی رہے۔ اس واقعہ کی خبریں مقامی اخبارات میں اس سرخی کے ساتھ شائع ہوئیں کہ ایک غیر ملکی نے جاپانی کی جان بچائی۔ آپ کے اس جذبہ خدمت خلق اور بہادری کو سراہتے ہوئے حکومت وقت نے آپ کو ایک تعریفی سند بھی پیش کی۔ جب آپ واپس قادیان آنے لگے تو حکومتی کارندوں نے ہندوستانی ہونے کے ناطہ آپ کو شک کی نظر سے دیکھا اور پورٹ پر روک کر آپ کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ جونہی آپ کا صندوق کھولا تو اس میں بڑے سائز کے کارڈ پر جاپانی زبان میں طبع شدہ یہ کارڈ دیکھا تو اسے پڑھ کر بہت حیران ہوئے اور بغیر کسی تفتیش کے آپ کو عزت و وقار کے ساتھ رخصت کیا، الحمدللہ۔

برما مشن کا قیام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مولانا احمد خان نسیم صاحب کو 1935ء میں برما مشن کے قیام کی غرض سے برما بھجوایا۔ حضورؓ نے مولانا موصوف کو روانہ کرتے ہوئے یہ نصیحت

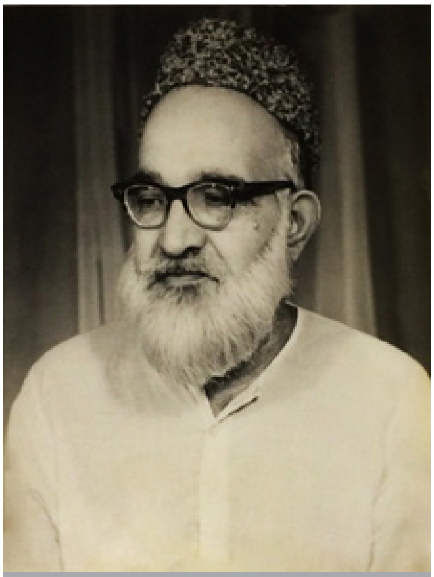

مکرم مولانا احمد خان نسیم صاحب

فرمائی کہ وہ تبلیغ میں زیادہ تر توجہ زیر آباد لوگوں (وہ لوگ شاہ شجاع بادشاہ افغانستان کے عہد حکومت (1803ء تا 1816ء اور 1839ء تا 1841ء) کے دوران جو مسلمان بَرما میں آباد ہوئے انہیں زیر آباد کہتے ہیں) کی طرف کریں۔
(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 282)

علاوہ ازیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف سے آپ کو بَرما میں جاتے ہی سب سے پہلی اور اہم ہدایت یہ موصول ہوئی کہ رپورٹ باقاعدہ آنی چاہئے۔ چنانچہ مولوی صاحب نے اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کی اور رپورٹ باقاعدہ بھجواتے رہے۔ اس کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مولانا احمد خان نسیم صاحب کو بَرمی احمدیوں کے چندوں کی بابت یہ ہدایت فرمائی کہ وہ تینتیس فیصدی چندہ بَرما میں خرچ کرسکتے ہیں اور باقی کی تمام رقم مرکز میں بھیجی جائے۔
(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 282)

مولانا احمد خان نسیم صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی دی ہوئی تمام ہدایات کی تکمیل کی اور اس بارہ میں خاص جدوجہد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کی کوششوں میں غیر معمولی برکت ڈالی اور آپ کو کامیابی عطا فرمائی۔ جب آپ ابتداء میں بَرما پہنچے تھے تو زیر آبادیوں میں صرف تین یا چار احمدی موجود تھے۔ مگر 1939ء میں یہ تعداد سو سے بھی زیادہ ہوگئی اور یمیدن اور بسین میں بڑی بڑی جماعتیں قائم ہوگئیں۔ اس وقت احمدیت میں شامل ہونے والوں میں عربی عالم، انگریزی دان، اور زیر آباد قوم کے لیڈر بھی تھے۔ مثلاً منکوالے القاسم جن کے مضامین اخبارات سلسلہ میں بھی شائع ہوتے رہے ہیں۔ (تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 282)

موپلین اور یمیدن شہروں میں آپ نے مناظرے کیے جن کے بعد موپلین میں اٹھارہ افراد جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔ اسی طرح یمیدن میں چند دنوں میں ہی ساٹھ آدمیوں نے بیعت کرلی۔ قیام بَرما کے دوران آپ نے برمی زبان میں ایک کتاب ”فیصلہ آسمانی“ کے نام سے شائع کی۔ جو تبلیغی لحاظ سے بہت مفید ثابت ہوئی۔ مولانا صاحب نے اس کے علاوہ دو اور کتابیں بھی شائع کیں جن میں سے ”فیصلہ قرآنی“ بہت مشہور ہوئی۔ اس کتاب نے مخالفین پر احمدیت کا رُعب بٹھا دیا۔ یہ کتاب ایک تامل اخبار کے مالک ایم۔اے کریم غلام کے اعتراضات کے جواب میں لکھی گئی تھی۔ اور اس کا ترجمہ تامل زبان میں شائع کیا گیا۔ (تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 283)

مولانا احمد خان نسیم صاحب سلسلہ کے بہت قابل مبلغ تھے، اپنی ذمہ داری کو بخوبی ادا کرنے والے تھے۔ آپ کے انداز بیان و کلام میں ایک غیر معمولی روحانی تاثیر تھی اور ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص تائید و نصرت سے نوازا جس کے نتیجہ میں آپ کے ذریعہ چار سال میں سو سے زائد بَرمی لوگوں کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی، الحمدللہ۔ مولانا احمد خان نسیم صاحب دسمبر 1939ء میں بَرما سے واپس قادیان آگئے۔ (تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 282)

بَرما میں آپ کو اپنی تبلیغی مہمات میں درج ذیل مخلص احمدیوں کا خاص طور پر تعاون حاصل رہا:

1۔ مکرم عبدالقادر کی ملاباری صاحب
2۔ مکرم ایم محمود صاحب یمیدن
3۔ مکرم ڈاکٹر غلام قادر صاحب حال چک چھور مغلیاں نمبر 117 ضلع شیخوپورہ
4۔ مکرم ٹی پی محمد صاحب
5۔ مکرم ڈاکٹر محمد صدیق صاحب
6۔ مکرم شیخ محمد سعید صاحب بی اے ایل ایل بی ابن مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب چنیوٹی کانپور
7۔ مکرم میاں محمد افضل صاحب گوجرانوالہ
8۔ مکرم اے کے این پیر محمد صاحب
9۔ مکرم ایم ایل مرے کار صاحب
10۔ مکرم برکت علی خان صاحب کنٹریکٹر مگوئی
11۔ مکرم کوکولے صاحب
12۔ مکرم کوکوجی صاحب
13۔ مکرم محمد صاحب برمی
14۔ مکرم عبد الغنی صاحب
15۔ مکرم ماسٹر عاشق علی صاحب

(رپورٹ سالانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان 39،1938ء صفحہ 151 تا 155 بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 282)

(نوٹ: مولانا احمد خان صاحب نسیم مرحوم کے مذکورہ بالا حالات کے لئے مکرم صہیب احمد صاحب مربی سلسلہ حال دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن کے مقالہ شاہد سے بھی استفادہ کیا گیا، فجزاہ اللہ احسن الجزاء)

دارالتبلیغ ہنگری، پولینڈ، چیکوسلواکیہ

تحریکِ جدید کے زیرِ انتظام یورپ میں سب سے پہلا احمدیہ مشن 1936ء کے آغاز میں ہنگری میں قائم ہوا۔ ہنگری مشن کے پہلے مبلغ کیپٹن حاجی چودھری احمد خاں صاحب ایاز بی اے، ایل ایل بی تھے، موصوف حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد پر 16 جنوری 1936ء کو قادیان سے روانہ ہوئے اور 21 فروری کو ہنگری کے دارالحکومت بوداپست پہنچے۔ روانگی سے ایک روز قبل سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایاز صاحب کو اپنے قلم مبارک سے مندرجہ ذیل الفاظ لکھ کر دیئے۔

”اللہ تعالیٰ آپ کے کام میں برکت دے اور آپ جس مقصد یعنی تبلیغ کے لئے جارہے ہیں۔ اس میں خاص کامیابی عطا فرمائے اور آپ کو اس ملک میں اسلام اور احمدیت کے پھیلانے کا ذریعہ بنائے“۔

ہنگری کے طول وعرض میں پیغام اسلام پہنچانے کے لئے پریس سے رابطہ قائم کرنے کے علاوہ حاجی احمد خاں صاحب ایاز نے لیکچرز دیئے، انفرادی ملاقاتیں کرتے

رہے اور لٹریچر کی اشاعت کے ساتھ ساتھ دعوتوں اور مباحثات کا اہتمام کیا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی دعاؤں کی برکت سے ایک نہایت قلیل عرصہ کے اندر ہنگری میں ایک مسلم جماعت قائم ہوگئی۔ ہنگری کے سب سے پہلے احمدی ڈاکٹر AVAR کیتھولک عیسائی تھے جنہوں نے 10/اپریل 1936ء کو اپنا بیعت نامہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں بھجوایا اور ان کا اسلامی نام محمد احمد ظفر رکھا گیا۔... حاجی احمد خاں صاحب ابھی ہنگری میں ہی مقیم تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حکم سے مولوی محمد ابراہیم صاحب ناصر) جو قادیان سے امریکہ میں تبلیغ اسلام کے لئے روانہ ہوئے تھے مگر امریکی حکومت نے ان کے داخلہ پر پابندی لگادی تھی (3/جنوری 1937ء کو لنڈن سے روانہ ہوکر بوداپسٹ پہنچے اور 11/فروری 1937ء کو بوداپسٹ مشن کا چارج لے لیا اور حاجی احمد خاں صاحب پولینڈ چلے گئے۔

مولوی محمد ابراہیم صاحب ناصر نے اپنے زمانہ قیام میں جماعت احمدیہ بوداپسٹ کی تربیت واستحکام کے ساتھ ساتھ اس کی ترقی ووسعت کے لئے پوری جدوجہد کی۔ جماعت کے ہفتہ وار اجلاس میں قرآن کریم اور حدیث شریف کا درس جاری کیا۔ نومسلموں کے لئے قرآن مجید ناظرہ پڑھانے کا بندوبست کیا۔ بکثرت تبلیغی خطوط لکھے ملک کی مختلف سوسائیٹیوں میں شرکت کی، انفرادی ملاقاتیں کیں۔ بوداپسٹ آنے والے سیاحوں تک پیغام حق پہنچایا اور ان کو اسلامی لٹریچر دیا۔ تبلیغی جلسے منعقد کئے۔ اور تبلیغی لیکچروں کا سلسلہ جاری کرنے کے علاوہ یوم التبلیغ منانے کا اہتمام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کوششوں میں بہت برکت ڈالی اور آپ کے ذریعہ سے کئی سعید روحیں داخل احمدیت ہوئیں مثلاً ابراہیم دراتو (پہلی جنگ میں معزز عہدہ پر ممتاز افسر) ڈرنچ عاطف بوسینیا اور ان کے بھائی ٹیلوسر۔ جارج بوبو۔ باسچ بیگو اور مع اہلیہ مریم اور (ان کی تبلیغ سے حسن بہادر اور عباس عبداللہ تبریزی، پروفیسر اندرے فودر) رائیل فزیکل ٹریننگ کالج اور فوج میں کپتان۔

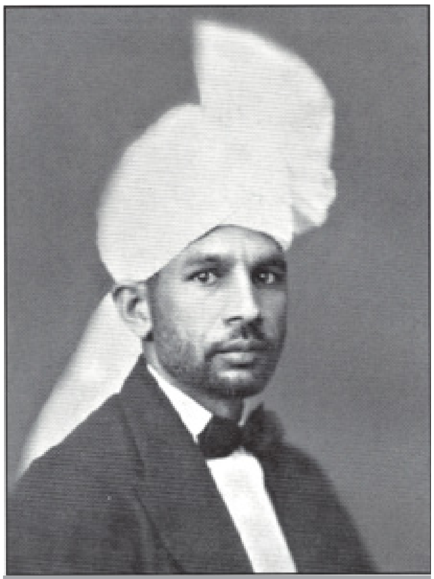
مکرم کیپٹن حاجی چوہدری احمد خاں صاحب ایاز

آپ نے اپنے زمانہ قیام میں ایک ماہر مترجم سے سلسلہ احمدیہ کے مندرجہ ذیل لٹریچر کا ہنگری زبان میں ترجمہ بھی کرایا۔ ’’اسلامی اصول کی فلاسفی، لیکچر لاہور، تفسیر پارہ اوّل، تحفہ شہزادہ ویلز، احمدیت یعنی حقیقی اسلام...‘‘ مولوی محمد ابراہیم صاحب ناصر قریباً پونے دو برس تک تبلیغ کے فرائض ادا کرنے کے بعد 22 نومبر 1938ء کو واپس مرکز احمدیت میں تشریف لائے۔

(تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ 290 تا 294)

دار التبلیغ ارجنٹائن (جنوبی امریکہ)

شمالی امریکہ میں تو جماعت احمدیہ کا مشن 1920ء سے قائم تھا اور جماعت احمدیہ کے مخلص اور ایثار پیشہ مبلغین وہاں اشاعت اسلام کی مہم تیز کرنے میں مصروف تھے مگر جنوبی امریکہ کا وسیع وعریض خطہ تبلیغی لحاظ سے بالکل خالی پڑا تھا۔ 1936ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے یہاں بھی اسلام واحمدیت کا جھنڈا گاڑنے کا فیصلہ کیا اور اس کے لئے مولوی رمضان علی صاحب کو منتخب فرمایا۔ مولوی صاحب موصوف 25 جنوری 1936ء کو قادیان سے روانہ ہوئے۔ اور شب وروز تبلیغ میں منہمک رہے۔ خدا کے فضل سے 1939ء تک ارجنٹائن میں مقیم تیس شامی آپ کے ذریعہ حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔ اس کے بعد جنگ چھڑ گئی اور تبلیغی سرگرمیاں محدود کرنا پڑیں۔

(تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ 295)

دار التبلیغ سپین و اٹلی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اسپین کی سرزمین پر ازسرِنو لوائے اسلام لہرانے کے لئے یکم فروری 1936ء کو ملک محمد شریف صاحب گجراتی کو قادیان سے روانہ فرمایا ملک صاحب 10 مارچ 1936ء کو سپین کے دارالسلطنت میڈرڈ میں وارد ہوئے۔ ملک صاحب نے زبان سیکھنے کے ساتھ ساتھ میڈرڈ کے مختلف اشخاص تک پیغامِ حق پہنچانا شروع کردیا۔ 15 مئی 1936ء کو آپ نے صدر جمہوریہ سپین کو ان کی کامیابی پر مبارکباد کا خط لکھا۔ جس میں حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کا بھی ذکر کردیا۔ ازاں بعد جلد ہی ملکی حالات نے یکا یک پلٹا کھایا اور اسپین میں بدامنی کا دور دورہ شروع ہوگیا۔ مگر آپ بدستور تبلیغ اسلام میں مصروف رہے اور چند ماہ کے اندر ہی سپین میں احمدیت کا بیج بونے میں کامیاب ہوگئے اور بعض سعید روحیں حلقہ بگوش اسلام ہوگئیں۔ چنانچہ سب سے پہلے کونٹ غلام احمد صاحب اور پھر مرزا آغا عزیز صاحب نے احمدیت قبول کرلی۔ نومبر 1936ء میں اسپین قیامت خیز جنگ کا میدان بن گیا اور بمباری اور توپوں کے گولوں نے سربفلک عمارتیں کھنڈرات میں تبدیل کردیں۔ ملک صاحب جس مکان میں رہتے تھے اس کے اردگرد اکثر مکانات پیوند خاک ہوگئے۔ اور لوگ اپنا مال و متاع چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ مگر خدا نے احمدی مجاہد کو بالکل محفوظ رکھا۔ جب حالات خطرناک صورت اختیار کرگئے تو برطانوی سفیر نے آپ کو سفارت خانہ میں بلایا اور دو دن گزارنے کے بعد دوسری برٹش رعایا کے ساتھ آپ بھی حکماً میڈرڈ سے لنڈن بھیج دیئے گئے۔ قریباً ایک ہفتہ لنڈن میں گزارنے کے بعد بحری جہاز سے جبرالٹر روانہ ہوئے۔ مگر جبرالٹر اُترتے ہی حکومت کی خاص پابندیوں کے باعث اسی جہاز میں واپس ہونا اور فرانس کی ایک بندرگاہ میں اترنا پڑا۔ جہاں آپ نے قریباً ایک ماہ تک قیام کیا اور اعلائے کلمۃ اللہ میں مصروف رہے۔ اسی دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف سے اٹلی چلے جانے

کا ارشاد موصول ہوا۔ جس پر ملک صاحب ٹولون سے بذریعہ گاڑی اٹلی کے دارالسلطنت روما میں تشریف لے گئے۔ (تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ 295 تا 296)

کیتھولک عیسائیوں کا مرکز ویٹیکن روم کے اندر واقع ہے اور صدیوں سے یہیں ان کے مذہبی پیشوا پوپ کی رہائش ہے۔ اس وجہ سے مذہبی دنیا میں اٹلی کی اپنی ایک اہمیت ہے۔ 1914ء کے آخر میں ایک اطالوی باشندے کوریو(Corio) صاحب نے برطانیہ میں بیعت کی تھی۔ حضورؓ نے 1924ء میں سفر یورپ کے دوران اٹلی کا دورہ بھی فرمایا۔ اور وہاں کے وزیرِاعظم مسولینی سے بھی ملاقات فرمائی تھی۔ اس ملاقات کی غرض یہ تھی کہ انہیں سلسلے کے اغراض ومقاصد سے آگاہ کیا جائے تا کہ اٹلی کے لئے مبلغین بھیجنے میں آسانی ہو اور بعد میں کسی قسم کی غلط فہمی پیدا نہ ہو۔ اس ملاقات میں مسولینی نے خود حضورؓ سے کہا کہ آپ اپنا مبلغ اٹلی بھیج سکتے ہیں۔ چنانچہ ملک محمد شریف صاحب جو پہلے سپین گئے تھے پھر جنوری 1937ء میں حضورؓ کے ارشاد پر اٹلی چلے گئے۔ وہاں جا کر آپ نے اطالوی زبان سیکھنی شروع کی اور روم میں تبلیغ کا آغاز کیا۔ اس کے نتیجے میں سب سے پہلے احمد کاربونے(Carbone) صاحب نے احمدیت قبول کی۔ اگلے دو تین برس میں مختلف اقوام سے تعلق رکھنے والے تقریباً تیس افراد جماعت میں شامل ہوئے۔ اگست 1939ء میں ملک محمد شریف صاحب کو اٹلی چھوڑنے کا حکم دیا گیا۔ مگر پھر وزیر ہند لارڈ زیٹلینڈ(Zetland) کی کوششوں کی وجہ سے حکم منسوخ کر دیا گیا۔ دوسری جنگِ عظیم کے شروع ہونے کے بعد 6 جولائی 1940ء کو آپ کو گرفتار کرلیا گیا۔ آپ کو مارچ 1941ء تک قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں۔ مگر آپ نے جیل کے اندر بھی دعوت الی اللہ کا کام جاری رکھا اور اس دوران بھی کچھ نفوس بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔
(سلسلہ احمدیہ جلد دوم صفحہ 24,23)

(باقی آئندہ)

تحریکِ جدید کے مالی جہاد میں
جماعت احمدیہ جرمنی کا اعزاز
سال 21-2020ء

(رپورٹ: مکرم چودھری حمید اللہ ظفر صاحب۔ نیشنل سیکرٹری تحریک جدید)

الحمدللہ امسال بھی جماعت احمدیہ جرمنی کو پوری دنیا میں تحریک جدید کے مالی جہاد میں اپنی پہلی پوزیشن قائم رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی، الحمدللہ علیٰ ذالک۔ اس کا اعلان حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 5 نومبر 2021ء کے خطبہ میں فرمایا:

”جرمنی دنیا بھر کی جماعتوں میں نمایاں طور پر آگے ہے......... جرمنی کا مَیں نے بتایا نمبر ایک ہے“۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شاملین کی تعداد میں اضافہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: اس میدان میں بھی جرمنی کی پہلی پوزیشن ہے اور جرمنی کی پہلی دس پوزیشنز حاصل کرنے والی لوکل امارتوں اور جماعتوں کے ناموں کا بھی اعلان فرمایا:

لوکل امارات

1	Hambrug	6	Mörfelden
2	Frankfurt	7	Riedstadt
3	Gross-Gerau	8	Mannheim
4	Dietzenbach	9	Darmstadt
5	Wiesbaden	10	Rüsselsheim

جماعتیں

1	Rödermark	6	Nidda
2	Neuss	7	Flörsheim
3	Mahdiabad	8	Pinneberg
4	Köln	9	Frankenthal
5	Rodgau	10	Osnabrück

تحریک جدید کے مجاہدین کی تعداد

47,578 سینتالیس ہزار پانچ صد اٹھہتر

کل وصولی

3,801,627.96 اڑتیس لاکھ ایک ہزار چھ صد ستائیس

گذشتہ سال کی نسبت اضافہ

گذشتہ سال مالی اعتبار سے ساری دنیا کے لئے کورونا وبا کی وجہ سے خسارے کا سال تھا مگر جماعت جرمنی نے اس سال بھی نامساعد حالات کے باوجود مثالی قربانی پیش کرنے کی توفیق پائی۔ گذشتہ سال کی نسبت دو لاکھ گیارہ ہزار یورو کا اضافہ ہوا، الحمدللہ۔

زائد ادائیگی کے لحاظ سے جرمنی جماعت کی قربانی بھی جیسا کہ اوپر دیئے گئے اعداد و شمار سے ظاہر ہے گذشتہ سال کی نسبت بہت ہی قابلِ تحسین ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ افراد جماعت احمدیہ ہر حال میں قربانی کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

جماعت احمدیہ جرمنی کی اس شاندار کارکردگی کے لئے شعبہ تحریک جدید جرمنی کے تمام کارکنان، لوکل امراء، صدران جماعت اور جملہ شاملین خصوصی مبارکباد کے مستحق ہیں۔

خدا کرے جیسا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مذکورہ بالا خطبہ جمعہ میں مالی قربانی کا مضمون بیان فرمایا، اس کی روح کو سمجھتے ہوئے آئندہ بھی اس اعزاز کو برقرار رکھنے والے ہوں، آمین۔

(مرتبہ: سیّد افتخار احمد صاحب، ممبر تاریخ کمیٹی جرمنی)

سیکرٹریان

تحریک جدید جرمنی

نوٹ: شعبہ تحریکِ جدید جرمنی کا تعارف اخبار احمدیہ جرمنی اکتوبر 2019ء میں شائع ہوا تھا۔ اس شعبہ میں خدمت کی توفیق پانے والے سیکرٹریان کا تعارف ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے۔

مکرم عرفان احمد خان صاحب

(جولائی 1973ء تا 1987ء)

مکرم عرفان احمد خان صاحب جرمنی جماعت کے اوّلین سیکرٹری تحریک جدید ہیں۔موصوف 10 جون 1951ء کو لاہور میں سلسلہ کے بزرگ مکرم مسعود احمد دہلوی صاحب کے گھر پیدا ہوئے۔آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے پڑدادا مکرم محمود الحسن خان صاحب مرحوم کے ذریعہ آئی جن کا نام 313 صحابہ کرام میں شامل ہے۔آپ کے دادا مکرم محمد حسن آسان صاحب مرحوم بھی صحابی حضرت مسیح موعودؑ تھے۔آپ نے ابتدائی تعلیم ربوہ کے تعلیم الاسلام ہائی سکول سے حاصل کی اور 1971ء میں آپ نے تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے بی اے کیا۔دوران تعلیم آپ کو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کی لائبریری کی کتب کا اندراج کرنے کی توفیق ملی۔اور مکرم رفیق احمد ثاقب صاحب کی زیرِنگرانی لائبریری میں مختلف علمی موضوعات پر لیکچر کروانے کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ کو انتظامی امور میں ہاتھ بٹانے کی توفیق ملی۔

دو مرتبہ آل پاکستان طاہر کبڈی ٹورنامنٹ کی رپورٹنگ کرنے کی توفیق ملی۔مکرم سید عبدالحئی شاہ صاحب مرحوم ایڈیٹر ماہنامہ خالد کے ساتھ معاون مدیر خدمت کا موقع ملا۔ اسی طرح مکرم سید میر داؤد صاحب مرحوم افسر جلسہ سالانہ کے دفتر میں بطور معاون خدمت کی توفیق پائی۔

دسمبر 1972ء میں آپ جرمنی آ گئے۔ اس وقت مولانا فضل الٰہی انوری صاحب امیر و مبلغ انچارج جرمنی تھے۔ 1973ء میں مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے معتمد بنائے گئے اور مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل قائد جرمنی کے ساتھ تک بطور معتمد خدمت کی توفیق پائی۔جولائی 1973ء میں مکرم فضل الٰہی انوری نے آپ کا تقرر بطور نیشنل سیکرٹری تحریک جدید کیا۔اس وقت جرمنی میں احمدیوں کی تعداد بہت قلیل تھی اور احباب جماعت سے رابطہ ایک مشکل امر تھا۔ آپ نے یہ خدمت 1987ء تک بڑی محنت سے سرانجام دی۔آپ کی شبانہ روز جدوجہد کے نتیجہ میں 1986ء میں جرمنی پاکستان کے بعد دنیا کے ممالک میں تحریکِ جدید کی مالی قربانی کے میدان میں اوّل قرار پایا۔

اس کے علاوہ آپ کو صدر صد سالہ جوبلی کمیٹی، سیکرٹری صد سالہ جوبلی فنڈ، صدر اسائیلم کمیٹی، ایڈیٹر اخبار احمدیہ جرمنی خدمت کی توفیق ملی۔اس وقت ممبر تاریخ کمیٹی جرمنی کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

مکرم عبدالرشید بھٹی صاحب

(جولائی 1987ء یا جون 1989ء)

اس شعبہ میں آپ کو نمایاں خدمت کی توفیق ملی۔ صد سالہ جوبلی کے موقع پر آپ نے احباب جماعت کو 1989 مارک چندہ تحریک جدید ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی اور ان احباب کے نام بغرض دعا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں بھجوائے۔آپ کی محنت شاقہ کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ جرمنی تحریک جدید کے مالی جہاد میں پاکستان کے بعد دیگر ممالک میں پہلی پوزیشن برقرار رکھنے میں کامیاب رہی، الحمد للہ۔

مکرم عبدالرشید بھٹی صاحب ابن مکرم محمد عبداللہ خان صاحب مرحوم 1949ء میں موضع حیاتی نزد سادھوکی ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ 1966ء میں خود بیعت کرکے احمدیت میں داخل ہونے کی سعادت پائی۔ والد صاحب اہلِ حدیث فرقہ سے تعلق رکھتے تھے اور جماعت کے ساتھ معاندانہ رویہ رکھتے تھے۔ والد صاحب اور دیگر خاندان والوں نے ان سے آٹھ سال تک بائیکاٹ کیے رکھا۔قبول احمدیت کے بعد والد صاحب نے جائیداد سے عاق کرنے کی دھمکی دی جس کے نتیجہ میں کروڑوں کی جائیداد کا نقصان ہونے کا امکان تھا۔مگر اللہ تعالیٰ نے استقامت بخشی، الحمد للہ۔

مکرم عرفان احمد خان صاحب

مکرم عبدالرشید بھٹی صاحب

مکرم عبدالکریم زاہد صاحب

مکرم رفیق احمد صاحب

مکرم چوہدری حمیداللہ ظفر صاحب

1966ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ سے نمایاں پوزیشن میں میٹرک پاس کیا۔ 1968ء میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے ایف اے پاس کیا اور اسی دوران حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے کلاس فیلو رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ 1973ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اکنامکس کیا۔ 1976ء میں وکالت کی ڈگری لاء کالج لاہور سے حاصل کی۔ اس کے بعد نصرت جہاں سکیم کے تحت وقف کرکے نائیجیریا میں 1977ء تا 1985ء تدریسی خدمت کی توفیق پائی۔ 1986ء میں جرمنی آکر مختلف جماعتی خدمات میں مصروف ہوگئے۔ جماعت احمدیہ جرمنی میں اسسٹنٹ جنرل سیکرٹری، سیکرٹری وقفِ عارضی، سیکرٹری تحریک جدید کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ موصوف نے اپنے عرصہ خدمت کے بارہ میں تأثرات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے امیر صاحب جرمنی کو نہایت شفیق، رحم دل اور ایک عظیم انسان پایا۔ آپ ہر معاملہ میں شفقت کے ساتھ میری رہنمائی کرتے رہے اور یہ خوشگوار احساس ابھی تک تازہ ہے۔

مکرم عبدالکریم زاہد صاحب

جولائی 1989ء تا 1991ء

مکرم عبدالکریم صاحب ابن مکرم صوفی رحیم بخش صاحب مرحوم اپریل 1947ء میں کرناٹک بھارت میں پیدا ہوئے۔ والد صاحب فوج میں ملازم تھے۔ 1947ء میں تقسیم ہند کے بعد فوجی چھاؤنی سرائے عالمگیر میں منتقل ہوگئے۔ آپ نے میٹرک اور ایف اے ملٹری کالج سرائے عالمگیر سے کیا۔ 1969ء میں پرائیویٹ ایم ایس سی ریاضی کیا۔

آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے تایا جان مکرم صوفی خدابخش صاحب زیروی کے توسط سے خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دَور خلافت میں آئی۔ چونکہ خاندان کے سربراہ تھے اس لئے والدین اور دو بھائیوں نے بھی احمدیت قبول کرنے کی توفیق پائی۔ 1970ء میں آپ نے اسسٹنٹ پروفیسر کے طور پر پشاور میں ملازمت اختیار کی۔ 1979ء تک تجارت کرتے رہے۔ 1979ء تا 1986ء سیرالیون اور نائیجیریا میں تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ 1986ء میں جرمنی کے شہر Dieburg میں منتقل ہوگئے۔ 1992ء میں اسائیلم کیس پاس ہوگیا۔ سیکرٹری تحریک جدید کے علاوہ وقفِ جدید اور مختلف اوقات میں Dieburg کے صدر جماعت کے طور پر خدمت سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ 2019ء سے تاحال بطور صدر جماعت Dieburg خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

مکرم رفیق احمد صاحب

جولائی 1991ء تا جون 1995ء

مکرم رفیق احمد صاحب ابن مکرم غلام رسول صاحب مرحوم 1949ء کو حیدرآباد سندھ پاکستان میں پیدا ہوئے۔ اسی شہر میں بی کام تک تعلیم حاصل کی۔ 1970ء تا 1975ء چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ کی تعلیم کے سلسلہ میں کراچی منتقل ہوگئے۔ 1975ء میں الائیڈ بنک کراچی میں ملازمت اختیار کرلی جو جرمنی آنے تک جاری رہی۔

قبول احمدیت: حیدرآباد میں رہائش کے زمانہ میں ہمسایہ میں ایک احمدی گھرانے کے ساتھ اچھے مراسم تھے۔ ان کا ایک بیٹا آپ کا دوست تھا جس کے توسط سے احمدیت سے واقفیت ہوئی۔ اس دوست کی تبلیغ کے نتیجہ میں اور خود بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب و دیگر جماعتی لٹریچر کے مطالعہ اور ایک مبشر خواب کے بعد 1965ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی سعادت پائی۔ احمدی ہونے کے بعد والدین نے تو مخالفت نہ کی لیکن دیگر رشتہ داروں اور دوستوں کی طرف سے مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ اپریل 1988ء میں جرمنی آگئے اور پہلی سکونت Egelsbach میں اختیار کی۔ یہی مقامی جماعت تھی۔ 1989ء تا 1991ء بطور صدر جماعت Egelsbach خدمت کی توفیق پائی۔ 1991ء میں Obertshausen سکونت اختیار کرلی۔ 1991ء تا 2001ء فرانکفرٹ ائیرپورٹ پر سیکیورٹی کی ملازمت کی اور اسی عرصہ میں آپ کو مختلف جماعتی خدمات کی توفیق بھی ملتی رہی۔ شعبہ تحریکِ جدید کے علاوہ شعبہ وقفِ جدید، شعبہ مال، شعبہ محاسب، ایڈیشنل سیکرٹری مال کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ 2001ء تا 2004ء نیشنل سیکرٹری مال۔ 2005ء تا 2016ء شعبہ جائیداد سے منسلک رہے۔ 2016ء تاحال شعبہ امور عامہ جرمنی میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

مکرم چوہدری حمیداللہ ظفر صاحب

1995ء تا حال

مکرم چوہدری حمیداللہ ظفر صاحب ابن مکرم چوہدری نصراللہ خان صاحب مرحوم 29 دسمبر 1952ء میں داتازید کا پاکستان میں پیدا ہوئے۔ داتازید کا تاریخ احمدیت میں چوہدری ظفراللہ خان صاحبؓ کے ننھیال کے طور پر بھی معروف ہے۔ چوہدری حمیداللہ صاحب کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کی دادی جان محترمہ نواب بی بیؓ المعروف ماں جی کے ذریعہ ہوا۔ آپ نے حضرت چوہدری ظفراللہ خاں صاحبؓ کی والدہ ماجدہ حضرت حسین بی بیؓ صاحبہ کی تبلیغ کے نتیجہ میں قبول احمدیت کی توفیق پائی تھی۔ موصوف نے ابتدائی تعلیم داتازید کا، قلعہ کالروالا میں حاصل کی۔ اس کے بعد 1963ء سے چھٹی تا گیارھویں کلاس تک ربوہ اور گھٹیالیاں کے تعلیم الاسلام سکول و کالج میں حاصل کی۔ 1969ء تا 1990ء پاکستان ائیرفورس میں ملازمت کی۔ اسی دوران نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی اور ناظم تربیت ضلع رہے۔ 1972ء تا 1984ء ائیربیس لاہور میں ملازمت کے دوران بطور زعیم حلقہ شمالی چھاؤنی، مجلس دارالذکر لاہور میں نائب قائد، ناظم اطفال، ناظم تربیت، سیکرٹری مال و وقفِ جدید شمالی چھاؤنی رہے۔

1990ء میں جرمنی آنے کے بعد بطور اسسٹنٹ جنرل سیکرٹری، نیشنل سیکرٹری وقفِ عارضی پھر نیشنل عاملہ میں تاحال بطور نیشنل سیکرٹری تحریکِ جدید خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ آپ کو کچھ عرصہ لوکل امارت فرانکفرٹ میں بطور سیکرٹری تربیت، جماعت ڈیٹسن باخ جنرل سیکرٹری اور سیکرٹری مال اور لوکل امیر ڈیٹسن باخ خدمت کی توفیق ملی۔ بطور لوکل امیر خدمت کے عرصہ میں مسجد بیت الباقی ڈیٹسن باخ کی جگہ حاصل ہوئی۔ 8 سال ہومیوپیتھک دواخانہ کے بطور انچارج جرمنی خدمت کی بھی توفیق ملی۔

(نمائندہ: سیّد سعادت احمد)

مکرم سعید احمد گیسلر صاحب کے ساتھ

نمائندہ اخبارِ احمدیہ جرمنی کی گفتگو

مکرم سعید احمد گیسلر صاحب دو مئی 1961ء کو جنوبی جرمنی کے شہر شٹگارٹ (Stuttgart) میں پیدا ہوئے، آپ کے والدین مذہباً کیتھولک عیسائی تھے تاہم مذہب کے ساتھ بہت زیادہ لگاؤ نہ تھا۔ والد گرہارڈ (Gerhard Gessler) دراصل وائن گارٹن میں رہتے تھے اور ابتدا میں اپنے والد کے ساتھ گائے کے فارم میں کام کرتے رہے پھر لکڑی کی چھتیں بنانے کا کام سیکھا اور سٹٹ گارٹ منتقل ہوگئے۔ آپ کی والدہ Margerte Gessler ایک شریف النفس گھریلو خاتون تھیں اور اپنے خاوند کے شانہ بشانہ کام کرتی تھیں۔ سعید صاحب کی پیدائش، پرورش اور ابتدائی تعلیم یہیں سٹٹ گارٹ میں ہوئی۔ پھر دھات کے ایک کارخانے میں آپ نے فنّی تربیت حاصل کرکے یونیورسٹی سے تعمیراتی اِنجنیئر نگ کی ڈگری حاصل کی۔ شٹگارٹ شہر میں تعمیراتی کام خصوصاً گاڑیوں اور ریل کے لئے سُرنگیں بنانے کا کام کیا، بعد میں فرانکفرٹ منتقل ہوگئے۔ اسی دوران احمدیت قبول کرنے کی بھی توفیق ملی۔ 1994ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کا اسلامی نام سعید احمد رکھا۔ جماعت میں شامل ہونے کے بعد آپ کو بھرپور خدمت کی توفیق ملتی رہی اور مل رہی ہے۔ ابتداءً آپ تین سال صدر جماعت وائبلنگن رہے۔ 1999ء میں محترم امیر صاحب جرمنی کی ہدایت پر فرانکفرٹ منتقل ہوئے اور شعبہ سَومساجد میں خدمت کا آغاز کیا اور 2000ء میں آپ نے اپنے آپ کو مکمل طور پر خدمت کے لئے پیش کر دیا اور باقاعدہ جماعتی ملازمت میں آگئے۔ پھر آپ کو 2018ء تک ایڈیشنل سیکرٹری جائیداد برائے سَومساجد کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ اس دوران چند سال نائب امیر جرمنی بھی رہے اور فی الوقت شعبہ سَومساجد میں بطور تعمیراتی نگران خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ کے ساتھ ہونے والے گفتگو کچھ اس طرح سے رہی:

سوال: آپ کو قبولِ احمدیت کی توفیق کیسے ملی؟

سعید صاحب: مَیں کیتھولک عیسائی تھا اور قبولِ احمدیت سے پہلے ہی مسلمان ہوچکا تھا۔ 26 سال کی عمر میں مَیں نے قرآن کریم پڑھنا شروع کر دیا تھا اور اس کی تعلیم کا انجیل کے ساتھ موازنہ کیا کرتا تھا۔ مجھے قرآنی تعلیم دل کو لگتی تھی۔ ایک انسان کا خدا ہونا مجھے کھٹکتا تھا۔ مَیں نے ایک سچے خدا کو قرآن کے ذریعہ پہچانا اور جو خدا کا تصوّر میرے ذہن میں تھا، قرآن میں اسے صاف ظاہر پایا۔ میرے لیے یہ سمجھنا بالکل مشکل نہیں تھا کہ خدا ایک ہے نہ کہ تین حصوں میں بٹا ہوا اور حضرت عیسیٰؑ صرف ایک نبی ہیں۔

شٹگارٹ میں ہی میں نے ایک مسجد میں جانا شروع کر دیا تھا۔ یہ مسجد عربوں کی تھی غالباً سُنّی تھے مگر مَیں نے کبھی ان سے پوچھا نہیں۔ وہیں مَیں نے نماز پڑھنا اور رمضان کے روزے رکھنا شروع کیے۔ میں نے شراب پینی اور سُوٴر کھانا چھوڑ دیا تھا۔ اس مسجد میں مَیں اس لیے جاتا تھا کہ میرا خیال تھا کہ یہ چونکہ عَرب ہیں انہیں اصل اسلام کا اِدراک زیادہ ہوگا اور مجھے اصل اسلام کی تلاش تھی۔ لیکن مجھے وہاں تسلّی نہیں ہوتی تھی کیونکہ یہ کہتے کچھ تھے اور عمل ان کے کچھ اور تھے۔

احمدیت سے میرے تعارف کی تقریب اس طرح سے بنی کہ مَیں شادی کے بعد شٹگارٹ کے نواحی چھوٹے سے شہر وائبلنگن چلا گیا تھا۔ ایک دن میرا وہاں کے بازار سے گزر ہوا تو میں نے ایک بُک اسٹال دیکھا جس پر اسلام کے متعلق کتب اور پمفلٹس رکھے ہوئے تھے۔ میں نے وہاں سے چند پمفلٹ اور فلائر حاصل کیے۔ وہاں مسیح موعودؑ کی آمد سے متعلق بھی معلومات تھیں لیکن جس چیز نے مجھے زیادہ متاثر کیا وہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر تھی جس میں آپؑ نے لکھا تھا کہ قرآن ہی سب سے مقدّم ہے، اصل اور حقیقی تعلیم قرآن ہی دیتا ہے اور قرآن جیسی کوئی تعلیم نہیں۔ سنّت اور حدیث اس کے بعد ہیں۔ اسی بات نے میرے دل کو چُھوا کیونکہ میرا بھی یہی عقیدہ تھا۔ معلوم کیا تو پتہ چلا کہ یہ احمدیوں کا سٹال ہے۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے احمدیت کے بارے میں تحقیق کی۔ جب مَیں عربوں کی مسجد میں ان کے شیوخ اور علماء سے ملتا اور ان کی باتوں کو سنتا تو مجھے تسلی نہیں ہوتی تھی۔ اور یہ بات جو حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمائی میں نے نہ پہلے کہیں سنی تھی اور نہ اس منفرد انداز میں کسی نے بیان کی تھی اور میرے دل کو لگی کہ یہی حقیقی اسلام ہے۔

نو احمدی احباب کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی شفقت کا ایک منظر

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا دایاں دستِ مبارک مکرم سعید گیسلر صاحب تھامے ہوئے ہیں

میں نے پمفلٹ سے زیورخ کی احمدیہ مسجد کا پتہ لیا اور وہاں پہنچ گیا (سوئٹزرلینڈ اسٹگارٹ سے زیادہ دور نہیں ہے ایک گھنٹہ کی مسافت پر ہے) مَیں وہاں امام بشارت محمود صاحب سے ملا۔ ان سے باتیں کیں اور ان کے ساتھ نماز باجماعت ادا کی۔ مجھے یاد ہے کہ وہاں نماز ادا کرتے ہوئے میرے دل کو ایک عجیب سا سکون ملا تھا جو مجھے پہلے عربوں کی مسجد میں نہیں ملتا تھا۔ یہاں مجھے ایک خاص قسم کا روحانی ماحول میسر آیا جو ایک خاص تاثر لئے ہوئے تھا۔ امام صاحب نے مجھے ہمبرگ کی مسجد کا ایڈریس دیا تا کہ میں جرمن جماعت سے رابطہ کرسکوں۔ پھر جب میں واپس جرمنی آیا تو میں ہمبرگ کی مسجد فضلِ عمر گیا اور وہاں کی جماعت سے رابطہ رکھا۔ انہوں نے مجھے جلسہ سالانہ جرمنی کا دعوت نامہ دیا، اُس وقت جلسہ سالانہ ناصر باغ میں ہوا کرتا تھا۔ یہ 1993ء کی بات ہے کہ مجھے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کا موقع ملا اور مَیں نے پہلی مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا دیدار کیا۔ وہاں حضورؒ کے ساتھ ایک تبلیغی میٹنگ بھی تھی اور میں بطور زیرِ تبلیغ مہمان کے طور پر شامل ہوا تھا۔ مجھے بہت سی نئی باتیں سننے کو ملیں جو اس سے پہلے نہیں سنی تھیں۔ میٹنگ کے اختتام پر ہم سب کو حضورؒ کے ساتھ مصافحہ کرنے کی توفیق ملی، الحمدللہ۔

پھر اسی سال 1993ء میں وائبلنگن جماعت نے ایک میٹنگ میں محترم عطاءاللہ کلیم صاحب کو دعوت دی جو اس وقت مبلغ انچارج تھے۔ میں نے ان سے کچھ سوال کیے۔ مثلاً قرآن اور حدیث سے ثابت کریں کہ حضرت مرزا غلام احمدؑ ہی آنے والے مسیح اور امام مہدی ہیں۔ یہ میرے لیے جاننا ضروری تھا۔ انہوں نے مجھے تسلی بخش جواب دیے۔ قرآن اور حدیث سے ثابت کیا، مختلف احادیث دکھائیں اور آیاتِ قرآن نکال کر دکھائیں۔ جب مجھے تمام تسلی بخش جوابات مل گئے اور اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں رہی تو میں نے اُسی وقت بیعت کر لی۔ بیعت کا علم ہونے پر میرے والدین نے روایتی قسم کی مخالفت تو ضرور کی مگر وہ کٹر مذہبی نہ تھے، اس لئے کچھ دیر میں حالات معمول پر آ گئے۔

سوال: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ اپنی پہلی ملاقات کا احوال بیان کیجیے۔

جیسا کہ بیان کر چکا ہوں کہ پہلی مرتبہ حضورؒ کو 1993ء کے جلسہ سالانہ جرمنی میں دیکھا۔ مجھے تبلیغی مہمان کے طور پر بلایا گیا تھا۔ حضور کو دیکھ کر لگتا تھا کہ کوئی بہت ہی خاص انسان ہیں۔ حضور کی شخصیت بارُعب اور بڑی پُروقار تھی جس نے مجھے بہت متاثر کیا۔ اس کے بعد 1995ء میں پہلی مرتبہ حضورؒ سے ملاقات کی غرض سے برطانیہ گیا۔ میں بہت پُرجوش تھا کیونکہ بطور احمدی حضورؒ سے میری یہ پہلی ملاقات تھی۔ میں اپنی اس کیفیت کو الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا۔ ایک وَجد کی سی کیفیت تھی۔ حضور نے ازراہِ شفقت آدھ گھنٹہ عنایت فرمایا۔ جس کا آج کل تصوّر بھی نہیں کیا جاسکتا اور پتا ہی نہیں چلا کہ آدھ گھنٹہ کیسے گزر گیا۔ حضور نے مجھ سے بہت سی باتیں دریافت فرمائیں۔ یہ بھی پوچھا کیسے احمدیت قبول کی۔ بہت ہی خوشگوار ماحول میں باتیں ہوئیں۔ یہ فرق بھی نہیں محسوس ہونے دیا کہ آپ خلیفۂ وقت ہیں اور مَیں ایک ادنیٰ خادم۔ مجھے یاد ہے میں اپنے ساتھ قرآن مجید لے کر گیا تھا کہ حضورؒ سے دستخط کرواؤں گا۔ جب مَیں نے حضورؒ سے دستخط کی گزارش کی تو آپؒ نے فرمایا:

I can't sign in the Quran I am too small for this, I am not able to do such a thing. This is Allah's word.

اس سے حضورؒ کی خشیّت اللہ کے بارے میں پتہ چلتا ہے اور خلافت کے مقام کا احساس ہوتا ہے۔ اس ملاقات کے درمیان بار بار ذہن میں آنحضور ﷺ کا زمانہ آتا رہا۔ جو ہم احادیث میں پڑھا کرتے ہیں کہ کیسے حضور ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے ان سے گفتگو کیا کرتے تھے۔ میرے لیے یہ صاف اور روشن ہے کہ آج یہ نمونہ ہمیں صرف خلیفۂ وقت کے وجود میں نظر آتا ہے۔

سوال: خلافت کے حوالے سے کوئی ایمان افروز واقعہ بیان فرمائیں؟

سعید صاحب: واقعات تو بے شمار ہیں ایک واقعہ برلن مسجد کے بارے میں ہے وہ مَیں بیان کر دیتا ہوں۔

حضور کا ارشاد تھا کہ برلن میں کوئی زمین دیکھیں مسجد بنانے کے لیے۔ مگر یہ کوئی آسان ہدف نہیں تھا بلکہ تقریباً ناممکن تھا۔ ہم نے بہت کوشش کی مگر کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ مخالفت بھی بہت تھی مگر حضور کا ارشاد تھا کہ یہاں مسجد ضرور تعمیر کرنی ہے۔ اس کے بعد متعدد بار حضور سے رہنمائی حاصل کی، آپ کی ہدایات پر عمل کیا اور بظاہر جو بات ناممکنات میں سے نظر آرہی تھی وہ محض خلیفۂ وقت کی دعاؤں اور بار بار توجہ دلانے سے ممکن ہوگئی۔

اور پھر سنگِ بنیاد کا وقت آیا اور اس کے لیے حضورِانور تشریف لائے تو اس وقت باہر مخالفین شور مچا رہے تھے مگر جیسے جیسے کارروائی بڑھتی گئی باہر کا شور بھی تھمتا گیا۔ اس کے بعد مخالفت ایسے ختم ہوئی جیسے اس کا وجود ہی نہ تھا۔ اور وہی لوگ جو مخالفت کر رہے تھے مسجد بننے کے بعد بطور مہمان آتے ہیں اور مسجد کو دیکھتے ہیں۔ یہ محض خلافت کی برکات اور خلیفۂ وقت کے وجود کا اثر تھا کہ شدید مخالفت کے باوجود مسجد تعمیر ہوگئی۔ اور جس جگہ مسجد تعمیر ہوئی وہ مخالفت کا گڑھ سمجھا جاتا تھا مگر وہی جگہ بہترین جگہوں میں سے ایک بن گئی ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ بڑی بڑی مشکلات خلافت کے بابرکت وجود سے دور ہو جاتی ہیں۔ خلیفۂ وقت کے ساتھ ایک اور طاقت ہوتی ہے جو خدا کی طاقت ہے اور میں پھر یہی کہوں گا کہ اگر حضور ﷺ کی سنّت آج کے دَور میں دیکھنی ہے تو خلافت کو دیکھ لیں۔

پھر انتخابِ خلافتِ خامسہ کے موقع پر میں لندن موجود تھا، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا آخری دیدار کیا اور جب انتخابِ خلافت کی کارروائی مسجد فضل لندن میں چل رہی تھی تو مَیں بھی باہر ان تمام احمدی بھائیوں کی طرح نئے خلیفۃ المسیح کی آواز سننے کے لئے بے چین تھا۔ مَیں باہر سڑک کے کنارے مسجد کی دیوار کے ساتھ بیٹھا آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کھلے آسمان پر بے شمار ستارے تھے اور میں نے ایک شہاب ثاقب بھی دیکھا۔ میں اس واقعے کو کبھی نہیں بھول سکتا جب

خلیفۃ المسیح کا اعلان ہوا اور اس کے بعد بیعت ہوئی تو ایسا لگ رہا تھا جیسے ایک نئی بیعت ہو رہی ہے۔ اور خدا وہاں ہمارے درمیان موجود ہے۔ پھر جس انداز سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا دعا کریں، دعا کریں، دعا کریں، تین دفعہ اس کو دُہرایا۔ یہ بات ذہن میں نقش ہوگئی۔

سوال: کیا قادیان یا ربوہ کی زیارت نصیب ہوئی؟

سعید صاحب: ربوہ تو نہیں جا سکا البتہ قادیان گیا ہوں اور یہ سفر بہت بابرکت رہا، میں 1998ء میں قادیان شادی کی غرض سے گیا تھا۔ زیورخ کے رہنے والے میرے ایک دوست نے یہ رشتہ کروایا تھا۔جس خاتون سے میرا رشتہ ہوا تھا ان کے والدین حیات نہیں تھے۔محترم میاں وسیم احمد صاحب مرحوم میری اہلیہ کی طرف سے ولی تھے۔ یہ میرے لئے بہت خوش قسمتی کی بات تھی کیونکہ آپ حضرت مصلح موعودؓ کے فرزند بھی تھے اور امیر مقامی بھی۔ میرا نکاح بھی انہوں نے ہی پڑھایا تھا۔ میں چار ہفتے قادیان رہا اور دو ہفتوں کے لئے سری نگر گیا۔ میرے زیورخ والے دوست دراصل سری نگر کے رہنے والے تھے، ان کی دعوت پر ہم سری نگر گئے، ہمارا وہاں زیادہ دیر رُکنے کا ارادہ نہیں تھا مگر برف باری کی وجہ سے راستے بند ہوگئے اور ہمیں دو ہفتے وہاں رُکنا پڑا۔ اس میں بھی شاید خدا کی حکمت تھی کیونکہ مجھے وہاں پر حضرت عیسیٰؑ کی قبر کی زیارت کی توفیق ملی اور میں وہاں کئی مرتبہ گیا۔ وہاں کے لوگوں نے بالکل ویسی ہی تصاویر لگائی ہوئی تھیں جیسے عموماً عیسائی لگاتے ہیں۔یعنی ایک شخص ہے جو بھیڑ کے ساتھ کھڑا ہے وغیرہ۔ جب وہاں کے دوسرے مسلمانوں سے سوال کیا جاتا ہے کہ یہ شخص کون ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ خدا کا کوئی برگزیدہ انسان ہے حالانکہ یہ بات صاف ظاہر ہے کہ یہ حضرت عیسیٰؑ ہی ہیں۔ ان لوگوں کا رہن سہن بالکل یہودیوں جیسا ہے، وہ دوسرے ہندوستانیوں سے مختلف ہیں۔ وہاں ہر طرف نشانیاں تھیں جو حضرت عیسیٰؑ کی طرف اشارہ کرتی تھیں۔ وہاں جا کر میرا ایمان اَور بھی پختہ ہوا کہ جو کچھ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب مسیح ہندوستان میں لکھا ہے وہ حرف حرف سچ ہے۔ اور مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ میرا یہاں سری نگر آنا خدا کی طرف سے تھا تا کہ میں اس سچائی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں۔

یہاں پر مَیں نے ایک قریبی قصبے میں ایک رات گزاری کیونکہ راستے صاف نہیں تھے۔ اس قصبے کا نام بنی اسرائیل ہے تو اس طرح سے مجھے ایک رات گویا بنی اسرائیل میں بھی گزارنے کا موقع مل گیا۔ بہرحال ان سب نشانات کو دیکھ کر میرا ایمان اور مضبوط ہوا۔ ویسے تو ہم سب ان باتوں پر ایمان رکھتے ہیں مگر اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی اَور بات ہے۔ ایک اور بات جو وہاں کے رہنے والوں نے بتائی وہ یہ تھی کہ وہاں ایک کنواں ہوتا تھا جس کے پانی میں شفا تھی مگر قریباً 150سال پہلے یہ ایک زلزلے کی وجہ سے مٹ گیا ہے۔ یہ وہی وقت ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کے ظہور کا وقت ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی آپؑ کے لیے ایک نشان ہے۔

سوال: آپ نے اتنی اچھی اردو کہاں سے سیکھی؟

سعید صاحب: احمدی ہونے کے بعد جب علم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیشتر کتب اردو زبان میں ہیں اور خلیفہ وقت کی زبان بھی اردو ہے تو اردو سیکھنے کا شوق ہوا اور اس کے لئے کوشش شروع کردی۔ شادی کے بعد اس کام میں مزید آسانی ہوگئی، الحمدللہ۔ اس سے پہلے جب مَیں نے مسلمان ہونے کے بعد قرآن کریم دیکھا تھا تو اسے سمجھنے کے شوق میں عربی سیکھنی شروع کی تھی۔ چنانچہ مَیں نے پہلے جرمنی کے Volkshochschule میں داخلہ لیا، اس کے ساتھ ساتھ ایک مسجد میں جاتا رہا جہاں ایک مصری استاد سے ہفتہ میں دو مرتبہ سبق لیتا۔ اس کے علاوہ زبانوں کے ایک مقامی سکول میں بھی داخلہ لیا۔ اس کے بعد میں قاہرہ (مصر) گیا جہاں چار ہفتہ کا ایک کورس کیا۔ اس طرح سے مجھے بہت حد تک عربی زبان بولنی، پڑھنی اور سمجھنی آگئی۔

سوال: آپ شعبہ سو مساجد میں ایک لمبے عرصہ سے خدمت بجالا رہے ہیں، اس بارہ میں آپ کے تجربات اور تاثرات کیا ہیں؟

سعید صاحب: مجھے یاد ہے کہ سب سے پہلے مجھے وٹلش میں زیرِتعمیر مسجد کی نگرانی کا کام سونپا گیا تھا جس کا افتتاح 2000ء میں ہوا۔ اس کے بعد اب تک پچاس سے زائد مساجد کی تعمیر کی نگرانی کرنے کا موقع مل چکا ہے۔ باہر جو کام کرتا تھا وہ اس سے بہت مختلف تھا جو یہاں کر رہا ہوں۔ تاہم مَیں نے ہر مسجد کی تعمیر میں یہ بات دیکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل شاملِ حال رہتا ہے اور بہت سے مواقع پر ہم سے غلطیاں ہونے کا امکان تھا مگر اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔ اسی طرح ابھی تک کسی قسم کا کوئی حادثہ خاکسار کو پیش نہیں آیا، یہ بھی خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہی ہے ورنہ جس قسم کے حالات میں ہمارا کام ہوتا ہے، ان میں ایسے واقعات ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح مَیں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ ہمیں ان کاموں کی بہت زیادہ مہارت اور صلاحیت بھی نہیں تھی مگر خدا تعالیٰ اپنی جناب سے ایسے سامان کرتا رہا ہے کہ کسی نہ کسی صورت میں مدد میسر آجاتی اور انہوں نے کام بھی ہو جاتے رہے۔ اسی طرح میں نے یہ بھی دیکھا کہ جن دوستوں نے مساجد کے لئے وقارِعمل میں حصہ لیا، انہیں بھی خدا تعالیٰ نے بے شمار فضلوں سے نوازا۔

سوال: آخر میں آپ کوئی بات جس میں آپ ہمارے پڑھنے والوں کو شامل کرنا چاہیں۔

سعید صاحب: مَیں نے یہ سیکھا ہے کہ ہم کمزور ہیں مگر ہم سے جہاں تک ممکن ہو سکتا ہے ہمیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی باتوں کو سننا چاہیے اور اس پر عمل کرنا چاہیے۔ جیسے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہم سے توقع رکھتے ہیں۔ تمام برکات خود بخود ہم پر نازل ہونا شروع ہو جائیں گی۔ جیسے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی فرمایا ہے کہ آپ سے محبّت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کی باتوں پر عمل کریں۔حضور انور ہمارے لیے زندہ نمونہ ہیں، ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنا چاہیے اگر ہم یہ کرلیں گے تو ہم خدا تعالیٰ کے نزدیک ہو جائیں گے۔

اخبار: جزاکم اللہ احسن الجزاء، مکرم سعید صاحب!

اخبارِ احمدیہ کی طرف سے آپ کا بہت شکریہ۔

(تحریر: محمد الیاس منیر)

اخبار احمدیہ جرمنی کی

اشاعتِ نَو کے تین سال

جماعت احمدیہ جرمنی کے واحد اردو ترجمان ”اخبار احمدیہ“ کا اجراء 1975ء میں ہوا تھا اور بیس سال بعد 1994ء میں اس کی اشاعت کی نوعیت تبدیل ہو کر الفضل انٹرنیشنل لندن کے ساتھ چہار ورقہ کی صورت میں شائع ہونے لگا۔ پھر پچیس سال بعد جنوری 2019ء میں پہلے کی طرح رسالہ کی شکل میں اخبار احمدیہ جرمنی کی اِشاعت نَو کا آغاز ہوا جس پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے دسمبر 2021ء میں تین سال پورے ہو رہے ہیں، الحمدللہ۔ اس عرصہ میں 48 صفحات پر مشتمل اخبار احمدیہ کا شمارہ ہر ماہ باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا۔ مجلس ادارت و مینجمنٹ کی حتی الامکان کوشش رہی کہ ہر ماہ کی ابتداء میں اسے آن لائن شائع کر دیا جائے اور دس تاریخ تک طبع ہو کر قارئین کے ہاتھوں میں بھی پہنچ جائے۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے معدودے چند استثنائی مواقع کے علاوہ یہ باقاعدگی قائم رہی ہے، الحمدللہ۔

ہر شمارے کی تیاری کے لئے دو ماہ قبل میٹنگ کی جاتی رہی اور اس کے بعد بھی مجلس ادارت کی میٹنگز میں اس کی تیاری کا جائزہ لیا جاتا رہا۔ ادارہ کی کوشش رہی کہ ہر شمارہ کے لئے کوئی عنوان مقرر کر کے اس کی مناسبت سے قال اللہ و قال الرسول اور تبرّکات کے علاوہ خلیفۂ وقت کے خطبات پیش کئے جائیں اور اسی عنوان سے متعلق اہل علم حضرات سے تعلیمی و تربیتی مضامین بھی لکھوائے جائیں۔ اسی طرح قارئین کی دلچسپی کے لئے مختلف علمی و تحقیقی، ادبی و سائنسی اور تاریخی مضامین بھی شائع کئے جاتے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں منظوم کلام، ادبی صفحہ، سائنسی خبریں، حالاتِ حاضرہ، مرحومین کا ذکر خیر، اعلانات وفات اور جماعتی سرگرمیوں کی خبریں اس رسالہ کا مستقل حصّہ رہیں۔ خوب سے خوب تَر کی تلاش میں قارئین سے بھی تجاویز اور مشوروں کی درخواست ہے۔

یہ رسالہ محدود تعداد میں طبع ہوتا ہے اور سب مقامی جماعتوں اور عہدیداروں نیز بیرونی جماعتوں اور لائبریریوں کو بھجوایا جاتا ہے۔ اسی طرح جن دوستوں نے ڈاک خرچ ادا کیا ہو، انہیں بھی ارسال کیا جاتا ہے۔ تاہم اسے جماعت کے مرکزی ویب سائٹ پر رکھ دیا جاتا ہے اور مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعہ بھی اس کی اشاعت ہوتی ہے اور اس طرح سے ہزاروں افراد تک یہ رسالہ پہنچایا جاتا ہے، الحمدللہ۔ اخبار احمدیہ جرمنی کا اپنا ویب سائٹ بھی تیاری کے مراحل میں ہے۔ اس رسالہ کے متن کی تیاری کے لئے ایڈوب کمپنی کا سافٹ ویئر ’ان ڈیزائن‘ استعمال کیا جاتا ہے۔ جبکہ تصاویر اور دیگر تزئین کے لئے الیسٹریٹر اور فوٹو شاپ سافٹ ویئر استعمال ہوتے ہیں۔

یہ رسالہ جن دوستوں کی محنت سے تیار ہو کر قارئین کے ہاتھوں تک پہنچتا ہے، ان اراکین مجلسِ ادارت کا تقرر محترم امیر صاحب جرمنی کی منظوری سے کیا جاتا ہے۔ اس وقت خدمت کی توفیق پانے والے اراکینِ مجلسِ ادارت کا مختصر تعارف حسب ذیل ہے:

مدیران:

1۔ مکرم محمد انیس دیالگڑھی صاحب

موصوف ابتداء سے اپنے سپرد یہ خدمت بڑے جوش وجذبہ سے سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ سلسلہ کے معروف عالم اور مربی سلسلہ محترم مولانا محمد اسماعیل دیالگڑھی صاحب کے ہاں 1959ء میں پیدا ہوئے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ سے 1975ء میں میٹرک کیا۔ پھر چند سال تک ملازمت اور ذاتی کاروبار کرتے رہے۔ ربوہ میں مجلس خدام الاحمدیہ کی حفاظت خاص کی ٹیم میں شامل رہے۔ 1984ء میں سویڈن سے ہوتے ہوئے جرمنی آ گئے جہاں اولپے کے علاقہ میں رہائش ملی۔ اس علاقہ میں ایسے بسے کہ پھر وہیں کے ہو رہے۔ موصوف پچیس

سال سے زائد عرصہ تک اپنی مقامی جماعت کے صدر رہے۔ اس دوران نورڈ رائن ریجن میں بھی گرانقدر خدمت کی بھی توفیق ملی۔موصوف تدوین تاریخ کمیٹی جرمنی کے بھی ابتدائی ممبران میں سے ہیں اور سالہاسال سے جلسہ سالانہ جرمنی کے ناظم اور نائب ناظم سٹیج کے طور پر بھی خدمات سرانجام دیتے چلے آ رہے ہیں۔

2۔ مکرم مدبّر احمد خان صاحب

مکرم مدبّر احمد خان ابن مکرم معزّ احمد خان صاحب اگرچہ کافی عرصہ سے اخبار احمدیہ کی قلمی معاونت کر رہے ہیں تاہم مئی 2021ء سے مدیر کے طور پر مجلس ادارت میں شامل ہیں۔ آپ 7 جنوری 1991ء کو کراچی میں پیدا ہوئے، اسی سال والدین نے ہجرت کر کے جرمنی آ گئے جہاں موصوف نے پرورش اور تعلیم پائی۔ آپ کا خاندان ابتداء سے جماعت Mörfelden- Walldorf میں رہائش پذیر ہے۔ آپ کے پڑ دادا حضرت ماسٹر محمد آسان صاحبؓ اور ان کے والد مولوی محمود الحسن خان صاحبؓ بھی صحابی تھے۔ دادا مقصود احمد خان صاحب واقفِ زندگی تھے جبکہ نانا جماعت جرمنی کے معروف بزرگ محترم حاجی غلام محی الدین صادق صاحب، ممبر قضا بورڈ جرمنی تھے۔

آپ نے لسانیات اور فلاسفی میں بی اے کیا ہے اور Voice User Interface Architect کے طور پر ملازمت کر رہے ہیں۔ آپ کو مجلس خدام الاحمدیہ میں مقامی اور نیشنل سطح پر مختلف شعبوں میں خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ کچھ عرصہ سے صدر حلقہ Mörfelden West ہیں۔ اس کے علاوہ تحریری اور صوتی تراجم میں اور ایم ٹی اے میں بطور پریزنٹر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں جن میں سے ''بچوں کی دنیا'' خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

مینیجر

مکرم سیّد افتخار احمد صاحب 1956ء میں مکرم سیّد محمد ایوب صاحب آف ملک پور چاڑہ (ضلع گجرات) کے ہاں 1956ء میں پیدا ہوئے۔ 1969ء میں اپنے والد محترم کے ساتھ بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شرکت کی۔جس کے بعد آپ کے والد محترم کو اپنے خاندان اور دوستوں کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔مکرم افتخار صاحب نے ابتدائی تعلیم مقامی طور پر حاصل کی اور گجرات سے میٹرک کرنے کے بعد جامعہ احمدیہ ربوہ میں چند سال زیر تعلیم رہے۔اسی دوران ایف اے کا امتحان پاس کیا۔ پھر سعودی عرب میں قریباً دس سال تک ملازمت کرنے کے بعد 1985ء میں جرمنی چلے آئے۔ جہاں آپ کو پہلے ہمبرگ میں مقامی طور پر متعدد شعبوں میں خدمت کی توفیق ملی پھر عربی ڈیسک جرمنی کے انچارج کے طور پر آپ نے نہایت قابل قدر خدمت کی توفیق پائی۔ 1995ء میں بسلسلہ ملازمت فرانکفرٹ کے نواحی شہر لانگن میں مقیم ہوئے اور صدر جماعت اور ریجنل امیر رہے۔ اس دوران آپ شعبہ اشاعت کے ساتھ بھی منسلک رہے اور 2014ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے تاریخ کمیٹی جرمنی کے ممبر مقرر ہوئے اور 2019ء سے اخبار احمدیہ کے مینیجر کے طور پر نہایت محنت اور ذمہ داری کے ساتھ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ علاوہ ازیں اخبار احمدیہ کی تیاری اور پروف ریڈنگ میں بھی پُرخلوص معاونت کرتے ہیں، فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

معاونین

1۔ مکرم سیّد سعادت احمد صاحب

مکرم سیّد سعادت احمد صاحب ابن مکرم سیّد شمشاد احمد ناصر صاحب مبلّغ سلسلہ حال امریکہ 27 ستمبر 1978ء ربوہ پاکستان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا محترم سیّد شوکت علی شاہ صاحب ہیں۔ آپ کے خاندان میں احمدیت پر دادا محترم سیّد امیر علی صاحب کے ذریعہ آئی۔ آپ کے نانا محترم الطاف خان صاحب سابق کارکن نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم ربوہ میں پائی پھر والدین کے پاس امریکہ چلے گئے۔ 2014ء میں جرمنی آ گئے اور جماعت Wiesbaden Mitte کے ممبر ٹھہرے۔

آپ نے انفارمیشن سسٹم ٹیکنالوجی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور Technical support Analyst اور 2nd level کے طور پر فرانکفرٹ کی ایک کمپنی میں ملازمت کر رہے ہیں۔ آپ کو خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی خدمت کا موقع اطفال احمدیہ کے دور سے ملتا چلا آ رہا ہے۔ آپ ناظم اطفال، ریجنل قائد، مہتمم مقامی silver spring USA رہ چکے ہیں۔ جرمنی 2014ء میں آئے اور یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ذیلی تنظیموں کے مختلف شعبوں میں خدمت کرتے رہے ہیں اور آج کل حلقہ Wiesbaden Mitte میں بطور سیکرٹری تبلیغ خدمت کا موقع مل رہا ہے، الحمدللہ۔

2۔ مکرم سلطان احمد قمر صاحب

مکرم سلطان احمد قمر صاحب اخبار احمدیہ کے لئے خطبات واقتباسات کی تلاش کے ساتھ ساتھ مختلف مضامین میں پیش کئے جانے والے تمام حوالوں کی چھان بین موصوف کے ذمہ ہے جسے آپ بڑی عرق ریزی کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔ آپ 2 اپریل 1977ء کو مکرم مبارک احمد قمر صاحب مرحوم مربی سلسلہ احمدیہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ اس وقت مولانا قمر صاحب ڈیرہ اسماعیل خان میں تعینات تھے۔ پاکستان میں کمپیوٹر سائنس میں BSc کرنے کے بعد بطور سافٹ ویئر ڈویلپر کام کیا، 2012ء میں جرمنی آئے اور کچھ عرصہ کے بعد لائبریری جامعہ احمدیہ میں ملازمت اختیار کی اور اب تک بڑی محنت اور صلاحیت کے ساتھ یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

آپ کے والد صاحب کا تعلق کشمیر کے علاقہ چارکوٹ سے تھا جہاں احمدیت حضرت مسیح موعودؑ کی حینِ حیات ہی پہنچ گئی تھی۔موصوف پاکستان میں مختلف جماعتی و تنظیمی عہدوں پر فائز رہے ہیں، اسی طرح یہاں جرمنی میں بھی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

پروف ریڈنگ

مکرم عبدالرحمٰن مبشر صاحب:

مکرم عبدالرحمٰن مبشر صاحب ابن مکرم صوبیدار عبدالمنّان صاحب مرحوم (سابق افسر حفاظت خاص) 1950ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا حضرت ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب دہلوی حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ 313 میں سے تھے۔ مکرم مبشر صاحب موصوف کی ابتدائی زندگی ربوہ بلکہ قصر خلافت جیسے پاکیزہ ماحول میں گزری، تعلیم الاسلام ہائی سکول سے میٹرک اور کالج سے بی اے کیا۔سکول و کالج کے زمانہ میں آپ کا شمار

باسکٹ بال کے بہترین کھلاڑیوں میں ہوتا تھا۔ آپ 9 فروری 1975ء کو جرمنی آئے اور فرانکفرٹ میں رہائش ملی اور چوالیس سال سے یہیں مقیم ہیں۔ اس دوران لوکل امیر فرانکفرٹ (چھ سال)، افسر جلسہ سالانہ (تیرہ سال)، صدر انصار اللہ جرمنی (چھ سال) جیسی بہت سی اہم جماعتی ذمہ داریاں آپ کے سپرد رہیں۔ علاوہ ازیں گزشتہ سات سال سے ایڈیشنل شعبہ مال جرمنی میں خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ موصوف کے سپرد اخبار احمدیہ جرمنی کی پروف ریڈنگ کی ذمہ داری ہے جسے آپ نہایت درجہ باقاعدگی، محنت اور فرض شناسی کے جذبہ سے سرانجام دیتے ہیں۔

کمپوزنگ و ڈیزائننگ

مکرم آفاق احمد زاہد صاحب:

مکرم آفاق احمد زاہد صاحب ابن مکرم زاہد ارشاد صاحب اخبار احمدیہ کی کمپوزنگ اور ڈیزائننگ کرتے ہیں۔ آپ کے دادا جان مکرم ارشاد احمد شکیب صاحب مرحوم سابق صدر جماعت جیکب آباد، معروف شاعر و صحافی تھے۔ موصوف نے 1960ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ جبکہ آپ کے نانا جان مکرم حکیم نذیر احمد ریحان صاحب سابق مربی سلسلہ ہیں جنہیں 62 سال تک خدمت سلسلہ کی توفیق ملی اور اِس وقت جرمنی میں مقیم ہیں۔

آفاق صاحب نے پرائمری تا ایف اے ربوہ میں تعلیم حاصل کی۔ شروع سے ہی متفرق جماعتی خدمات کی توفیق ملتی رہی۔ چند سال مدرسۃ الظفر (وقف جدید ربوہ) میں بطور دفتر انچارج اور دفتر انجمن تاجران ربوہ میں ملازمت کی۔ فروری 2015ء میں جرمنی آئے اور 2017ء سے دفتر تاریخ احمدیت اور اخبار احمدیہ میں ملازمت کر رہے ہیں اور اخبار احمدیہ کی تزئین و آرائش انہی کی مرہونِ منت ہے۔

مکرم طارق محمود صاحب:

مکرم طارق محمود صاحب ابن مکرم بشارت احمد شاہد صاحب مرحوم 1994ء میں جرمنی آئے تب سے شعبہ اشاعت سے منسلک ہیں۔ 2002ء تک تو باقاعدہ کل وقتی خدمت کی توفیق پاتے رہے تاہم اس کے بعد اب تک جب بھی ضرورت پڑی، موصوف کو خدمت کے لئے مستعد اور موجود پایا۔ آپ 4 جولائی 1973ء کو لاہور پاکستان میں پیدا ہوئے، ڈپلومہ ان کامرس کرنے کے بعد جرمنی آئے تو فرانکفرٹ سے دور کیمنٹس میں رکھے گئے جہاں سے آپ فرانکفرٹ آکر جماعتی رسائل و اخبارات نیز کتب کی کمپوزنگ کرتے اور نہایت محنت اور ذمہ داری کے ساتھ یہ کام انجام دیتے۔ 2002ء میں شادی کے بعد فلڈا میں مقیم ہوئے اور اس وقت جماعت نوئے ہوف کے ممبر اور سیکرٹری تربیت ہیں۔ جب سے اخبار احمدیہ جرمنی کی اشاعت نو ہوئی ہے، مسلسل مجلس ادارت کے ساتھ منسلک ہیں اور کمپوزنگ، ڈیزائننگ اور دیگر تکنیکی معاملات میں نہایت قابلِ قدر معاونت کرتے ہیں، فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

مکرم سعید اللہ خان صاحب:

مکرم سعید اللہ خان صاحب اخبار احمدیہ کے پرانے کاتب اور خطّاط ہیں۔ 1994ء تک شائع ہونے والے اخبار کی آپ اپنے قلم سے کتابت کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد بھی آپ اپنے فن خطاطی کے ذریعہ مختلف جماعتی خدمات کرتے رہے ہیں تاہم 2019ء سے آپ کی خطاطی اخبار احمدیہ کے سرورق کی زینت بنتی چلی آ رہی ہے۔ موصوف کے علاوہ ہمارے نوجوان مربی سلسلہ مکرم فرہاد غفار صاحب بھی اخبار احمدیہ کے لئے خطاطی کرتے ہیں اور بہت خوبصورت کیلیگرافی بناتے ہیں، جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ موصوف کے ساتھ مکرم فرہاد غفار صاحب مربی سلسلہ بھی اخبار احمدیہ کے لئے فن پارے تیار کرتے ہیں۔

مکرم مرزا لطف القدوس صاحب:

مکرم مرزا لطف القدوس صاحب کا تعلق کراچی سے ہے جہاں آپ نے ابتدائی تعلیم کے بعد ویب ڈیزائننگ سیکھی۔ آپ 2018ء میں مع اہل و عیال ہجرت کر کے جرمنی چلے آئے۔ آپ نے موجودہ اخبار احمدیہ کو ڈیزائن کیا اور ابتدائی چند ماہ تک مضامین لگانے اور تصاویر کی سیٹنگ کا کام بڑی محنت اور ذمہ داری سے کرتے رہے۔ آپ نے ہی ادارہ کو کامیاب پبلشنگ پروگرام ان ڈیزائن سے متعارف کرایا۔

مکرم احسان اللہ ظفر صاحب:

مکرم احسان اللہ ظفر صاحب ابن مکرم ضیاء اللہ ظفر صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ اخبار احمدیہ کا سرورق بڑی محنت، توجہ اور لگن کے ساتھ تیار کرتے ہیں۔ موصوف 21 اگست 1987ء کو ربوہ میں پیدا ہوئے۔ میٹرک تک ربوہ میں ہی تعلیم حاصل کی۔ 2014ء سے جرمنی میں مقیم ہیں اور ایم ٹی اے جرمن سٹوڈیوز میں گرافک کا کام بھی نہایت محنت، ذمہ داری اور اخلاص کے ساتھ کرتے ہیں۔

خاکسار محمد الیاس منیر، مربی سلسلہ:

خاکسار کی 6/اگست 1957ء کو محترم مولانا محمد اسمٰعیل منیر صاحب مرحوم مبلغ سلسلہ کے ہاں پیدائش ہوئی۔ خاکسار نے ربوہ میں پرورش اور تعلیم حاصل کی۔ 1974ء میں میٹرک کرنے کے بعد زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہوا جہاں سے 1981ء میں شاہد کی ڈگری حاصل کر کے فارغ التحصیل ہوا۔ ایک سال تخت ہزارہ ضلع سرگودھا میں بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پائی۔ 1983ء میں ساہیوال تعینات کیا گیا۔ یہیں 1984ء میں اسیر ہوا۔ اکتوبر 1994ء میں رہائی کے بعد خاکسار کو جرمنی بھجوایا گیا۔ یہاں چند ماہ من ہائیم میں بطور مربی سلسلہ خدمت کا موقع ملا۔ بعد ازاں 1996ء میں انچارج شعبہ اشاعت کا مقرر کیا گیا۔ 2001ء میں دار القضاء بورڈ جرمنی کا ممبر مقرر کیا گیا۔ 2003ء میں میونسٹر اور 2006ء میں میرا تبادلہ کولون ہوا۔ 2012ء میں جامعہ احمدیہ جرمنی میں تدریس اور لائبریری کے قیام کی ذمہ داری دی گئی۔ اس کے ساتھ تاریخ احمدیت جرمنی کی تدوین کمیٹی کا صدر بھی مقرر کیا گیا۔ ان فرائض کی ادائیگی کے لئے 2013ء میں مجھے پھر فرانکفرٹ بلالیا گیا۔ اسی دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت پر مالی امور کے بعض خصوصی معاملات کے لئے ایک خصوصی کمیشن قائم ہوا تو اس کا صدر بھی خاکسار کو مقرر کیا گیا۔ 2019ء میں اخبار احمدیہ کی اشاعتِ نَو کے موقع پر خاکسار کو مدیرِ اعلیٰ بھی مقرر کر دیا گیا۔ اکتوبر 2021ء سے لجنہ اماء اللہ جرمنی کے زیرِ انتظام شروع ہونے والی عائشہ اکیڈمی میں خاکسار کو موازنہ مذاہب کا استاد مقرر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل

باقی صفحہ 48 پر

(رپورٹ: مکرم لئیق احمد صاحب، معاون شعبہ تعلیم القرآن و وقفِ عارضی جماعت جرمنی)

شعبہ تعلیم القرآن و وقف عارضی کے مختلف پروگرام

نیشنل شعبہ تعلیم القرآن و وقفِ عارضی جماعت جرمنی کے تحت مندرجہ ذیل پروگرام باقاعدگی سے جاری ہیں۔

1۔ ہفتہ وار تعلیم القرآن کلاسز

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے تحت جرمنی بھر کی 180 جماعتوں اور 11 لوکل امارتوں میں ہفتہ وار تعلیم القرآن کلاسز باقاعدگی سے جاری ہیں۔ ان کلاسز میں تمام افراد جماعت (لجنہ، ناصرات، انصار، خدام اور اطفال) کے شامل ہونے کی سہولت موجود ہے ان تمام کلاسز میں مربیان سلسلہ تلفظ اور ترجمہ پڑھاتے ہیں نیز ضروری تفسیر بھی بتائی جاتی ہے۔ کورونا وائرس کی صورتحال کی وجہ سے یہ کلاسز آن لائن ہو رہی ہیں۔

2۔ ترتیل القرآن کلاسز برائے معلّمین

ان کلاسز کا مقصد جرمن زبان میں ترتیل القرآن کے معلّمین تیار کرنا ہے۔ ہر سال نئی کلاسز کے داخلے ہوتے ہیں اور کورس مکمل ہونے پر مرکزی سطح پر امتحان لیا جاتا ہے۔ اس وقت دو گروپس میں یہ کلاسز جاری ہیں۔ مربی سلسلہ مکرم امتیاز شاہین صاحب اور مکرم لمعات مرزا صاحب بطور استاد خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ اور 32 طلباء ان کلاسز سے استفادہ کر رہے ہیں۔

3۔ ترجمۃ القرآن کلاسز برائے معلّمین

ان کلاسز کا مقصد ایسے اساتذہ تیار کرنا ہے جو قرآن کریم کا ترجمہ سیکھ کر مقامی جماعتوں میں یا وقفِ عارضی کر کے دوسری جماعتوں کے افراد جماعت کو پڑھا سکیں۔ اس وقت دو کلاسز جاری ہیں ایک کلاس جرمن ترجمۃ القرآن اور دوسری اردو ترجمۃ القرآن جاری ہے۔ مکرم شمس اقبال صاحب اور مکرم جری اللہ صاحب مربیان سلسلہ یہ کلاسیں لیتے ہیں۔ ان دونوں کلاسز سے 87 طلباء استفادہ کر رہے ہیں۔ ہر سال نئی کلاسز کے داخلے ہوتے ہیں اور کورس مکمل ہونے پر مرکزی سطح پر امتحان لیا جاتا ہے۔

4۔ ناظرہ قرآن کریم آن لائن کلاسز (بچوں کے لیے)

جن بچوں کا گھر میں یا مقامی جماعت کی سطح پر قرآن کریم ناظرہ سیکھنے کا انتظام نہیں ہو سکتا ان کے لیے مرکزی سطح پر آن لائن کلاسز کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس وقت 14 گروپس میں 166 بچے استفادہ کر رہے ہیں۔

5۔ حفظ القرآن کلاس جرمنی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جرمنی میں 2017 میں شعبہ تعلیم کے زیرِ انتظام حفظ القرآن کلاس کا آغاز ہوا۔ اور جون 2020ء سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے تحت شعبہ تعلیم القرآن و وقفِ عارضی جماعت جرمنی کے زیرِ انتظام یہ کلاس جاری ہے۔ حفظ القرآن کلاس جرمنی میں ہر سال نئے بچوں کے داخلے سے ایک نئی کلاس شامل ہو جاتی ہے۔ اس طرح امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے پانچویں کلاس حفظ کرنے والے طلباء کی شامل ہوئی۔ جرمنی میں بچے اسکول کی تعلیم کے ساتھ ساتھ شام کو حفظ کی آن لائن ویڈیو کلاسز میں شامل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی توفیق اور صلاحیت میں برکت عطا فرمائے، آمین۔

بہترین کارکردگی اور بچوں کی رہنمائی کے لیے انتظامیہ حفظ القرآن کلاس کا بھی ایک اہم کردار ہے۔ اس سلسلہ

میں ہر کلاس کا ایک انچارج مقرر ہے نیز داخلہ جات، امتحانات، آئی ٹی، سٹاف، ریکارڈ اور ترتیل القرآن کے شعبہ جات قائم ہیں۔ ان شعبہ جات کی مجموعی نگرانی کی ذمہ داری انچارج و نائب انچارج حفظ القرآن کلاس کے سپرد ہے۔

حفظ القرآن کلاس جرمنی میں 68 طلباء 55 اساتذہ کی زیر نگرانی قرآن حفظ کرنے کی توفیق پا رہے ہیں، الحمدللہ۔ اساتذہ کرام کی اکثریت مربیان سلسلہ اور حفاظ کرام پر مشتمل ہے۔ اسی طرح بچوں کی رہائش کے قریب ترین مقامی مربیان سلسلہ بھی مدد کر رہے ہیں۔ بچوں کے ششماہی امتحانات بھی حفظ القرآن کلاس کا اہم حصہ ہیں۔

کلاس انچارج صاحبان کا مستقل رابطہ والدین اور بچوں سے رہتا ہے تا کہ بروقت رہنمائی کی جاسکے نیز ماہانہ والدین سے میٹنگز کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں مختلف سیمینار بھی منعقد کئے جاتے ہیں جس میں مربیان کرام کی حفظ و تعلیم القرآن کے موضوع پر تقاریر ہوتی ہیں۔ ان سیمینارز میں بچوں کی صحت و تندرستی کے لیے ڈاکٹر صاحبان بھی والدین کی رہنمائی کرتے ہیں۔

6۔ حفظ القرآن کلاس ثانی

ایسے افراد جو عمر کے کسی بھی حصہ میں ہوں اور قرآن کریم حفظ کرنے کا شوق رکھتے ہوں ان کے لئے بھی مرکزی سطح پر ایک کلاس کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس وقت اس کلاس کے ذریعے 15 طلباء استفادہ کر رہے ہیں۔

7۔ وقف عارضی

شعبہ کا ایک اہم کام زیادہ سے زیادہ افراد کو وقف عارضی کی معلومات مہیا کرنا اور اس بابرکت سکیم میں شامل کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ 18 اکتوبر 2020ء کو جماعت احمدیہ جرمنی کی نیشنل عاملہ کے ساتھ میٹنگ کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ جرمنی کو 30 جون 2021ء تک ایک ہزار واقفین عارضی کا ٹارگٹ عطا فرمایا۔ الحمدللہ، خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے، دیئے گئے وقت میں 183 جماعتوں اور گیارہ لوکل امارتوں سے مجموعی طور پر تقریباً 1100 افراد نے وقفِ عارضی کی نیز جلسہ سالانہ جرمنی 2021ء کے موقع پر ایک سو چالیس افراد نے نیشنل شعبہ کے تحت وقفِ عارضی کی توفیق پائی۔

سالانہ تقریب تقسیم انعامات

جولائی کے آخری اور اگست 2021ء کے پہلے ہفتہ میں حفظ القرآن کلاس جرمنی کے طلباء کے امتحانات ہوئے۔ کورونا وائرس کی وجہ سے ایک جگہ پر امتحانات ممکن نہ تھے اس لیے مختلف مساجد اور نماز سینٹرز میں 26 امتحانی مراکز قائم کیے گئے۔ ہر امتحانی مرکز میں نگران کا تقرر کیا گیا جن کی نگرانی میں بچوں نے امتحانی سنٹرز میں آ کر امتحان آن لائن دیے۔ تمام طلباء کے مجموعی طور پر 288 پاروں کا امتحان لیا گیا اور 30 ممتحن کرام نے یہ امتحانات لئے۔

ان امتحانات میں اعلیٰ کارکردگی دکھانے والے، معلّمین کلاسز کا امتحان پاس کرنے والے طلباء اور وقفِ عارضی میں بہترین کارکردگی دکھانے والی جماعتوں کے لئے تقریب تقسیم انعامات 29 اگست 2021ء کو بیت الواحد Hanau میں منعقد ہوئی۔ اس تقریب کی صدارت امیر جماعت جرمنی محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے کی۔ اس موقع پر مشنری انچارج جرمنی محترم صداقت احمد صاحب نے حفظ القرآن کی اہمیت اور والدین کی ذمہ داریوں کے موضوع پر خطاب کیا۔ اس کے بعد معلّمین کلاسز اور حفظ القرآن کلاس کے امتحانات اور وقفِ عارضی کے حوالے سے رپورٹ پیش کی گئی۔ جس کے بعد نیشنل امیر صاحب نے اختتامی خطاب فرماتے ہوئے نہایت خوشی کا اظہار فرمایا کہ جرمنی میں حفظ القرآن کلاس نیز تعلیم القرآن و وقفِ عارضی کا کام احسن رنگ میں انجام دیا جارہا ہے نیز اس سلسلہ میں انتظامیہ کو مزید محنت اور اس کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی۔

امیر صاحب کے خطاب کے بعد انعامات و اسناد تقسیم کی گئیں۔ دعا کے ساتھ اس پروگرام کا اختتام ہوا اور شاملین کو کھانا پیش کیا گیا۔ اس پروگرام کے تمام انتظامات نیشنل شعبہ کی زیر ہدایت اور نگرانی مکرم عباس احمد صاحب (ناظم اعلیٰ تقریب) اور ان کی ٹیم نے کامیابی سے سرانجام دیے۔ اس کے علاوہ نیشنل امیر صاحب کی زیر ہدایت صدر صاحب جماعت Hanau اور ان کی طرف سے مقرر کردہ ٹیم نے خاص تعاون کیا، فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

نیشنل شعبہ تعلیم القرآن و وقفِ عارضی کے پروگراموں کے بارہ میں مزید معلومات کے لئے نیشنل شعبہ کی ویب سائٹ https://taleem-ul-quran.de سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

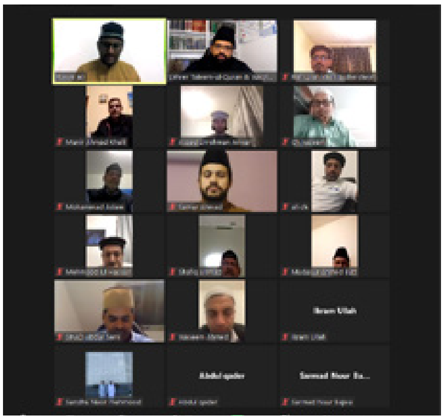

(رپورٹ: مکرم شیخ وجیہ اللہ صاحب۔
سیکرٹری تربیت لوکل امارت ڈارمشٹڈ)

ایک آن لائن تربیتی پروگرام
عباد الرحمٰن

گذشتہ سال 2020ء سے کوروناوائرس کی عالمی وباء کی وجہ سے جہاں دنیا میں بڑے بڑے کام تعطل کا شکار ہوگئے وہیں حکومتی پابندیوں کی بناء پر جماعتی سرگرمیوں کو بھی محدود کر دیا گیا اور اپنے گھروں تک محدود ہونا پڑا۔ لوکل امارت ڈارمشٹڈ کے احباب وخواتین کے ساتھ رابطے کا واحد ذریعہ ٹیلی فون رَہ گیا۔

اس مشکل وقت کے دوران خاکسار کی لوکل امیر صاحب ڈارمشٹڈ مکرم ومحترم اسامہ انور قریشی صاحب کے ساتھ ایک میٹنگ ہوئی، جس میں لوکل امیر صاحب نے کوئی دلچسپ تربیتی، معلوماتی وتعلیمی پروگرام جدید مواصلاتی سہولیات کے ذریعہ براہ راست نشر کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ تجویز کیا گیا ہے کہ پروگرام اس نوعیت کا ہو جس میں لوکل امارت کے احباب وخواتین بھی اپنے سوالات کی صورت میں شامل ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعائیہ خط

پروگرام کے آغاز سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض رہنمائی و دعا خط تحریر کیا گیا جس کا جواب آیا:

”مکرم شیخ وجیہ اللہ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ کا خط ملا جس میں آپ نے آن لائن تربیتی پروگرام منعقد کرنے کا ذکر کیا ہے۔ اُمید ہے کہ تمام شاملین نے اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں میں برکت ڈالے اور ان کے نیک نتائج پیدا کرے، آمین۔ والسلام، خاکسار
مرزا مسرور احمد۔ خلیفۃ المسیح الخامس“

لوکل امیر صاحب نے اس پروگرام کا نام عباد الرحمٰن (یعنی رحمان کے بندے) تجویز کیا۔ پروگرام کو خاص اور دلچسپ بنانے کے لئے مبلغ انچارج صاحب جرمنی نے چند مربیان کرام کو مقرر کیا۔ ان مربیان کرام کے ساتھ وقتاً فوقتاً مختلف موضوعات اور عناوین کے تحت پروگرام نشر کیا گیا۔

پروگرام کی منصوبہ بندی

مؤرخہ 17 مارچ 2021ء تا حال پروگرام باقاعدگی سے جاری ہے۔ آغاز میں چھ پروگرام ہر بدھ کے روز شام 19:30 بجے لوکل امارت ڈارمشٹڈ کے آفیشل یوٹیوب چینل سے براہ راست نشر کئے جاتے رہے۔ دیگر جماعتی پروگراموں کو مدّنظر رکھتے ہوئے اب اس پروگرام کو ہر دو ہفتہ کے بعد بدھ کے روز یوٹیوب پر براہ راست نشر کیا جاتا ہے۔

اب تک پروگرام کی 14 اقساط براہ راست نشر کی جاچکی ہیں جن میں مختلف عناوین، مختلف مہمانانِ کرام اور اسی طرح مختلف میزبان احباب کو شامل کیا جارہا ہے۔

پروگرام کا کل دورانیہ 45 منٹ رکھا گیا ہے۔ پروگرام کے پہلے حصے میں مربی صاحب، ایک مقررہ تربیتی عنوان پر خطاب کرتے ہیں جو کہ 25 منٹ کے قریب ہوتا ہے جبکہ دوسرے حصہ میں احباب جماعت ان موضوعات سے متعلق سوالات پوچھتے ہیں۔

کوشش کی جاتی ہے کہ پروگرام کے موضوعات، رواں ماہ اور جماعتی پروگرام سے مطابقت رکھتے ہوں۔ جس طرح اسلامی مہینہ رمضان میں رمضان المبارک کے احکامات،اہمیت ومسائل کے بارہ میں، عیدالاضحیہ سے ایک ہفتہ قبل قربانی کے فلسفہ پر بات کی گئی۔ عشرۃ الصلوٰۃ، ماہ محرم میں محرم الحرام کے مہینہ کی حرمت اور واقعہ کربلا پر خصوصی پروگرام پیش کیا گیا۔ یوم خلافت پر خصوصی پروگرام کیا گیا جس میں احباب جماعت نے براہ راست پروگرام میں بذریعہ ویڈیو خلافت احمدیہ کی برکات سے فیض یابی کے ذاتی ایمان افروز واقعات پیش کئے۔ آئندہ بھی دلچسپ اور مفید پروگرامز پیش کرنے کی منصوبہ بندی جاری ہے۔

لوکل امارت ڈارمشٹڈ کے مندرجہ ذیل احباب اس پروگرام کو کامیاب بنانے میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

مکرم اسامہ انورقریشی صاحب۔لوکل امیر (انچارج پروگرام)

مکرم شیخ وجیہ اللہ صاحب۔سیکرٹری تربیت(میزبان)

مکرم نعیم احمد نیئر صاحب۔ سیکرٹری تعلیم القرآن وقف عارضی(میزبان)

تکنیکی معاونین

مکرم چوہدری آفتاب احمد صاحب۔جنرل سیکرٹری

مکرم سید رافع منیب صاحب۔آڈیٹر

مکرم کاشف کریم صاحب۔سیکرٹری سمعی وبصری

لوکل امارت ڈارمشٹڈ کا یوٹیوب چینل

AMJ Darmstadt – Youtube Channel

https://www.youtube.com/channel/UC0gNrg8HA9hlqbPmGuMjkVA

براہ راست پروگرام دیکھنے وسننے والے گھرانوں کی اوسطاً تعداد 60 اور اندازاً 200 سے 250 افراد جبکہ پروگرام کی ریکارڈنگ دیکھنے والے افراد کی تعداد اندازاً 400-500 افراد ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلیفۂ وقت کے ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ہماری مساعی میں برکت عطا فرمائے نیز شعبہ تربیت لوکل امارت کو مزید ایسے تربیتی،علمی اور روحانی پروگرام پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے،آمین۔

ضروری اعلان برائے داخلہ

حفظ القرآن کلاس جرمنی 2022ء

الحمدللہ،جرمنی میں شعبہ تعلیم القرآن ووقف عارضی کے تحت حفظ القرآن کلاس جاری ہے۔ اسکول کی تعلیم کے ساتھ بچے اساتذہ کی مدد سے حفظ القرآن کی توفیق پارہے ہیں۔2022ء میں داخلہ کے لیے رجسٹریشن کی آخری تاریخ 31 دسمبر 2021ء ہے۔ مندرجہ ذیل لنک پر بچوں کی رجسٹریشن کروائی جاسکتی ہے۔

https://taleem-ul-quran.de/hifzul-quran-klasse/

شرائط داخلہ

قرآن کریم ناظرہ مکمل پڑھا ہوا ہو، تلفّظ اور ادائیگی اچھی ہو۔ بچہ کی عمر 8 سے 11سال ہو۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ

1۔ مکرم حافظ طارق چیمہ صاحب 017680150014

2۔ مکرم منصور احمد چیمہ صاحب مربی سلسلہ 01786698496

(شعبہ تعلیم القرآن ووقف عارضی جماعت جرمنی)

اِک سے ہزار ہوویں

اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے بیٹے عزیزم لقمان خالد صاحب کو مؤرخہ 9 نومبر 2021ء کو بیٹی سے نوازا ہے۔حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچی کا نام عائزہ خالد عطا فرمایا ہے۔ مکرم محمد احمد صاحب سابق مبلغ سلسلہ نائجیریا و گیمبیا کی نواسی ہے۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو نیک، صالحہ بنائے، صحت والی لمبی فعال زندگی عطا کرے، دین ودنیا کی حسنات سے نوازے اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے،آمین۔

(حیدرعلی ظفر۔مربی سلسلہ جرمنی۔فرانکفرٹ)

بقیہ: ’کشتی نوح‘ از صفحہ 14

باقی سب اس کے ظِلّ تھے سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو، ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو“۔(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طاعون کی وباء کے وقت رسالہ ”کشتی نوح“ تصنیف فرمایا تھا اور اس میں قرآن و حدیث کی روشنی میں وہ عظیم الشان تعلیم بیان فرمائی تھی جس پر عمل کرکے انسان اس قسم کی آفات سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ آج بھی ایک بڑی آفت کا سامنا ہے اس لئے ان حالات میں بھی ہمیں حضور کی اس کتاب کا بکثرت مطالعہ کرنا چاہئے۔ اگرچہ آج کی یہ وباء اور مرض کسی اَنذاری پیشگوئی کے نتیجہ میں نشان کے طور پر تو نہیں ہے لیکن اس کا تعلق بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے ساتھ بھی ہے۔کیونکہ آپ نے دنیا کو خاص طور پر آفات اور آسمانی بلاؤں سے آگاہ اور ہوشیار کیا تھا چنانچہ اس انذار کے بعد دنیا میں طوفانوں، زلزلوں، وباؤں کی تعداد میں بہت اضافہ ہوگیا ہے اور گزشتہ سو سال سے ہمیں ہوشیار کرنے کے لیے مسلسل آرہی ہیں تا کہ ہم اپنے پیدا کرنے والے کے حق ادا کرنے والے بنیں۔چونکہ یہ وباء طاعون کی طرح نشان کے طور پر نہیں ہے اس لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس وباء سے بچنے کے لئے ٹیکہ لگوانے کی ہدایت فرمائی ہے۔اس کے ساتھ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس وقت اپنے خالق ومالک کی طرف پہلے سے زیادہ جھکنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا ہے:

”ہمیں ان دنوں میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور بہت جھکنا چاہیے اور اس کا رحم اور فضل مانگنا چاہیے۔اس لیے پہلے سے بڑھ کر ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے کی کوشش کرنی چاہیے“۔(خطبہ جمعہ 10/ اپریل 2020ء)

اللہ کرے کہ ہم کشتی نوح میں بیان شدہ اسلامی تعلیم کے نچوڑ کو خوب سمجھ کر پڑھنے اور اس کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے والے ہوں،آمین۔

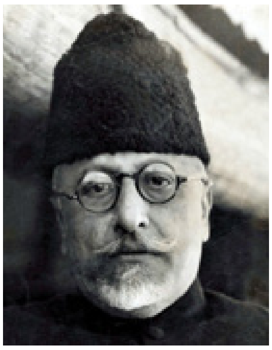

ابوالکلام آزادؔ کے ایک خط سے

کچھ اقتباسات

(از غبارِ خاطر)

''زندگی کی جن حالتوں کو ہم راحت والم سے تعبیر کرتے ہیں، ان کی حقیقت بھی اس سے زیادہ کیا ہوئی کہ اضافت کے کرشموں کی ایک صورت گری ہے۔ یہاں نہ مُطلق راحت ہے نہ مُطلق اَلم، تمام احساسات سرتاسر اضافی ہیں۔ اضافتیں بدلتے جاؤ، راحت والم کی نوعیتیں بھی بدلتی جائیں گی۔ یہاں ایک ہی ترازو لے کر ہر طبیعت اور ہر حالت کا احساس نہیں تولا جا سکتا۔ ایک دہقان کی راحت و الم تولنے کے لیے جس ترازو سے ہم کام لیتے ہیں، اس سے فنونِ لطیفہ کے ایک ماہر کا معیارِ راحت والم نہیں تول سکیں گے۔ ایک ریاضی داں کو ایک ریاضی کا مسئلہ حل کرنے میں جو لذت ملتی ہے وہ ایک ہوس پرست کو شبستانِ عشرت کی سیہ مستیوں میں کب مل سکے گی؟ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم پھولوں کی سیج پر لوٹتے ہیں اور راحت نہیں پاتے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کانٹوں پر دوڑتے ہیں اور اس کی ہر چبھن میں راحت وسرور کی ایک نئی لذت پانے لگتے ہیں۔

بہر یک گُل، زحمتِ صد خاری باید کشید

راحت و اُلم کا احساس ہمیں باہر سے لا کر کوئی نہیں دے دیا کرتا۔ یہ خُود ہمارا ہی احساس ہے جو کبھی زخم لگاتا ہے، کبھی مرہم بن جاتا ہے۔ طلب وسعی کی زندگی بجائے خود زندگی کی سب سے بڑی لذت ہے، بشرطیکہ کسی مطلوب کی راہ میں ہو۔

رہرواں را خستگیِ راہ نیست
عشق ہم راہ ست و ہم خود منزل است''

''پھر نفسیاتی نقطۂ نگاہ سے دیکھیے، تو معاملہ کا ایک اور پہلو بھی ہے جسے صرف تہ رس نگاہیں ہی دیکھ سکتی ہیں۔ یکسانی اگرچہ سکون و راحت کی ہو، یکسانی ہوئی۔ اور یکسانی بجائے خود زندگی کی سب سے بڑی بے نمکی ہے۔ تبدیلی اگرچہ سکون سے اضطراب کی ہو، مگر پھر تبدیلی ہے، اور تبدیلی بجائے خود زندگی کی ایک بڑی لذت ہوئی۔ عربی میں کہتے ہیں حَمِّضُوا مَجَالِسَکُمْ، اپنی مجلسوں کا ذائقہ بدلتے رہو۔ سو یہاں زندگی کا مزہ بھی انہی کو مل سکتا ہے جو اس کی شیرینیوں کے ساتھ اس کی تلخیوں کے بھی گھونٹ لیتے رہتے ہیں، اور اس طرح زندگی کا ذائقہ بدلتے رہتے ہیں، ورنہ وہ زندگی ہی کیا جو ایک ہی طرح کی صبحوں اور ایک ہی طرح کی شاموں میں بسر ہوتی رہے۔ خواجہ دردؔ کیا خوب کہہ گئے ہیں۔

آ جائے ایسے جینے سے اپنا تو جی بتنگ
آخر جیے گا کب تلک اے خضر، مر کہیں

یہاں پانے کا مزہ انہی کو مل سکتا ہے جو کھونا جانتے ہیں۔ جنہوں نے کچھ کھویا ہی نہیں انھیں کیا معلوم کہ پانے کے کیا معنی ہوتے ہیں؟ نظیری کی نظر اسی حقیقت کی طرف گئی تھی۔

آنکہ او در کلبۂ احزاں پسر گم کردہ، یافت
تو کہ چیزے گم نہ کر دی، از کجا پیدا شود

اور پھر غور وفکر کا ایک اور قدم بڑھایئے، تو خود ہماری زندگی کی حقیقت بھی حرکت واضطراب کے ایک تسلسل کے سوا اور کیا ہے؟ جس حالت کو سکون سے تعبیر کرتے ہیں اگر چاہیں تو اُسی کو موت سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔ موج جب تک مضطرب ہے، زندہ ہے، آسودہ ہوئی اور معدوم ہوئی۔ فارسی کے ایک شاعر نے دو مصرعوں کے اندر سارا فلسفۂ حیات ختم کر دیا ہے۔

موجیم کہ آسودگیِ ما عدمِ ماست
ما زندہ ازانیم کہ آرام نگیریم

اور پھر یہ راہ اس طرح بھی طے نہیں کی جا سکتی کہ اُس کے اٹکاؤ کے ساتھ دوسرے لگاؤ بھی لگائے رکھیے۔ راہِ مقصد کی خاک بڑی ہی غیور واقع ہوئی ہے۔ وہ رہرو کی جبینِ ناز کے سارے سجدے اس طرح کھینچتی ہے کہ پھر کسی دوسری چوکھٹ کے لیے کچھ باقی نہیں رہتا۔ دیکھیے میں نے یہ تشبیہ غالبؔ سے مستعار لی۔

خاکِ کُویش خود پسند اُفتاد در جذبِ سجود
سجدہ از بہر حرم نہ گزاشت در سیمائے من

مقصود اس تمام سے یہ تھا کہ آج اپنے اوراقِ فکرِ پریشاں کا ایک صفحہ آپ کے سامنے کھول دوں ؏

لختے ز حالِ خویش بہ سیما نوشتہ ایم

اس مے کدۂ ہزار شیوہ و رنگ میں ہر گرفتارِ دامِ تخیّل نے اپنی خود فراموشیوں کے لیے کوئی نہ کوئی جامِ سرشاری سامنے رکھ لیا ہے اور اسی میں بے خود رہتا ہے۔ کوئی اپنا دامن پھولوں سے بھرنا چاہتا ہے، کوئی کانٹوں سے، اور دونوں میں سے کوئی بھی پسند نہیں کرے گا کہ تہی دامن رہے۔ جب لوگ کام جوئیوں اور خوش وقتیوں کے پھول چن رہے تھے تو ہمارے حصے میں تمناؤں اور حسرتوں کے کانٹے آئے۔ انھوں نے پھول چُن لیے اور کانٹے چھوڑ دیے۔ ہم نے کانٹے چن لیے اور پھول چھوڑ دیے۔

ز خار زارِ محبت دلِ ترا چہ خبر؟
کہ گل بجیب نہ گنجد قبائے تنگِ ترا

(غبارِ خاطر صفحہ 97-93، خزینہ علم وادب، حافظ جمیل پریس لاہور، 2005ء)

دلچسپ سائنسی خبریں

(مرتبہ: مکرم زاہد ندیم بھٹی صاحب)

رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ھٰذَا بَاطِلًا

انسانی اعضاء کی پیوندکاری کے سلسلہ میں ماہرین طب اور سائنسدانوں کو جن بڑی رکاوٹوں یا مشکلات کا عام طور پر سامنا کرنا پڑتا ہے ان میں ان اعضاء کی دستیابی ایک بہت بڑی مشکل ہے۔ دنیا بھر میں لوگ صحت اور تندرستی کے عالم میں اپنے عطیات مثلاً دل گردے اور دیگر اعضاء عطیہ تو کرتے ہیں لیکن موت کی مصیبت میں ان کے انتقال کے بعد ان کے اقرباء بروقت متعلقہ اداروں کو اطلاع دیتے ہوں اور عطیہ کیے جانے والے اعضاء کو بروقت محفوظ کیا جاتا ہو اس کی شرح تا حال بھی بہت ہی کم ہے۔ اور اسی وجہ سے ایک دن میں تقریباً 17 افراد اعضاء کے میسر آنے کے انتظار میں چل بستے ہیں۔ اس کے علاوہ دوسرا نہایت اہم مسئلہ ریجیکشن ہے۔ مراد یہ کہ جسم بیرونی عضو کو قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے اور جسم میں بیرونی یا عطیہ کیے جانے والے عضو کے خلاف ری ایکشن ہو جاتا ہے۔ سائنسدانوں کی شدید خواہش اور کوشش تھی کہ کسی طرح انسان کو بعض دیگر ملتے جلتے جانوروں کے اعضاء لگائے جا سکیں تا کہ صحت مند اور جوان عضو بوقت ضرورت دستیاب ہو اور ٹرانسپلانٹ کیا جا سکے۔ اس سلسلہ میں ملتے جلتے جانور مثلاً گوریلے وغیرہ کے گردے جب انسانوں کو لگائے گئے تو وہ فوری سیاہ پڑ گئے اور مریض کے جسم نے ان کو قبول نہ کیا۔ لیکن چند دن قبل نیویارک میں NYU Langone Health نامی میڈیکل تحقیق کے ایک ادارے میں پہلی مرتبہ جانور (سور) کا گردہ کامیابی سے انسان کو لگایا اور 54 گھنٹے تک کامیابی سے یہ گردہ پیشاب بناتا رہا۔ چونکہ سائنسدانوں نے ٹرانسپلانٹیشن سے قبل بعض خاص جینیاتی تبدیلیاں کی تھیں لہٰذا جسم نے منفی ردّ عمل نہیں دکھایا۔ جانوروں کے تحفظ کی تنظیموں اور بعض مذہبی تنظیموں کے تحفظات اپنی جگہ موجود ہیں لیکن میڈیکل سائنس میں یہ ٹرانسپلانٹ ایک بہت بڑے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔[1]

امداد باہمی

کبھی آپ نے غور فرمایا ہے کہ بطخوں کے کمسن بچے آخر قطار بنا کر ہی کیوں تیرتے ہیں؟

بات یوں ہے کہ اس کے پیچھے ایک خاص حکمت اور فزکس کا ایک اصول پوشیدہ ہے جس کو حیرت انگیز طور پر آنے والی نسل قدرتی طریق پر از خود سیکھ لیتی ہے۔

یہ اصول ہے رگڑ کی قوت کو کم کرنا اور لہروں کی مزاحمت پر کم سے کم توانائی خرچ کرتے ہوئے قابو پانا۔ طریقہ کار اس کا کچھ یوں ہے کہ والدین سب سے آگے تیرتے ہیں اور بچے قطار بنا کر ان کے پیچھے، ایسا کرنے سے لہروں کی مزاحمت کا سب سے زیادہ سامنا والدین کرتے ہیں اور اپنے پنجوں سے پانی کو پیچھے دھکیل دیتے ہیں۔ ان کے پیچھے تیرتے بچوں کو ترتیب وار اب پانی کو پیچھے دھکیلنا آسان ہوتا جاتا ہے کیونکہ کہ پانی تو پہلے ہی عقبی جانب رواں ہوتا ہے۔ بالکل مل کر کشتی رانی کرتے ملاحوں کی طرح ان نوزائیدہ بچوں کو آگے بڑھنے میں 158 فیصد تک کم توانائی خرچ کرنا پڑتی ہے۔

دلچسپی کی بات تو یہ ہے کہ سب سے کم عمر بچے کو قطار میں سب سے پیچھے رکھا جاتا ہے تا کہ اس کو سب سے کم لہروں کی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے، سبحان اللہ۔[2]

چاند پر پہلا جوہری پلانٹ، مگر کیوں؟

امریکی خلائی تحقیقی ادارے ناسا اور وفاقی جوہری تحقیق لیبارٹریز نے چاند پر جوہری پلانٹ کی تنصیب کے لیے تجاویز طلب کی ہیں۔ خلائی تحقیقاتی ادارہ ناسا، امریکی محکمہ برائے توانائی کے آئیڈاہو میں قائم نیشنل لیبارٹریز کے اشتراک سے چاند پر جوہری بجلی گھر کی تنصیب کا منصوبہ بنا رہا ہے۔ اس منصوبہ کا مقصد رَواں دہائی کے اختتام تک چاند پر اترنے والے مشنز کے لیے چاند پر قیام کی راہ ہموار کرنا ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ اگر چاند کی سطح پر جوہری ری ایکٹر کی تنصیب کا منصوبہ کامیاب رہا تو ایسا ہی منصوبہ مریخ کے لیے ترتیب دیا جائے گا۔ اس منصوبے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ انسان چاند کی سطح پر اترنے کے بعد وہاں طویل عرصے تک قیام کر سکے۔ ناسا کے خلائی ٹیکنالوجی ڈائریکٹوریٹ کے ایسوسی ایٹ ایڈمنسٹریٹر جم رؤٹر کے مطابق جوہری بجلی گھر نظام کی تنصیب چاند اور مریخ سے متعلق مستقبل کے انسانی منصوبوں کی کامیابی میں کلیدی کردار ادا کریں گے۔ ناسا کی جانب سے مانگی گئی تجاویز میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ بجلی گھر چار میٹر سیلنڈر کے اندر سما سکے اور چھ میٹر سے زیادہ لمبا نہ ہو جب کہ اس کا وزن بھی چھ ہزار کلوگرام سے زیادہ نہ ہو۔ ناسا کو یہ ڈیزائن اور تجاویز اگلے برس 19 فروری تک بھیجی جا سکیں گی۔[3]

1 NYU Langone Health. Progress in xenotransplantation opens door to new supply of critically needed organs. Published online October 21, 2021.

2 Z.-M. Yuan et al. Wave-riding and wave-passing by ducklings in formation swimming. Journal of Fluid Mechanics. Vol. 928, December 10, 2021, p. R2. doi:10.1017/jfm.2021.820

3 https://www.dw.com/ur بشکریہ

Photo: JOE CARROTTA FOR NYU LANGONE HEALTH

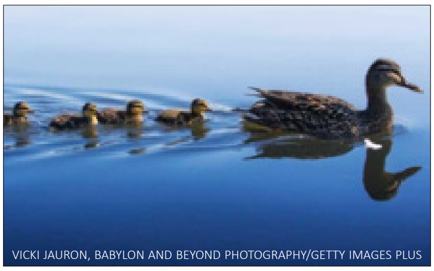

VICKI JAURON, BABYLON AND BEYOND PHOTOGRAPHY/GETTY IMAGES PLUS

ملکی و عالمی خبریں

(مکرم قمر عطاء صاحب)

جرمنی میں کورونا کی چوتھی لہر
ریکارڈ انفیکشن کیسز

روبرٹ کوخ انسٹی ٹیوٹ (RKI) کے مطابق کورونا وائرس انفیکشن سے متاثر ہونے والے افراد کی تعداد میں دن بدن ریکارڈ اضافہ ہو رہا ہے۔ انفیکشن کی یومیہ شرح 438,2 تک پہنچ گئی ہے۔ (یہ شرح بتاتی ہے کہ ایک لاکھ کی آبادی پر گزشتہ سات روز میں کتنے لوگ کورونا وائرس سے متاثر ہوئے ہیں) وائرس نے صرف ایک دن میں 303 افراد کو موت کے منہ میں دھکیل دیا۔

جرمنی میں کورونا صورتِ حال کی سنگینی کی وجہ سے وفاق اور صوبوں نے پھیلاؤ کو روکنے کے سلسلہ میں قوانین مزید سخت کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس پر عمل درآمد شروع ہو گیا ہے۔ 18 نومبر کو مشاورتی کونسل نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ سے ان ضوابط کا نفاذ اسپتال میں داخل کئے جانے والے کورونا مریضوں کی تعداد کی شرح کی کمی بیشی سے منسلک ہوگا۔ اس شرح سے معلوم ہوتا ہے کہ سات دن کے اندر اندر ایک لاکھ رہائشیوں میں سے کتنے لوگ کورونا انفیکشن کی وجہ سے اسپتال داخل ہوئے۔ یہ شرح اگر 3 تک پہنچ جائے تو اس صوبے میں علاقائی سطح پر 2G قانون کا اطلاق ہوگا جس کا مطلب یہ ہے کہ پبلک مقامات، ریسٹورنٹس، ٹرینوں، سرکاری دفاتر وغیرہ میں ویکسین لگوانے والوں اور کورونا انفیکشن سے متاثر ہو کر صحت یاب ہونے والے افراد کو داخلے کی اجازت ہوگی۔ RKI کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ گزشتہ جمعہ کے روز یہ شرح ملکی سطح پر 5,97 ریکارڈ کی گئی۔ ان کے اعداد و شمار کے مطابق کورونا وبا کے آغاز سے لے کر اب تک جرمنی میں مجموعی طور پر 5.717.295 یعنی ستاون لاکھ سے زائد انفیکشن کیسز رجسٹرڈ کئے جا چکے ہیں۔

کورونا مرض میں مبتلا ہونے کے بعد صحتیاب ہونے والے افراد کی تعداد 4.803.100 بتائی گئی ہے جبکہ ایک لاکھ سے زائد اموات ہو چکی ہیں۔

کورونا کی چوتھی لہر کے پھیلاؤ کی روک تھام کے لیے ورلڈ میڈیکل ایسوسی ایشن کے صدر فرانک اولرش منٹگمری نے مطالبہ کیا ہے کہ کرسمس مارکیٹیں ملکی سطح پر فوری طور پر بند کی جائیں۔ روابط کم کرنے اور فاصلہ رکھنے کے ضابطوں پر عمل درآمد کروانے کے لیے ضروری ہوگا کہ علاقائی سطح پر نہیں بلکہ تمام ملک میں ان مارکیٹوں کو بند کرنے کا حکم جاری کیا جائے۔ انہوں نے بلدیاتی اداروں کے عہدیداروں سے بھی اپیل کی ہے کہ نئے سال کی تقریبات منسوخ کر دیں، آتش بازی پر پابندی لگائی جائے۔

کورونا وائرس کی نئی قسم Omikron زیادہ پریشان کن اور خطرناک ہے

عالمی ادارہ صحت WHO نے کورونا وائرس کی ایک نئی قسم کو جو جنوبی افریقہ میں دریافت ہوئی ہے پریشان کُن قرار دیا ہے۔ نیا وائرس کورونا کی تبدیل شدہ شکل ہے۔ اس وائرس سے انفیکشن کا خطرہ دوبارہ بڑھ گیا ہے۔ Omikron وائرس کے 100 سے زائد کیسز جنوبی افریقہ میں رجسٹر ہوئے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق جرمنی، بیلجیم، ہالینڈ میں بھی کورونا وائرس کی اس قسم سے متاثر ہونے والے افراد کا علم ہوا ہے۔

دریں اثنا ایک اِطلاع میں بتایا گیا ہے کہ ویکسین بنانے والی جرمن فارما کمپنی Biontech نے نئی کورونا قسم Omikron پر ریسرچ شروع کر دی ہے اور اُمید ظاہر کی ہے کہ وہ موجود حفاظتی ویکسین کو بہتر دفاع سے آراستہ کر لیں گے۔ متعدد ممالک نے ان حالات میں جنوبی افریقہ اور چند دیگر ممالک کے ساتھ فضائی پروازیں معطل کر دی ہیں اور سفری پابندیاں عائد کر دی ہیں۔

جرمنی میں مخلوط حکومت کے قیام کے لیے تین پارٹیوں کا کولیشن معاہدہ طے پا گیا

وفاقی قومی پارلیمنٹ Bundestag کے انتخابات کے بعد نئی حکومت کے قیام کے لیے تین اہم سیاسی جماعتوں SPD سوشل ڈیموکریٹس، گرین پارٹی Bündnis grünen اور FDP لبرل ڈیموکریٹس نے کولیشن مذاکرات کے بعد معاہدے پر دستخط کر دیئے ہیں۔ یہ معاہدہ 177 صفحات پر مشتمل ہے جس کی منظوری کے لیے مذکورہ جماعتیں اب اپنی پارٹی سے اس کی منظوری حاصل کریں گی۔ توقع ہے کہ 8 دسمبر کو جرمنی کے نئے چانسلر اولاف شولز جن کا تعلق SPD سے ہے اپنے عہدے کا حلف اٹھائیں گے۔ مخلوط حکومت میں جسے Ampel Koalition کا نام دیا گیا ہے۔ سوشل ڈیموکریٹس کو سات وزارتیں حاصل ہوں گی جبکہ

باقی صفحہ 48 پر

مکرم شفیق احمد صاحب مرحوم

(مکرم عطاء المجیب راشد صاحب، امام مسجد فضل لندن)

مکرم شفیق احمد صاحب مرحوم 26 جولائی 2021ء کو مختصر سی علالت کے بعد بقضائے الٰہی بعمر 70سال لندن میں وفات پا گئے، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم پاکستان سے جرمنی آئے اور کولون شہر میں رہائش پذیر ہوئے۔ وہاں ایک لمبا عرصہ قیام کیا اور اس دوران مختلف جماعتی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ 2007ء کے قریب وہ لندن آگئے اور مسجد فضل لندن کے قریبی علاقہ میں رہائش اختیار کی۔ اس وقت سے تاوقت وفات میرے دفتر میں معاونت کی خدمت بلامعاوضہ نہایت اخلاص اور محنت سے سرانجام دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سب خدمات کو قبول فرمائے اور اجرِعظیم عطا فرمائے آمین۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ بہت نیک، عبادت گزار اور تہجد کے پابند تھے۔ نوافل بہت کثرت سے ادا کرتے تھے۔ ساری نمازیں سنوار کر ادا کرنے والے، بہت سادہ مزاج، مہمان نواز، نیک اور مخلص انسان تھے۔ ہر ایک سے مسکراتے چہرہ سے ملتے اور ہر وقت دوسروں کی خدمت کے لئے کمر بستہ رہتے تھے۔ بہت بےنفس انسان اور ہر ایک سے ہمدردی کرنا ان کا نمایاں وصف تھا۔ قرب و جوار میں بیمار اور معمّر افراد کی بہت باقاعدگی سے عیادت اور خدمت کیا کرتے تھے۔ دن ہو یا رات، ہر وقت اس خدمت پر مستعد رہتے اور یہ خدمت نہایت خاموشی سے سرانجام دیتے تھے۔ جماعتی خدمات میں بھی ہمیشہ بڑی مستعدی اور باقاعدگی سے مصروف رہتے۔

جرمنی اور پھر یہاں لندن آنے کے بعد بھی خدمت کے میدان میں بڑے مستعد رہے۔ مقامی حلقہ میں اور اسی طرح انصاراللہ کی طرف سے مفوّضہ مالی ذمہ داریاں بہت مستعدی سے اور امانت سمجھ کر ادا کرتے رہے۔ مالی امور میں بہت احتیاط کرنے والے مخلص خادمِ سلسلہ تھے۔

مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیٹا عزیزم بلال احمد اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ تینوں بیٹیاں شادی شدہ ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کے چھ بھائی مکرم رفیق احمد صاحب، مکرم مسعود الحسن ثقفی صاحب مکرم محمود احمد صاحب وسیم احمد صاحب اور مکرم نبیل احمد صاحب حیات ہیں اور برطانیہ، جرمنی اور امریکہ میں مقیم ہیں جبکہ آپ کے دامادوں کے نام مکرم مصور ادریس صاحب، مکرم وحید عثمان صاحب اور عطاء کوثر صاحب ہیں۔

مرحوم شفیق احمد صاحب کو یہ خصوصی اعزاز حاصل ہُوا کہ ان کی وفات پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 29 جولائی 2021ء کو بارہ بجے صبح اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ (اخبار الفضل انٹرنیشنل مورخہ 13 اگست 2021ء)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور اپنے قرب میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے، آمین۔

مبلغ سلسلہ محترم لئیق احمد منیر صاحب بھی ایک لمبا عرصہ کولون میں متعین رہے، اس دوران مرحوم شفیق صاحب کو قریب سے دیکھا۔ آپ نے مرحوم کے بارہ میں بتایا:

خاکسار کا مکرم شفیق احمد صاحب سے تعلق کولون تقرری کے بعد قائم ہوا۔ موصوف جماعتی طور پر نمایاں شخصیت تھے اور اس وقت بطور سیکرٹری مال خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ مربیان سلسلہ کا بہت احترام کرنے والے تھے۔ احباب جماعت سے مسکراتے چہرے سے ملتے، سادہ مزاج، محنتی اور نیک وجود تھے۔ ان کے گھر کا دینی ماحول دیکھ کر بہت خوشی ہوتی تھی۔ بچوں کو نمازوں و دیگر جماعتی پروگرامز پر لے کر آتے تھے۔ مرحوم کا اپنی اہلیہ کے ساتھ تعلق بھی مثالی تھا۔ کولون کے ایک پریس میں کام کرتے تھے اور بہت دیانتداری سے اپنے مفوضہ امور کو سرانجام دیتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی پروگرام پر مجھے بھی ساتھ لے گئے تو مَیں نے مشاہدہ کیا کہ ان کے ساتھ کام کرنے والے دیگر افراد ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ سرکاری امداد لینے کی بجائے ایک لمبا عرصہ بڑی محنت سے کام کیا۔ کام کے بعد جماعتی خدمت کے لئے اپنا وقت پیش کرتے رہے۔ بطور سیکرٹری مال خدمت کے علاوہ ریجنل امیر بھی رہے۔ خاکسار کے ساتھ مختلف جماعتی دَوروں میں شامل ہوتے تھے۔ اگر کسی وقت کوئی شخص تکلیف دِہ بات بھی کہہ دیتا تو نہایت صبر سے اس کو برداشت کرتے اور بغیر کسی نمود و نمائش کے بڑی محنت سے اپنی جماعتی ذمہ داری ادا کرتے تھے۔

اہلیہ کی وفات کے بعد انگلستان میں مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امام بیت الفضل لندن کے دفتر میں خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ خاکسار لندن جا کر بھی ان سے ملاقات کرتا تو مسکراہٹ اور خوش دلی سے ملتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے، اپنا قرب عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے، آمین۔

مکرم شفیق احمد صاحب کے ساتھ طویل عرصہ تک جماعتی خدمات سرانجام دینے والے ایک اور مخلص خادم

دین مکرم چوہدری عظمت علی صاحب سابق ریجنل امیر نورڈرائن مرحوم کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

27 جولائی 2021ء کی شام سات بجے واٹس ایپ دیکھا تو مکرم محمد انیس صاحب کی طرف سے پوسٹ تھی جس میں محترم شفیق احمد صاحب کے انتقال پُرملال کی خبر تھی۔ پوسٹ پڑھ کر ذہن ماضی کی یادوں میں کھو گیا۔ خبر پڑھنے کے بعد خاکسار نے مکرم محمد انیس صاحب کو فون کیا اور دیر تک ہم اپنے مرحوم بھائی کا ذکرِ خیر کرتے رہے۔ اگرچہ خاکسار کا تعلق جماعت کولون سے تو نہیں لیکن کولون سے اتنا دور بھی نہیں، ساٹھ کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ پہلے جرمنی میں صرف تین ہی ریجنز ہوا کرتے تھے اور پورے جرمنی کی جماعتیں ان تین ریجنز میں تقسیم تھیں۔ کولون ریجن میں جماعت Nordhorn جو صوبہ Nidersachsen میں ہے، سے جماعت Norbach جو صوبہ Rheinland Pfalz میں ہے، تک جماعتیں شامل تھیں۔ ریجن کے تمام پروگرام بیت النصر کولون میں ہوا کرتے تھے۔ احباب دور دور سے اکٹھے ہوتے اور خوب رونق ہوا کرتی تھی۔ محترم شفیق احمد صاحب سے بھی ایسے مواقع پر ملاقات ہوتی۔ بعدازاں خاکسار کو ریجنل عاملہ میں جب خدمت کا موقع ملا تو بعض دفعہ ہفتہ میں تین چار بار بھی مسجد میں جانا ہوتا تو مرحوم سے اکثر ملاقات ہوتی۔ خاکسار نے بارہا دیکھا کہ مرحوم کام سے سیدھے مسجد آتے، کام والا بیگ بھی ہاتھ میں ہوتا۔ اُس وقت آپ جماعت کولون کے سیکرٹری مال تھے۔ بڑی پیاری شخصیت کے مالک تھے۔ چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ ہوتی اور ہر ایک کے ساتھ بڑی بشاشت اور گرم جوشی سے ملتے تھے۔ شریف النفس، خاموش طبع، سادہ اور نفیس انسان تھے۔ مربیان کرام و دیگر جماعتی خدمت کرنے والوں کا خاص احترام کیا کرتے تھے۔ آپ کو سیکرٹری مال جماعت کولون، صدر جماعت کولون اور بحیثیت ریجنل امیر کولون خدمت کی توفیق ملی“۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور اپنے قرب میں جگہ دے اور ان کی اولاد اور عزیزوں کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔

قرار دادِ تعزیت جماعت احمدیہ جرمنی بر وفات حسرت آیات

محترم ڈاکٹر سیّد تاثیر مجتبیٰ صاحب واقف زندگی، فضل عمر ہسپتال ربوہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نہایت مخلص وباوفا خادم فرشتہ سیرت محترم ڈاکٹر سیّد تاثیر مجتبیٰ صاحب ابن محترم ڈاکٹر غلام مجتبیٰ صاحب سول سرجن مرحوم مؤرخہ 28/اکتوبر 2021ء کو ربوہ میں چند دنوں کی علالت کے بعد ستر سال کی عمر میں اپنے مالکِ حقیقی سے جاملے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

بُلانے والا ہے سب سے پیارا اُسی پہ اے دِل تو جاں فدا کر

ڈاکٹر صاحب مرحوم کے خاندان میں احمدیت ان کے والد کے کزن سید فخرالاسلام صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے آئی تھی لیکن آپ کے والد محترم اپنی طالب علمی کے زمانے میں 1938ء میں احمدی ہوئے تھے۔ آپ کے والد محترم بہت ماہر سرجن تھے، جب مجلس نصرت جہاں کا آغاز ہوا تو آپ کراچی میں ملازمت کر رہے تھے چنانچہ موصوف نے خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے پنشن لے کر اپنی زندگی وقف کر دی اور 1970ء میں افریقہ چلے گئے اور 1999ء تک گھانا، نائیجیریا اور سیرالیون میں خدمات سرانجام دیں۔ غانا میں آپ نے ایک ہسپتال قائم کیا اور سالہا سال تک اسے کامیابی کے ساتھ چلایا۔ بعد میں محترم ڈاکٹر تاثیر صاحب نے بھی اپنی تعلیم مکمل کرنے اور چند سال وطن میں طبی خدمت کرنے کے بعد مجلس نصرت جہاں کے تحت وقف کیا تو آپ کو بھی غانا کے اسی ہسپتال میں بیس سال تک خدمت انسانیت کی توفیق ملی، آپ نے اپنے والد کے کام کو اور بھی آگے بڑھایا۔ غانا کے بعد آپ کو فضل عمر ہسپتال ربوہ میں سترہ سال تک خدمت کی توفیق ملی جسے آپ نے وقف کی حقیقی روح کے ساتھ خوب نبھایا، الحمد للہ۔

مرحوم کی شادی محترم سید داؤد مظفر شاہ صاحب اور صاحبزادی امۃ الحکیم صاحبہ کی بیٹی محترمہ امۃ الرؤوف صاحبہ سے ہوئی۔ اس اعتبار سے مرحوم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہم زلف تھے، علاوہ ازیں حضور انور کے ساتھ سمدھی کا بھی رشتہ تھا۔ لیکن کبھی اپنے ان رشتوں کا اظہار نہیں کیا۔ آپ بہت منکسر المزاج، بے نفس، بے ضرر انسان، بہت شریف النفس، غریب پرور اور کم گو شخصیت کے مالک تھے۔ بڑی نرمی، شگفتگی، محبت اور عجز وانکسار سے بات کرتے تھے۔ مہمان نوازی میں اپنی مثال آپ تھے۔ سلسلہ احمدیہ کے فدائی، خلافت کے جاں نثار سلطان نصیر تھے۔ تحریک جدید کا چندہ ہر سال اوّل وقت میں اعلان ہونے کے فوراً بعد خود آ کر دفتر مال اول میں جمع کروا دیتے تھے۔ جذبہ خدمت خلق سے سرشار وجود تھے چنانچہ ڈاکٹری ان کا پیشہ تھا لیکن ہمیشہ انسانیت کی خدمت ان کا مطمع نظر رہا۔ غریب مریضوں کو مفت دوائی کے ساتھ خوراک کے لیے رقم اور انڈے اور دودھ بھی منگوا کے دیا کرتے تھے اور کہتے کہ یہ استعمال کرو تا کہ تمہاری صحت ٹھیک ہو۔ الغرض آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم حلیمی اور مسکینی کے ساتھ زندگی گزارنے والے تھے۔ آپ کو دنیاوی علم کے ساتھ جماعتی کتب خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے سے بھی گہرا لگاؤ تھا۔

صدمہ کے اس موقع پر ہم جملہ افرادِ جماعت احمدیہ جرمنی اپنے پیارے آقا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، مرحوم کے جملہ لواحقین سے تعزیت کرتے ہیں اور دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے، اس جانے والی نیک روح کے ساتھ غیر معمولی عفو و مغفرت کا سلوک فرمائے، اپنی رضا کی جنّتوں میں داخل کرے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جگہ عطا فرما کر بلندیٔ درجات کے سامان کرے اور آپ کی اہلیہ کی عمر اور صحت میں برکت ڈالے اور ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق دے اور آپ کی نسلوں کو آپ کا قائمقام بنائے، آمین ثم آمین۔

ہم ہیں اراکین جماعت احمدیہ جرمنی

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات ودعائے مغفرت

محترمہ عزیزہ امتہ السلام صاحبہ

خاکسار کی خوشدامن محترمہ امۃ السلام زوجہ چودھری مشتاق احمد مرحوم (ساکن لانگن جرمنی) 20 نومبر 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحومہ بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں۔ پنجگانہ نماز کا التزام، نمازِ تہجد، تلاوت قرآن پاک باقاعدگی سے کرتی تھیں۔ موصیہ تھیں مرحومہ بہت ہی خوش اخلاق، ملنسار، مہمان نواز، سادہ مزاج، وقت کی پابند تھیں۔ خلیفۂ وقت سے بے پناہ محبت تھی۔ مرحومہ نے لواحقین میں دو بیٹے (مکرم امتیاز چودھری جرمنی، افتخار چودھری امریکہ اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ 24 نومبر مکرم امیر صاحب عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے بیت السبوح میں پڑھائی۔ مرحومہ کی تدفین 25 نومبر 2021ء فرانکفرٹ کے جنوبی قبرستان میں ہوئی جس کے بعد مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے دعا کروائی۔

(منور احمد باجوہ۔ جماعت فرانکفرٹ)

محترمہ امۃ الحی صاحبہ

خاکسار کی خوشدامن محترمہ امۃ الحی صاحبہ زوجہ مکرم ڈاکٹر عبدالمنان صاحب مرحوم مؤرخہ 4/ نومبر 2021ء کو لاہور پاکستان میں چند ہفتوں کی علالت کے بعد اپنی 96 سالہ عمرِ مستعار بے حد کامیابی کے ساتھ گزار کر اپنے خالق حقیقی کے حضور حاضر ہوگئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ حضرت حاجی محمد عمر ڈار صاحب رضی اللہ عنہ آف آسنور کشمیر صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی پوتی اور حضرت عبدالرحمٰن میر صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی بہو تھیں۔ آپ 1990ء میں جرمنی آئیں اور اوفن باخ Offenbach میں رہائش کے دوران ایک لمبے عرصہ تک بیسیوں بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم پڑھانے کی توفیق پائی اور اس کے اعتراف کے طور پر مجلس انصار اللہ جرمنی کی طرف سے اعزازی شیلڈ بھی آپ کو دی گئی۔ وفات سے چند سال قبل پاکستان اپنی بیٹی کے پاس چلی گئی تھیں۔

مرحومہ بفضلِ تعالیٰ موصیہ تھیں اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ آپ کے پسماندگان میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں اور متعدد پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں اور پڑنواسیاں شامل ہیں۔ (میر عبداللطیف، اوفن باخ)

مکرم دین محمد شاہد صاحب

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم دین محمد شاہد صاحب مرحوم سابق مربی سلسلہ کچھ عرصہ علیل رہنے کے بعد مؤرخہ 18 نومبر بروز جمعرات 2021ء کی شام بعمر 92سال کینیڈا میں اپنے مولا کے حضور حاضر ہوگئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ نے قادیان میں مدرسۃ الاحمدیہ میں تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد جامعہ احمدیہ ربوہ سے 1953ء میں شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ آپ کو پاکستان کے مختلف شہروں راولپنڈی، واہ کینٹ، کراچی، لاہور، مری، کھاریاں اور کوٹلی آزاد کشمیر میں بطور مربی سلسلہ جماعت کی خدمت کی توفیق ملی۔ نیز 1977ء سے 1980ء تک کا عرصہ جزائر فجی میں بطور مبلغ انچارج خدمت کی توفیق پائی۔ آپ نے ایک لمبا عرصہ جلسہ سالانہ ربوہ کے بطور پریس سیکرٹری خدمات انجام دیں۔ آپ نہایت دعاگو، جماعت کے سچے خادم، خدا تعالیٰ پر بے حد توکل کرنے والے خلافت کے شیدائی اور نہایت محبت کرنے والے شفیق باپ اور خاوند تھے اور نظام وصیت میں شامل تھے۔

آپ کے پسماندگان میں اہلیہ، تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔ (غلام مصطفی بلوچ۔ Hanau)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے، آمین

بقیہ: اخبار احمدیہ جرمنی کی اشاعتِ نَو کے تین سال از صفحہ 38

سے جامعہ احمدیہ کی لائبریری پندرہ ہزار سے زائد کتب اور رسائل واخبارات جمع کرنے اور ان کی ترتیب وتنظیم کا کام مکمل ہونے کے بعد نومبر 2021ء میں خاکسار کی کل وقتی ڈیوٹی تاریخ احمدیت اور اخبار احمدیہ و دیگر امور پر لگا دی گئی، وباللہ التوفیق۔

ان اراکین مجلس ادارت کے علاوہ ابتدائی چند ماہ کے دوران مکرم شمس الحق انور صاحب ابن مکرم مولوی نور الحق انور صاحب مرحوم سابق مبلغ سلسلہ اور مکرم ریحان رشید صاحب ابن مکرم عبدالرشید درویش صاحب مرحوم نے بطور مدیر اور مکرم میر لئیق محمود طاہر صاحب نے بطور مینیجر خدمت کی توفیق پائی۔ مجلس ادارت کے ایک خاموش رکن مکرم نوید حمید صاحب ہیں جنہوں نے تعارف کتب کا کالم اپنے ذمہ لے رکھا ہے اور اسے باقاعدگی سے منفرد انداز میں لکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ سارے رسالہ کی حتمی پروف ریڈنگ بھی کرتے ہیں اور اغلاط کی نشاندہی کرنے کے ساتھ مضامین کے بارے میں بھی بہت قیمتی مشوروں سے نوازتے ہیں، فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

قارئین کرام کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ اراکین مجلس ادارت کو بہترین رنگ میں خدمت کرتے ہوئے اپنے فرائض سرانجام دینے کی توفیق ملتی رہے اور اخبار احمدیہ جرمنی دن دگنی، رات چوگنی ترقی کرتا رہے، آمین۔

بقیہ: ملکی و عالمی خبریں از صفحہ 45

گرین پارٹی کو 5 اور FDP کو 4 وزارتیں سونپی گئی ہیں۔ نئی حکومت کے اہم پروگراموں میں سماجی اصلاحات اور ماحولیات کے تحفظ کے لیے ٹھوس اقدامات شامل ہیں۔ کورونا وبا سے نپٹنے کے لیے مؤثر اور دیرپا قدرتی توانائی کے حصول کے ذرائع سے استفادہ کرتے ہوئے اصلاحی منصوبہ بندی کو ترجیحی حیثیت حاصل ہوگی۔ اس معاہدے میں جرمنی میں مقیم تارکین وطن کو دُہری شہریت دینے اور کوالیفائیڈ ورکرز کو غیرممالک سے لاکر ملازمتیں دینے کے لیے بھی نئے قوانین متعارف کروانے کی شق شامل کی گئی ہے۔

Ihr KFZ - GUTACHTER

Zafar Khan

Sachverständiger für Kraftfahrzeuge aller Art

Mobiler Vor-Ort-Express-Service im Rhein-Main-Gebiet

- ✓ Kostenlose **Beratung** nach einem Verkehrsunfall
- ✓ **Komplettservice** für die Schadenabwicklung
- ✓ Erstellung eines unabhängigen **Unfallgutachtens**
- ✓ **Direkte Abrechnung** mit der gegnerischen Versicherung

Kostenlose **Gutachtenhilfe:**

Falls Sie mit dem erstellten Gutachten der Versicherung nicht zufrieden sind oder es nicht ihrer Erwartung entspricht, können Sie **kostenlos** das Gutachten bei uns überprüfen lassen.

Frankfurter Str. 135
63303 Dreieich
Tel:06103-9883103
Fax:06103-9883101
Mobil:0172-9825124
E-Mail: kb3eich@gmail.com

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA
VOL 22 | ISSUE 12 | DECEMBER 2021

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir

PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY
PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

Email : akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de